حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

بانی وسرپرست اعلیٰ

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب

انجمن اشاعت دین اِسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ 042-36880028

جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں۔''
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم-اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور
کمپوزر و ڈیزائنر	:	محمد عثمان علی یوسفی، عظیم احمد یوسفی
کمپوزنگ	:	ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-6846677
پروف ریڈنگ	:	صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، حافظ محمد رضوان یوسفی علامہ محمد مبارک علی یوسفی، قاری علامہ محمد احمد رضا یوسفی رشید احمد جنجوعہ یوسفی
پہلی مرتبہ	:	(۱۱۰۰) رجب المرجب ۱۴۲۷ھ، اگست ۲۰۰۶ء
دوسری مرتبہ	:	(۱۱۰۰) ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، دسمبر ۲۰۰۸ء
ہدیہ	:	۱۵۰ روپے
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۔	جملہ حقوق۔	۲
۲۔	فہرست مضامین۔	۳
۳۔	بفیضانِ نظر۔	۱۴
۴۔	انتساب۔	۱۵
۵۔	عرضِ حال۔	۱۶
۶۔	تقدیم۔	۱۷
۷۔	نشانِ منزل	۲۰
۸۔	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں۔	۲۳
۹۔	شرائط وفرائض نماز۔	۲۶
۱۰۔	طہارت۔	۲۷
۱۱۔	طہارت کے بغیر نماز نہیں۔	۲۸
۱۲۔	سترِ عورت۔	۳۰
۱۳۔	عورت۔	۳۱
۱۴۔	صرف تہبند، پاجامہ یا شلوار پہن کر نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۳۳
۱۵۔	ننگے کندھوں سے نماز نہ پڑھنا۔	۳۳
۱۶۔	ایک کرتہ یا قمیص سے نماز۔	۳۳
۱۷۔	ایک ہی چادر ہو تو نماز کیسے پڑھی جائے؟	۳۴
۱۸۔	نماز میں کپڑا لٹکانا۔	۳۵
۱۹۔	تہبند لٹکا کر نماز پڑھنا۔	۳۶
۲۰۔	عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟	۳۷

۲۱۔	استقبالِ قبلہ۔	۳۸
۲۲۔	بیت المقدس (مسجدِ اقصیٰ) قبلہ۔	۳۸
۲۳۔	سفر میں قبلہ کی سمت اور نفل۔	۴۰
۲۴۔	سواری سے اُتر کر فرض (نماز) پڑھنا۔	۴۱
۲۵۔	شبہ کی صورت میں نماز۔	۴۱
۲۶۔	مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کرنا۔	۴۲
۲۷۔	خانہ کعبہ کے اندر نماز۔	۴۳
۲۸۔	قبلہ شریف کی طرف تھوکنے والے کے پیچھے نماز نہیں۔	۴۳
۲۹۔	جہتِ کعبہ کو منہ کرنا۔	۴۴
۳۰۔	تَحَرِّیُ کیا ہے؟	۴۵
۳۱۔	وقت۔	۴۶
۳۲۔	وقت پر نماز۔	۴۶
۳۳۔	نماز وقت پر ادا کرو۔	۴۶
۳۴۔	سچا ولی۔	۴۷
۳۵۔	دین کی حفاظت۔	۴۷
۳۶۔	نماز کی وقت پر ادائیگی گناہوں کا کفّارہ ہے۔	۴۷
۳۷۔	نماز کو اپنے وقت سے ضائع کرنا۔	۴۸
۳۸۔	صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا۔	۴۹
۳۹۔	ظہر کی نماز کو سخت گرمی میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا۔	۵۱
۴۰۔	سفر میں بھی ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا۔	۵۲
۴۱۔	حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بحث۔	۵۲

۴۲۔	پہلے دن، وقتِ نمازِ فجر۔	۵۳
۴۳۔	پہلے دن، وقتِ نمازِ ظہر۔	۵۴
۴۴۔	پہلے دن، وقتِ نمازِ عصر۔	۵۴
۴۵۔	پہلے دن، وقتِ نمازِ مغرب۔	۵۴
۴۶۔	پہلے دن، وقتِ نمازِ عشاء۔	۵۴
۴۷۔	دوسرے دن، نمازِ فجر کا وقت۔	۵۵
۴۸۔	دوسرے دن، نمازِ ظہر کا وقت۔	۵۵
۴۹۔	دوسرے دن، نمازِ عصر کا وقت۔	۵۵
۵۰۔	دوسرے دن نمازِ مغرب کا وقت۔	۵۵
۵۱۔	دوسرے دن نمازِ عشاء کا وقت۔	۵۵
۵۲۔	اوقاتِ نماز۔	۵۶
۵۳۔	نیّت۔	۵۷
۵۴۔	قضاء نماز کی نیّت۔	۵۹
۵۵۔	بہت زیادہ نمازیں قضاء ہوں تو۔	۵۹
۵۶۔	مخصوص نیّت۔	۶۰
۵۷۔	ایک عمل میں کئی نیتیں۔	۶۰
۵۸۔	انتظارِ نماز۔	۶۰
۵۹۔	حدیث شریف۔	۶۱
۶۰۔	حدیث شریف۔	۶۲
۶۱۔	درسِ قرآنِ مجید کی نیّت سے۔	۶۲
۶۲۔	حدیث شریف۔	۶۲

۶۳۔	مومن کی نیّت عمل سے بہتر۔	۶۳
۶۴۔	نیّت کے درست نہ ہونے کا نتیجہ۔	۶۳
۶۵۔	تکبیرِ تحریمہ۔	۶۵
۶۶۔	آغازِ نماز۔	۶۵
۶۷۔	تکبیرِ نماز۔	۶۷
۶۸۔	نماز میں اِنسانی کلام جائز نہیں۔	۶۷
۶۹۔	ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اُٹھانا۔	۶۷
۷۰۔	تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اُٹھانا۔	۶۸
۷۱۔	تکبیرِ تحریمہ کے لئے پہلے ہاتھ اُٹھانا پھر تکبیر کہنا۔	۶۸
۷۲۔	تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کی کیفیّت۔	۶۹
۷۳۔	دونوں ہاتھ بڑھا کر اُٹھانا۔	۶۹
۷۴۔	کانوں تک ہاتھ اُٹھانا۔	۶۹
۷۵۔	تکبیرِ تحریمہ کے وقت اُنگوٹھے کہاں ہونے چاہئیں؟	۷۰
۷۶۔	نماز کے اِفتتاح میں رفع یدین کرنا۔	۷۱
۷۷۔	عورت کہاں تک ہاتھ اُٹھائے؟	۷۳
۷۸۔	قیام۔	۷۵
۷۹۔	قیام کے معانی۔	۷۵
۸۰۔	قبلہ رو قیام۔	۷۵
۸۱۔	لمبا قیام۔	۷۵
۸۲۔	معذور کیسے نماز پڑھے؟	۷۶
۸۳۔	بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔	۷۶

۸۴۔ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا۔ ۷۷

۸۵۔ بوڑھوں کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا۔ ۷۸

۸۶۔ حضور ﷺ کا وصال سے ایک سال قبل بیٹھ کر نماز پڑھنا۔ ۷۸

۸۷۔ آدھا ثواب۔ ۷۸

۸۸۔ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ ۷۹

۸۹۔ عصاء اور دیوار کا سہارا۔ ۸۰

۹۰۔ قیام میں ہاتھ باندھنے کا انداز۔ ۸۰

۹۱۔ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد ہاتھ کہاں باندھیں؟ ۸۱

۹۲۔ تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت۔ ۸۱

۹۳۔ صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرنا۔ ۸۲

۹۴۔ اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ اور رفع یدین۔ ۸۳

۹۵۔ سجدے میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع یدین کرنا۔ ۸۵

۹۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ ۸۶

۹۷۔ تکبیرِ تحریمہ کے بعد کیا پڑھنا ہے؟ ۸۹

۹۸۔ تکبیرِ تحریمہ کے بعد اِمام کا تھوڑی دیر کے لئے چُپ رہنا۔ ۹۱

۹۹۔ نماز میں قیام کے وقت دو سکتے۔ ۹۱

۱۰۰۔ ثناء کے بعد تعوّذ۔ ۹۲

۱۰۱۔ تعوّذ۔ ۹۲

۱۰۲۔ تسمیہ۔ ۹۳

۱۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ۹۴

۱۰۴۔ مطلقاً قرأت (فرض)۔ ۹۶

۱۰۵۔	سورۃ الفاتحہ شریف خلف الامام۔	۹۶
۱۰۶۔	پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ اور سورت ملانا۔	۹۸
۱۰۷۔	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف۔	۹۹
۱۰۸۔	سورۃ الفاتحہ شریف۔	۹۹
۱۰۹۔	جب اِمام قرأت کرے تو مقتدی چُپ رہے۔	۱۰۰
۱۱۰۔	حدیثِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔	۱۰۰
۱۱۱۔	قرآنِ مجید میں جھگڑا۔	۱۰۲
۱۱۲۔	اِمام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ شریف پڑھنے کی ضرورت نہیں۔	۱۰۳
۱۱۳۔	اِمام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔	۱۰۴
۱۱۴۔	منہ مٹی سے بھر جائے۔	۱۰۴
۱۱۵۔	منہ میں انگارہ۔	۱۰۵
۱۱۶۔	منہ میں پتھر ہوں۔	۱۰۵
۱۱۷۔	اِمام کی قرأت کافی ہے۔	۱۰۵
۱۱۸۔	فطرت پر نہیں۔	۱۰۶
۱۱۹۔	اِمام کی قرأت۔	۱۰۶
۱۲۰۔	خفی نمازوں میں تلاوت کی مُمانَعَت۔	۱۰۷
۱۲۱۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے۔	۱۰۹
۱۲۲۔	حدیث شریف اور بحث۔	۱۱۸
۱۲۳۔	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا نمونہ۔	۱۱۹
۱۲۴۔	ارکان کی تبدیلی اور تکبیر۔	۱۲۰
۱۲۵۔	ہر دو رکعت کے بعد التحیات۔	۱۲۱

۱۲۶۔	چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں۔	۱۲۲
۱۲۷۔	مقتدی امام کے پیچھے کیا کچھ پڑھے؟	۱۲۳
۱۲۸۔	رکوع۔	۱۲۴
۱۲۹۔	رکوع و سجود میں تکبیر کہنا۔	۱۲۴
۱۳۰۔	رکوع کا ملنا۔	۱۲۵
۱۳۱۔	رکوع، سجود اور قومہ و جلسہ۔	۱۲۵
۱۳۲۔	رکوع میں زائد الفاظ۔	۱۲۵
۱۳۳۔	رکوع کی ایک اور تسبیح۔	۱۲۶
۱۳۴۔	رکوع میں تلاوت کی ممانعت۔	۱۲۷
۱۳۵۔	فرشتوں کی موافقت سے قبولیتِ دُعا۔	۱۲۷
۱۳۶۔	رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ سے زیادہ حصّہ ''مستحب''	۱۲۸
۱۳۷۔	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت۔	۱۲۹
۱۳۸۔	نماز کا چور۔	۱۳۰
۱۳۹۔	بدترین چور۔	۱۳۰
۱۴۰۔	رکوع کیسے؟	۱۳۱
۱۴۱۔	سجدہ۔	۱۳۲
۱۴۲۔	سجدہ اور اُس کی بزرگی۔	۱۳۲
۱۴۳۔	سجدہ کی اقسام۔	۱۳۳
۱۴۴۔	قربِ الٰہی۔	۱۳۳
۱۴۵۔	سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنا۔	۱۳۳
۱۴۶۔	سجدہ کے لئے جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھیں یا گھٹنے؟	۱۳۴

۱۴۷۔	دو روایاتِ مبارکہ اور بحث۔	۱۳۴
۱۴۸۔	سجدہ کی ترکیب۔	۱۳۵
۱۴۹۔	سجدہ میں ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟	۱۳۶
۱۵۰۔	سات ہڈیوں پر سجدہ۔	۱۳۷
۱۵۱۔	محولہ بالا حدیثِ مبارکہ پر شیخِ محقق قدس سرہ العزیز کی بحث۔	۱۳۷
۱۵۲۔	کپڑے پر سجدہ کریں۔	۱۳۸
۱۵۳۔	دو سجدوں کے درمیان اکڑوں بیٹھنا منع ہے۔	۱۳۸
۱۵۴۔	سجدوں کی تسبیح۔	۱۳۹
۱۵۵۔	سجدہ میں دُعا۔	۱۳۹
۱۵۶۔	سجدوں کی ایک اور دُعا۔	۱۴۰
۱۵۷۔	دو سجدوں کے درمیان (یعنی جلسہ میں) دُعا ''مستحب''۔	۱۴۱
۱۵۸۔	سجدہ میں ٹھونگیں مارنا۔	۱۴۲
۱۵۹۔	سجدہ پورا کرنا اور شانِ مصطفیٰ ﷺ۔	۱۴۳
۱۶۰۔	سجدہ میں قرآنِ مجید پڑھنے کی ممانعت۔	۱۴۳
۱۶۱۔	نگاہِ کرم سے محرومی۔	۱۴۳
۱۶۲۔	قعدۂ اَخیرہ۔	۱۴۵
۱۶۳۔	تشہد (واجب)۔	۱۴۵
۱۶۴۔	قعدۂ اَخیرہ (فرض)۔	۱۴۵
۱۶۵۔	تشہد۔	۱۴۵
۱۶۶۔	التحیات ایسے سکھانا جیسے قرآنِ مجید کی سورت۔	۱۴۶
۱۶۷۔	التحیات آہستہ پڑھنا سُنّت ہے۔	۱۵۰

۱۶۸۔	تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ۔	۱۵۰
۱۶۹۔	نماز کے قعدہ میں تین کام۔	۱۵۲
۱۷۰۔	دو اُنگلیوں سے اشارہ۔	۱۵۳
۱۷۱۔	نماز میں دُرود شریف پڑھنا۔	۱۵۵
۱۷۲۔	دُعا بعد از دُرود شریف (سنّت)۔	۱۶۴
۱۷۳۔	خروج بصنعہٖ۔	۱۶۹
۱۷۴۔	واجباتِ نماز۔	۱۷۰
۱۷۵۔	سننِ نماز۔	۱۷۲
۱۷۶۔	تکبیرِ تحریمہ کی سنتیں۔	۱۷۲
۱۷۷۔	قیام کی سنتیں۔	۱۷۲
۱۷۸۔	رکوع کی سنتیں۔	۱۷۴
۱۷۹۔	قومہ کی سنتیں۔	۱۷۵
۱۸۰۔	سجدہ کی سنتیں۔	۱۷۵
۱۸۱۔	جلسہ کی سنتیں۔	۱۷۶
۱۸۲۔	دوسری رکعت کے لئے اُٹھنے کی سنتیں۔	۱۷۶
۱۸۳۔	قعدہ کی سنتیں۔	۱۷۷
۱۸۴۔	سلام پھیرنے کی سنتیں۔	۱۷۸
۱۸۵۔	سلام پھیرنے کے بعد کی سنتیں۔	۱۷۸
۱۸۶۔	سنتوں کا اہم مسئلہ۔	۱۷۹
۱۸۷۔	سجدۂ سہو کا بیان۔	۱۸۰
۱۸۸۔	عورتوں کی نماز۔	۱۸۸

۱۸۹۔	عورتوں کی نماز کا طریقہ۔	۱۸۸
۱۹۰۔	مسائل۔	۱۸۹
۱۹۱۔	مفسداتِ نماز۔	۱۹۰
۱۹۲۔	مکروہات کا بیان۔	۱۹۴
۱۹۳۔	حدیث شریف۔	۱۹۴
۱۹۴۔	احکامِ فقہ۔	۱۹۴
۱۹۵۔	نماز کے بعد مختلف اذکار اور دُعائیں۔	۲۰۰
۱۹۶۔	احادیثِ مبارکہ۔	۲۰۱
۱۹۷۔	نماز کے بعد تکبیر کہنا۔	۲۰۲
۱۹۸۔	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف۔	۲۰۲
۱۹۹۔	ہر نماز کے بعد دُعا۔	۲۰۴
۲۰۰۔	نماز کے بعد معوّذات پڑھنے کے حکم۔	۲۰۴
۲۰۱۔	نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اِستغفار اور دُعا۔	۲۰۴
۲۰۲۔	نماز کے بعد دُعائے پناہ۔	۲۰۵
۲۰۳۔	نماز کے بعد ایک اور طرح کی دُعا۔	۲۰۵
۲۰۴۔	نماز کے بعد دُعا۔	۲۰۶
۲۰۵۔	نماز کا سلام پھرنے کے بعد دُعا۔	۲۰۷
۲۰۶۔	ہر نماز کے بعد دُعا۔	۲۰۸
۲۰۷۔	صبح کی نماز کے بعد خصوصی دُعا۔	۲۰۸
۲۰۸۔	نماز کے بعد کی ایک اور دُعا۔	۲۰۹
۲۰۹۔	نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد ذکر۔	۲۱۰

۲۱۰۔	ہر نماز کے بعد بیٹھنا اور ذکر و دُعا کرنا۔	۲۱۰
۲۱۱۔	ہر نماز کے بعد عظیم ورد۔	۲۱۱
۲۱۲۔	ذکرِ الٰہی اور مقررہ تعداد۔	۲۱۲
۲۱۳۔	خواب میں نماز کے بعد ذکر کی تلقین۔	۲۱۲
۲۱۴۔	بعد از نمازِ فرض۔	۲۱۳
۲۱۵۔	نمازِ فجر کے بعد ذکر۔	۲۱۴
۲۱۶۔	بہتر غنیمت والے۔	۲۱۴
۲۱۷۔	مغرب اور فجر کی نماز کے بعد خصوصی ذکر۔	۲۱۵
۲۱۸۔	نماز کا سلام پھیرتے ہی ذکرِ مبارک اور دُرود شریف۔	۲۱۵
۲۱۹۔	اللہ جلّ جلالہ کے ہاں پسندیدہ عمل۔	۲۱۷
۲۲۰۔	ہر نماز کے بعد تسبیح، تکبیر اور تحمید۔	۲۱۸
۲۲۱۔	سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی۔	۲۱۹
۲۲۲۔	گناہوں کی بخشش۔	۲۱۹
۲۲۳۔	فہرست کتب۔	۲۰۰

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول، فنافی الرسول،

پروانۂ توحید ورسالت، امینِ علمِ لدُنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہُ العزیز

مرکزِ انوار وتجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

انتساب

بندۂ ناچیز ''آئیں نماز کا جائزہ لیں'' کے عنوان سے تالیف کی گئی اپنی اِس کتاب کو اُن بندگانِ ربُّ العالمین کے نام منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ جنہوں نے قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے نماز ادا کرنے اور قرآنِ مجید وسُنّتِ مبارکہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کا عہد کر رکھا ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں، جو ربِّ ذوالجلال کا قرب پانے کیلئے فرائض، واجبات اور سنن تو اپنی جگہ، چھوٹے سے چھوٹے نفلی اَعمال بجالانے میں بھی ہوشیار اور مستعد ہیں۔

نیازکیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ حال

بندۂ ناچیز نے اپنی اِس کتاب میں نماز کے چند ایسے اہم مسائل بیان کئے ہیں جن کی طرف عوام النّاس کا عموماً دھیان نہیں ہوتا۔ اِن مسائل کو بیان کرنے کا مقصد اہلِ ایمان کی توجہ اِن کی طرف مبذول کروانا ہے تاکہ اِن مسائل پر عمل کرنے سے نماز صحیح طور پر ادا ہوسکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور پُر نور سرورِ کائنات رسولِ کریم ﷺ کی نگاہِ کرم اور حضور بابا جی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیضانِ کرم سے اِس تالیف میں اَہل اِیمان کی بھلائی اور آخرت کی خیر خواہی پیشِ نظر رکھی گئی ہے۔

بندۂ ناچیز اپنے اُن پیارے دوستوں اور برادرانِ طریقت کا نہایت شکر گزار ہے جنہوں نے اِس کتاب کی تیاری میں انتہائی محنت، توجہ، خلوص اور محبت کا اظہار فرمایا، خصوصاً شیخ حمید فاضل، خلیفہ مجاز چوہدری رشید احمد جنجوعہ یوسفی، صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، علامہ محمد احمد رضا یوسفی، علامہ محمد مبارک علی یوسفی، مولانا حافظ سلمان شفیق یوسفی، حافظ محمد رضوان یوسفی اور محمد عثمان علی یوسفی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں قوی اُمید ہے کہ بندۂ ناچیز کی یہ تالیف اہلِ اِیمان کے لیے نافع اور نماز سے محبت کا باعث ہوگی۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

تقدیم

تمام حمدیں، تمام ثنائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس کی شان نہایت عظیم ہے۔ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو معراج شریف کے مبارک موقع پر اُمّت کے لئے پانچ نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا۔ جن کو تحفۂ عرشی کہا جاتا ہے۔ نماز اِسلام کے پانچ بنیادی اَرکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اللہ جلّ مجدہٗ الکریم نے قرآنِ پاک میں کم وبیش ۹۳ مرتبہ نماز کا ذکر فرمایا ہے، جس میں نماز قائم کرنے اور اچھے طریقہ سے ادا کرنے پر زور دیا ہے۔ نماز کی قبولیت کو خشوع وخضوع پر موقوف فرمایا ہے۔ اِسے ایمان اور کفر کے درمیان امتیاز کی علامت قرار دیا ہے۔ اِسے بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکنے کا ذریعہ بتایا ہے۔

نماز بندے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے۔ یہ بندگی کا بہترین طریقہ اور عاجزی کا اعلیٰ درجہ ہے۔ نماز تمام عبادات کی جامع ہے اور تمام فرض اَعمال سے برتر ہے۔ اِس کو مومنوں کی معراج کہا گیا ہے کہ اِس کی باقاعدہ ادائیگی سے بندہ پستی سے بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔ بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سب سے زیادہ قرب اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ نماز اور بالخصوص سجدہ میں ہوتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ''سجدہ کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اِنسان کا فرض ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اِن نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ نماز ہے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرے، وقت پر نماز ادا کرے، رکوع وسجود اور خشوع وخضوع کا اہتمام کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ ایسے شخص کو نجات عطا فرمائے اور جو شخص نماز ادا نہ کرے، اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ پر کوئی ذمہ نہیں ہے۔ چاہے اُسے معاف کرے، چاہے اُسے عذاب دے۔

نماز کی اہمیت کا اندازہ حضور نبی کریم ﷺ کے اِس اِرشادِ پاک سے لگایا جاسکتا ہے کہ ''نماز دین کا ستون ہے''۔ گویا کہ جس نے نماز قائم کی' اُس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو ترک کیا' اُس نے دین کو گرادیا۔ دورِ حاضر کی بے ہنگم مصروف زندگی میں لوگوں کو نماز کی ادائیگی کے لئے وقت نکالنا بہت دشوار محسوس ہوتا ہے۔ بالخصوص کاروباری حضرات پر تو اور بھی زیادہ گراں گزرتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ نماز کو پس پشت ڈالا جارہا ہے۔ حالانکہ نماز فرضِ اوّلین ہے۔ اِس کو نہ تو چھوڑا جاسکتا ہے اور نہ ہی مؤخر کیا جاسکتا ہے۔ نماز ایک ایسی عظیم عبادت ہے کہ اِس کی تیاری کرتے ہی گنہگاروں کے گناہ معاف ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے نماز نہ پڑھنے والوں کے بارے وعیدیں اور پڑھنے والوں کے لئے سچی خوش خبریاں سنائی ہیں۔ نماز کو نہر سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ جس طرح نہر میں پانچ مرتبہ غُسل کرنے والے کی میل اُتر جاتی ہے' ایسے ہی نمازِ پنجگانہ پڑھنے والے کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: ''نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔ نماز ادا کرنے سے بندۂ مومن' حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

بلاشبہ نماز ایک مکمل عبادت ہے۔ جو بدنی' قولی اور قلبی عبادات کا حسین امتزاج ہے لیکن اِس کی قبولیت کا انحصار اِس بات پر ہے کہ اِسے رسولِ کریم ﷺ کی سُنّت کے مطابق ادا کیا جائے۔ حضور ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ ''تم اِس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو''۔ اِس سے ظاہر ہے کہ ہماری نماز جس قدر رسولِ کریم ﷺ کی نماز کے قریب ہوگی اُتنا ہی قبولیت کا درجہ پائے گی اور اُسی قدر اِس کا اجر وثواب ہمیں ملے گا۔ لیکن رسولِ کریم ﷺ کی طرح نماز ادا کرنا ہمارے لئے اُسی وقت ممکن ہوگا جب ہمیں تفصیل کے ساتھ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت معلوم ہوگی۔

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) دامت برکاتہم العالیہ، جنہوں نے اپنی زندگی کو دینِ اِسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے وقف کر رکھا ہے، نے مذکورہ بالا حقائق کے تناظر میں زیرِ نظر کتاب ''آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں'' تالیف فرمائی ہے تاکہ اہلِ ایمان کے قلوب واذہان میں نماز کی فضیلت کو اُجاگر کیا جائے اور لوگوں کو کتاب وسُنّت کے مطابق نماز کی ادائیگی میں رہنمائی حاصل ہو۔ اِس کتاب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں ہر بات کو قرآنِ مجید واحادیثِ مبارکہ کے حوالہ جات سے مزّین کیا گیا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہِ اَقدس میں کسی عمل کی قبولیت کا اِنحصار بالترتیب تین چیزوں پر ہے۔ (۱) عقیدہ کی پختگی، (۲) عمل کی درستگی اور (۳) نیّت کی صحت۔ اِن میں سے کسی ایک میں خلل واقع ہونے سے سارا عمل اپنی نورانیت کھو دیتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا ہے کہ وہ حضرت قبلہ محترم کی اِس کتاب کو شرفِ قبولیّت عطا فرمائے۔ اہلِ اِیمان کو اِس سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی توفیق عنائت فرمائے اور حضرت علامہ صاحب کو صحت وتندرستی اور ہمت دے کہ وہ اِس سلسلۂ تبلیغ واشاعت کے ذریعے لوگوں کی تادیر راہنمائی فرماتے رہیں۔

(آمین ثم آمین)

خیر اندیش

رشید احمد جنجوعہ یوسفی عفی عنہ

نشانِ منزل

صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ

نبی کریم، رؤف رّحیم ﷺ کے اِس فرمانِ عالی شان کو جب اپنی نگاہوں سے دیکھتا اور زبان سے پڑھتا ہوں تو مجھ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور تصور ہی تصور میں اپنے بچپنے میں کھو ہ جاتا ہوں، میری نہایت ہی مشفقہ، محسنہ والدہ ماجدہ مرحومہ مجھے فرماتی محسوس ہوتی ہیں کہ بیٹا نماز پڑھو! میں اپنی ننھی سی عمر میں توتلی سی زبان سے عرض کرتا ہوں۔ اَمّی جان میں نماز کیسے پڑھوں؟

محترمہ والدہ ماجدہ مرحومہ فرماتی ہیں، ایسے جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ میں ویسے ہی کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتا ہوا، سینے پر رکھ لیتا ہوں، اور پھر جیسے جیسے والدہ ماجدہ ارکانِ نماز تبدیل کرتی جاتی ہیں، میں اُنہیں بغور دیکھ دیکھ کر ویسے ہی ادا کرتا جاتا ہوں یوں سمجھئے پہلے پہل میری پوری نماز عورتوں کی ادائیگی کی طرح تھی حالانکہ میرے والد ماجد علیہ الرحمہ اور بڑے بھائی فرائض نمازوں کے ساتھ ساتھ تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین کے بھی پابند تھے مگر نماز کا طریقہ والدہ ماجدہ ہی تعلیم فرما رہی تھیں۔ اُنہیں کے اثرات میرے قلب وذہن پر ثبت ہو رہے تھے۔

جب سے سیّدِ عالم، نورِ مجسم نبیٔ مکرم ﷺ کا اِرشاد والا شان پڑھتا ہوں تو جھوم جاتا ہوں پھر تصور ہی تصور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے دیکھتا ہوں۔ وہ عرض گزار ہیں، سرکار (ﷺ) ہم نماز کیسے ادا کریں؟ جواباً! آپ ﷺ انتہائی شفقت سے فرماتے ہیں۔ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ ''اِسی طرح نماز پڑھتے جاؤ جیسے مجھے نماز ادا کرتے دیکھتے ہو''۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کیا طریقۂ تعلیم ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ''میری اِتباع کرتے جائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا''۔

گویا نبی کریم ﷺ کی اَداؤں پر عمل، اُمّت کی عبادت ہے۔ اِس سے

اُن لوگوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز میں نبی کریم ﷺ کا خیال آجائے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ آگے ایسے بے ہودہ کلمات درج کرتے ہوئے بھی لرز رہا ہوں، مگر اِتنا سوال کئے دیتا ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نمازیں تو ایسی تھیں کہ آپ کی ایک ایک حرکت دیکھ دیکھ کر نمازیں مکمل فرمایا کرتے تھے۔ کیا اُن کی نماز نہیں ہوتی تھی؟ **فافھموا و تدبروا؟**

آمدم برسر مطلب میرے پیشِ نظر نماز کے جملہ مسائل پر ایک نہایت جامع اور ایمان افروز کتاب مستطاب ''آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں'' ہے، جسے عصرِ حاضر کے ممتاز عالم دین، جدید وقدیم علوم کے ماہر، علم وقلم پر پوری پوری گرفت، دسترس اور مسائل شریعت پر گہری نظر کے مالک، پیر طریقت سالک راہِ حقیقت، نبّاضِ وقت حضرت مولانا علامہ الحاج منیر احمد یوسفی، بانی وسرپرست اعلیٰ ومہتمم نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) وانجمن اشاعت دین اِسلام (رجسٹرڈ) وجامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات نے تصنیف فرما کر مسلمانانِ عالم پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ راقم الحروف نے اِس فیوض وبرکات کی جامع کتاب کو **من الاول الی الاخر** اچھی طرح پڑھ کر اندازہ لگایا ہے کہ مولانا الموصوف نے جس حکیمانہ فراست سے کام لیتے ہوئے اِس تصنیفِ لطیف میں مسائل نماز کو دلجمعی اور دلچسپی سے جمع فرمایا، ہے یہ اُنہیں کا حصّہ تھا۔

نبی کریم ﷺ کی اُمّت پر کس قدر شفقت فرما رہے ہیں، کس انداز سے **تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی** پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اِیمان کے بعد سب سے پہلی اور عظیم ترین عبادت (نماز) کو صحیح صحیح ادا کرنے کی عملاً تبلیغ فرما رہے ہیں۔ یہی وہ خصوصی عبادت ہے جس کے متعلق ربُّ العزّت جَلّ جلالہ کا فرمان ہے: **اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ ۝** ''بے شک نماز بہت ہی بھاری ہے مگر خاشعین پر'' اور پھر فرمایا: **قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝** ''بے شک وہ اِیمان دار ضرور کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں کو خشوع (وخضوع) سے ادا کرتے ہیں''۔

بہر حال حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ اُمّتِ محمدیہ کی صلاح و فلاح کے لئے دردِ دل اور سوزِ جگر سے کام لیتے ہوئے ہر شعبہ دین کی تعلیم و تفہیم میں اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں۔

شب و روز دل و دماغ پر ایک ہی دُھن سوار ہے، تحریر سے تقریر سے مسندِ درس و اِرشاد سے عوام مسلمین کی تعمیر کرتا رہوں، عمل کی راہیں آسان طریقہ سے دکھائی جائیں اور پھر اُنہیں راہوں پر چلایا جائے، **الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ**۔

آپ اِس مقدس مشن میں کامیابی و کامرانی کی منازل بڑی تیزی سے طے فرما چکے ہیں۔ آپ کا حلقۂ اِرشاد بڑا وسیع ہے۔ آپ کی خدمت میں بیٹھنے والا رحمتِ خداوندی کا مستحق بن جاتا ہے۔ یوں تو آپ کی ہر کتاب مفید سے مفید تر ہے مگر پیشِ نظر تصنیف لطیف ''آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں'' بلاشبہ اپنی مثال آپ ہے اور مسلکِ حق اہل سُنّت و جماعت کے عین مطابق نیز نماز حنفی از حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قارئین سے التماس ہے کہ اِسے پورے ذوق وشوق سے مطالعہ فرمائیں اور اِس میں درج شدہ تمام مسائل کو یاد کرنے کی کوشش کریں تا کہ بوقت ضرورت کام آئیں۔ نیز حضرت صاحب مدظلہ کو اپنی دُعاؤں سے نوازتے رہیں۔ میری دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ علامہ یوسفی صاحب مدظلہ کو حفظ وامان میں رکھے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی زیارت سے بار بار بہرہ مند فرمائے۔ آمین!

طالبِ دُعا

محمد منشاء تابش قصوری مرید کے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۱۴/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

۱۸/ جولائی ۲۰۰۸ء

آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!

نماز بہت بڑی عبادت ہے۔قرآنِ مجید میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِسے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت:۴۵) فرمایا ہے''اور بے شک (نماز) اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا سب سے بڑا ذکر ہے''۔نماز تمام عبادات سے افضل ہے۔نماز گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک تمام اَعمال سے پیارا عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔نماز کتنی اہم عبادت ہے اِس کا اندازہ آقا کریم ﷺ کے اِس اِرشادِ مبارک سے لگایا جاسکتا ہے۔رسولِ کریم ﷺ نے اَہلِ اِیمان کو فرمایا ہے:مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِيْنَ [۱] ''اپنی اولادوں کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کی ہوجائیں اور جب دس سال کی ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔'' (نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر،تاکید اور زور دینے کی غرض سے۔)

جب بچوں کے لئے اتنی تاکید ہے تو بالغ مرد اور بالغہ خواتین خود اندازہ کرلیں کہ اللہ (عزوجل) اور رسولِ کریم ﷺ کی نگاہِ مقدس میں نماز کی اہمیت اور مقام کیا ہے؟

رسولِ کریم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّ بُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ [۲] ''جس نے نماز کی حفاظت کی

---

[۱] ابوداؤد جلد۱ص ۷۷،شرح السنۃ جلد۲ص ۱۴۳،دار قطنی جلد۱ص ۲۳۱،مسند احمد جلد۲ص ۱۸۷، نصب الرایہ جلد۱ص ۲۹۶،مستدرک حاکم جلد۱ص ۳۱۲،قرطبی جلد ۹ جز ۱۸ص ۱۲۸،مشکوۃ ص ۵۸،ترمذی حدیث نمبر ۴۰۸۔ [۲] مسند احمد جلد۲ص ۱۶۹،دارمی جلد۲ص ۳۰۲،درمنثور جلد۱ ص ۷۰۶،الترغیب والترہیب جلد۱ص ۳۸۶،مجمع الزوائد جلد۱ص ۲۹۲،البدایہ والنہایہ جلد۱ص ۳۱۲،مشکوۃ ص ۵۹ حدیث نمبر ۵۷۸،مشکل الآثار جلد۲ص ۹۲۲،ابن حبان حدیث نمبر ۲۵۴۔

(اُسے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات اور پابندیٔ اوقات سے ادا کیا) تو یہ نماز اُس کیلئے قیامت کے دن نورانیت کا سبب اور نجات کا ذریعہ اور دلیل و حجت بنے گی اور جس نے اِس کی حفاظت نہ کی اور (مذکورہ بالا پابندیوں سے ادا نہ کیا) تو اُس کے لئے نور، دلیل و حجت اور نجات کا ذریعہ نہیں بنے گی اور وہ شخص قیامت کے دن، قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا''۔

جو لوگ نورِ اِیمان کی روشنی میں زندگی بھر نمازیں ادا کرتے رہتے ہیں جب وہ فوت ہوتے ہیں اور قبروں میں جاتے ہیں، تو رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں:

اِذَا اُدْخِلَ الْمَیِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَیَجْلِسُ یَمْسَحُ عَیْنَیْهِ وَ یَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ [۳]

''میت (عورت یا مرد) کو جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اُسے سورج کے غروب ہونے کا وقت محسوس ہوتا ہے۔ وہ آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھ بیٹھتی ہے اور کہتی ہے مجھے چھوڑ دو تا کہ میں نماز پڑھ لوں''۔ سچی بات ہے، قبر میں وہی اِیمان والے نماز ادا کریں گے جو دنیا میں نماز کی ادائیگی کرتے رہے ہوں گے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جس عبادت کے بارے میں سوال ہوگا وہ نماز ہے۔ یاد رہے قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ نماز کا ذکر آتا ہے۔ قرآنِ مجید میں 93 آیاتِ مبارکہ ایسی ہیں جن میں نماز، نمازیوں اور بے نمازیوں کا ذکر ہے۔ ان 93 آیاتِ مبارکہ میں پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی نمازوں کا بھی ذکر ہے۔

نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ، مرد و عورت، امیر و غریب، حاکم و محکوم، بادشاہ و رعایا پر بلا امتیاز فرض ہے۔ نماز مومن کی پہچان اور مومن کی معراج ہے۔ یہ تحفۂ معراج النبی ﷺ ہے۔ اِس کی شرائط، فرائض، واجبات، سنن و مستحبات اور صحیح ادائیگی کے بارے میں ہر مسلمان کی معلومات درست ہونی چاہئیں تا کہ نماز کی

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۲۶ بحوالہ ابن ماجہ، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۷۲، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۱، مرآۃ جلد ۱ ص ۱۴۲۔

ادائیگی کے ثمرات حاصل ہوسکیں۔ نماز ہر برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ رسولِ کریم ﷺ نماز پڑھ کر راحتِ قلب حاصل فرماتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے: اَرِحنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ [۴] ''اے (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) ہمیں نماز سے خوش کرو''، یعنی نماز کے لئے اذان دو تاکہ نماز پڑھ کر راحتِ قلب حاصل کریں''۔ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے: جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ [۵] ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے''۔ یعنی مجھے نماز میں سرور و راحت حاصل ہوتی ہے۔

نماز دین کا ستون ہے۔ شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔ افضل جہاد ہے۔ نماز دل کا نور ہے۔ نماز ہر متقی کی بدنی اور وقت کی قربانی ہے لیکن آج جتنا نماز پنجگانہ کی ادائیگی میں لاپرواہی اور غفلت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ! اکثریت تو ویسے ہی نماز ادا نہیں کرتی جبکہ جو لوگ نماز ادا کرتے ہیں اُن میں اکثر لوگ دیکھے جاتے ہیں جو نماز کی ادائیگی میں بے احتیاطی کا شکار ہیں۔ ارکان کی تعدیل اور رکوع وسجود کی صحت کا کم ہی خیال کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جبکہ آپ ﷺ مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ اُس آنے والے شخص نے نماز پڑھی اور آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دی، آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے اُسے جواب عطا فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ''لوٹ جا، نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی''۔ وہ گیا اُس نے دوبارہ نماز پڑھی پھر آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دی۔ آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے اُسے جواب عطا فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ''لوٹ جا، نماز

---

[۴] المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۲۷۷، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۴۵، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۷۱۔ ۳۶۴۔ [۵] فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۵، المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۶۲، جامع المسانید ابوحنیفہ جلد ۱ ص ۴۰۶، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۱۱۰۔

پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی''۔ تیسری مرتبہ بھی اُس نے پہلے ہی کی طرح نماز پڑھی اور جب واپس آیا تو رسولِ کریم ﷺ نے اُس کو فرمایا: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ''لَوٹ جا' نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی''۔ پھر اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے نماز پڑھنا سکھائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز سے پہلے اچھا اور پورا وضو کیا کرو اور بڑے اطمینان سے نماز پڑھا کرو' ہر رکن کی ادائیگی درست طریقہ سے کیا کرو۔ قیام صحیح اور رکوع کے بعد بالکل سیدھا کھڑے ہونے کے بعد سجدہ بھی اطمینان سے کیا کرو۔'' [۶]

نماز صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے لازمی ہے کہ اِس کے آغاز سے لے کر اختتام تک تمام ارکان و آداب کی پوری پوری معلومات ہوں۔ نماز کی ادائیگی سے قبل چند شرائط اور دورانِ نماز چند فرائض ہیں جن کو پورا کرنا لازمی ہے کیونکہ اِن کی تکمیل کے بغیر نماز ادا نہیں ہوسکتی۔

شرائط حسب ذیل ہیں:	فرائض حسب ذیل ہیں:
۱۔ طہارت۔	۱۔ تکبیرِ تحریمہ۔
۲۔ سترِ عورت۔	۲۔ قیام۔
۳۔ استقبالِ قبلہ۔	۳۔ قرأت۔
۴۔ وقت۔	۴۔ رکوع۔
۵۔ نیّت۔	۵۔ سجدہ۔
۶۔ تکبیرِ تحریمہ۔	۶۔ قعدۂ اَخیرہ، ۷۔ خُرُوْجُ بِصُنْعِہٖ۔

---

[۶] بخاری جلد۲ص ۹۲۴، ترمذی جلد۲ص ۹۸، ابن ماجہ ص ۲۷۱ (مختصراً)، مسند احمد جلد۲ص ۴۳۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۱۵، دار قطنی جلد۱ص ۹۶، مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۳۷۰، صحیح ابن خزیمہ جلد۱ص ۲۳۵۔۲۹۹، الترغیب والترہیب جلد۱ص ۳۴۰۔

طہارت

طہارت[1] سے مراد یہ ہے کہ نمازی کا:

۱۔ جسم پاک ہونا چاہئے

۲۔ کپڑے پاک ہونے چاہئیں۔اور

۳۔ جگہ پاک ہونی چاہئے۔

اگر نمازی پر غُسل واجب ہے تو غُسل کر لے، اگر وضو کرنا ہے تو وضو کر لے اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا پانی کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے غُسل یا وضو نہیں کر سکتا تو تیمّم کر لے کیونکہ غُسل، وضو یا تیمّم کے بغیر نماز ادا ہو ہی نہیں سکتی۔ اِسی لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا ط وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْعَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَ اَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ ط مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ○ (المائدۃ: ۶)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے لگو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک (یعنی سمیت اپنے دونوں) ہاتھ دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور

---

[1] شرح نقایہ جلد ا ص ۶۳، بہارِ شریعت جلد ۳ ص ۳۲ (چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز)، فتاویٰ عالمگیری جلد ا ص ۹۰ مترجم، مسلم جلد ا ص ۱۱۹۔

گٹوں تک (یعنی سمیت) پاؤں دھوؤ۔ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں (یعنی بیوی) سے صحبت کی ہو اور اِن صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اِس سے مسح کرو، اللہ (تبارک وتعالیٰ) نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے۔ ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا فرمادے اور تم پر اپنی نعمت پوری فرمائے تاکہ تم احسان مانو''۔

طہارت کے بغیر نماز نہیں:

(۱) جسم کا پاک ہونا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ [۸] ''بغیر طہارت کے (اللہ تبارک وتعالیٰ) نماز قبول نہیں فرماتا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ [۹] ''بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی یہاں تک کہ (نماز پڑھنے والا) وضو نہ کرلے''۔

---

[۸] مسلم جلد ا ص ۱۱۹، مجمع الزوائد جلد ا ص ۲۲۷، مشکوٰۃ ص ۴۰، ترمذی جلد ا ص ۳، مرآۃ جلد ا ص ۲۴۵، مسند ابوعوانۃ جلد ا ص ۲۳۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۹، نسائی حدیث نمبر ۱۳۹، مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۷۔ [۹] مسلم جلد ا ص ۱۱۹، شرح السنۃ جلد ا ص ۲۵۶، بخاری جلد ا ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۶۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۶۰، ترمذی حدیث نمبر ۷۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۰۳، مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۶۔ [۱۰] حلبی کبیر ص ۵۸، شرح نقایہ جلد ا ص ۶۳، ہدایہ اولین جلد ا ص ۹۲۔

(۲) کپڑوں کا پاک ہونا۔ ۱۰؎

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ ۱۱؎ ''اور اپنے کپڑے پاک رکھو''۔

(۳) جگہ کا پاک ہونا۔ ۱۲؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ۱۳؎

''میرا گھر خوب ستھرا کرو، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ اَنْ تُبْنٰى فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ ۱۴؎

''محلوں میں مسجدیں بنانے اور مسجدوں کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا حکم فرمایا''۔

ایسی ہی روایت حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ ۱۵؎ اور ایسے ہی اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَ تُطَيَّبَ ۱۶؎ ''کہ محلوں میں مسجدیں بنائیں اور حکم فرمایا کہ اُنہیں پاک صاف اور معطّر رکھا جائے''۔

۱۱؎ المدثر: ۵۔ ۱۲؎ نور الایضاح ص ۶۱، قدوری ص ۱۶، شرح وقایہ جلد ۱ ص ۱۵۶۔
۱۳؎ البقرہ: ۱۲۵۔ ۱۴؎ ابن ماجہ ص ۵۵، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۳۹، ترمذی حدیث نمبر ۵۹۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۵۵، مشکوٰۃ ص ۶۹۔ ۱۵؎ ابوداؤد جلد ۱ ص ۷۲۔ ۱۶؎ ابن ماجہ ص ۵۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۷۲۔

۳۰

سترِ عورت

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ.... (الاعراف:۳۱)

''اے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ''۔

یہاں زینت سے مراد لباس ہے اور مسجد سے مراد نماز ہے۔

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے: بَابُ وُجُوۡبِ الصَّلٰوۃِ فِی الثِّیَابِ [۱۷] ''باب کپڑوں میں نماز کا وجوب''۔

اَلصَّلٰوۃُ فِی الثِّیَابِ سے مراد سترِ عورت ہے۔ یہ مطلقاً فرض ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی رضی اللہ عنہما، اکثر فقہا کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض ہے یہاں تک کہ نفلی نماز کی صحت کے لئے بھی سترِ عورت شرط ہے۔

''سترِ عورت'' نماز کی دوسری شرط ہے۔

''سَتر'' کی س پر زبر کے ساتھ اگر اِس لفظ کو پڑھا جائے تو معنیٰ ہوتا ہے ''چھپانا'' اور اگر ''سِتر'' کی س کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اِس کے معنی بنتے ہیں ''پردہ، شرمگاہ، حجاب، پردے کی جگہ، عورت یا مرد کا وہ مقام ہے جس کا پردہ واجب ہے''۔

معلوم ہوا سَتر ایک آڑ اور پردہ ہے جس سے کوئی چیز چھپائی جاتی ہے۔

سورۃ الکہف میں ہے: .....لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ۙ (آیت:۹۰) ''جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ یا پردہ نہیں رکھا''۔

''سَتر'' یہ باب نَصَرَ یَنۡصُرُ اور ضَرَبَ یَضۡرِبُ سے ہے بمعنی ڈھانکنا یا چھپانا۔

---

[۱۷] بخاری جلد ا ص ۵۱۔

جیسے سَتَرَ الشَّیْئَ ''اُس نے اُس چیز کو چھپا دیا۔'' قرآنِ مجید میں ہے۔ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ..... (حٰمٓ السجدہ: ۲۲) ''اور تم اُس سے کہاں چُھپ کر جاتے''؟

الحاصل سَتر اور سِتر کے معنی ہیں اوٹ، آڑ، پردہ، چھپنا، چھپانا، یعنی پردہ جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔ اَب نماز میں جس چیز کو چھپانا ہے وہ ہے ''عورت''۔

عورت:

''عورت'' کا لفظ عربی میں مؤنث ہے۔ اِس کے معنی ہیں، ہر وہ امر جس سے شرم کی جائے نیز انسان (مرد یا خاتون) کے جسم کے وہ حصے جن کا کھولنا مُوجِبِ شرم ہے۔

قرآنِ مجید میں ہے:

.....اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص .....

(النور:۳۱) ''یا وہ بچے جنہیں خواتین کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں''، جس کے معنی ہیں خواتین کی جنسیات (Sex) کے متعلق باتیں، جنہیں عام طور پر پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا: .....ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ط.....(النور:۵۸) ''یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں''۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِن مقدس کلمات میں فرما رہا ہے ''اے ایمان والو! تم سے تمہارے غلام اور بچے جو ابھی جوانی کو نہیں پہنچے، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں۔'' (یعنی) نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو، دوپہر کو (جیسے آرام کے لئے مرد تہبند یا پاجامہ اور شلوار ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور قمیض اتار لیتے ہیں اور خواتین بغیر ڈوپٹے کے گھر میں رہتی ہیں) اور (اِسی طرح) نمازِ عشاء کے بعد، یہ تین وقت

تمہاری شرم کے ہیں۔ جن میں تم بلا تکلف اُٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہو۔''

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ [۱۸] ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) بالغہ عورت کی نماز اَوڑھنی کے بغیر قبول نہیں فرماتا''۔

صحیح ابنِ خزیمہ میں الفاظ اِس طرح ہیں:۔

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ امْرَأَۃٍ قَدْ حَاضَتْ اِلَّا بِخِمَارٍ [۱۹] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا مگر جب کہ وہ سر پر اَوڑھنی ڈال لے''۔

(اِس حدیث شریف کی اسناد صحیح ہیں۔)

اِس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے نماز میں سر ڈھانپنا بھی شرط ہے۔ اگر بالغہ عورت ننگے سر نماز پڑھے گی تو نماز نہیں ہوگی اَیسے ہی اگر نماز میں اتنا باریک دوپٹہ یا چادر اَوڑھے جس سے بالوں کی سیاہی چمکے یا بال نظر آئیں تو نماز نہیں ہوگی۔

حدیث شریف میں حائض فرمایا گیا ہے چونکہ حیض آنے سے عورت بالغہ ہو جاتی ہے۔ اِس لئے ترجمہ ''بالغہ عورت'' کیا گیا ہے۔ مردوں میں جب لڑکے کو احتلام آئے تو وہ بالغ شمار ہوتا ہے۔

مسئلہ: عورت کے بالغہ ہونے کی نشانی حیض آنا ہے جبکہ مرد کے بالغ ہونے کی نشانی احتلام ہونا ہے۔

نوٹ: مرد کے لئے نماز میں ''سترِ عورت'' ناف سے گھٹنوں سمیت تک جبکہ خواتین کا سارا جسم نماز میں ''سترِ عورت'' ہے، سوائے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے اور نماز کے علاوہ چہرہ بھی سَتر میں شامل ہے۔

---

[۱۸] مسند احمد جلد ۶ ص ۲۳۹۔۲۱۸۔۱۵۰، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۸۰ باختلاف الفاظ (حدیث نمبر ۷۷۵)، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۶۲۔۱۹۔ [۱۹] صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۸۰، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۱۔

صرف تہبند، پاجامہ یا شلوار پہن کر نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ لِحَافٍ لَّا يَتَوَشَّحُ بِهٖ وَالْاٰخِرُ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ سَرَاوِيْلَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ رِدَآءٌ [۲۰]

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر سے نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب توشیح نہ کی جائے (یعنی کپڑے کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈالے) اور منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط اِزار (پاجامہ اور شلوار پہن کر) نماز پڑھنے سے''۔

ننگے کندھوں سے نماز نہ پڑھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا يُصَلِّ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ [۲۱]

''تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اُس کے کندھے پر کچھ نہ ہو''۔

ایک کرتہ یا قمیص سے نماز:

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

اَمَّنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ قَمِيْصٍ لَّيْسَ عَلَيْهِ رِدَآءٌ فَلَمَّا

---

[۲۰] ابوداؤد جلد ا ص ۱۰۰، مستدرک حاکم جلد ا ص ۳۷۹۔ [۲۱] ابوداؤد جلد ا ص ۹۹۔

انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ قَمِیْصٍ ۲۲

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (نماز میں) ہماری اِمامت کی جبکہ وہ ایک (لمبا سا) کرتہ پہنے ہوئے تھے اور اُن پر چادر نہ تھی جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے میں نماز پڑھتے دیکھا''۔

ایک ہی چادر ہو تو نماز کیسے پڑھی جائے؟

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّـــــہُ رَأَی النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ قَدْ اَلْقٰی طَرَفَیْہِ عَلٰی عَاتِقَیْہِ ۲۳

''اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ ﷺ نے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر اُلٹ کر ڈال دیئے''۔

اِنہی سے دوسری روایت میں اِس طرح ہے: رَأَیْـتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّشْتَمِلاً بِہٖ ۲۴ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ایک کپڑے میں لپٹے نماز پڑھ رہے تھے''۔

نبی کریم ﷺ ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر (اِشتمال کے ساتھ) نماز پڑھ لیتے تھے۔ اِشتمال اور توشیح ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ چادر کا کنارہ جو دائیں کندھے پر ہو اُس کو بائیں ہاتھ کے بغل سے نکال کر اور بائیں کندھے والے کنارے کو دائیں ہاتھ کے بغل سے نکال کر دونوں کونوں کو گدی سے باندھ لے۔ اِس طرح دونوں کنارے مختلف کرنے سے نمازی کی نظر رکوع کے وقت شرمگاہ پر نہیں پڑتی اور نماز میں سترِ عورت ہو جاتا ہے۔ جب کپڑے نہ ہوں تو اِس طرح ایک

---

۲۲ ابوداؤد جلد ا ص ۱۰۰۔ ۲۳ بخاری جلد ا ص ۵۲۔ ۲۴ بخاری جلد ا ص ۵۲۔

کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ جب دو کپڑوں پر قادر ہو تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ ۲۵

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جتنی احادیثِ مبارکہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت میں وارد ہیں وہ افضلیت پر محمول ہیں، عدم جواز پر محمول نہیں۔ یعنی افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھی جائے۔ ۲۶

اِمام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہن لے کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور زینت کرنا مستحسن ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اَنَّ سَائِلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الصَّلٰوةِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ ۲۷

''ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سب کے دو دو کپڑے ہیں؟''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنگدستی اور کپڑوں کی نایابی کی اُنہیں خبر دے رہے ہیں کہ جب تمہارا یہ حال ہے کہ تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے نہیں اور نماز تم پر فرض و واجب ہے تو تمہیں علم ہونا چاہئے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

نماز میں کپڑ الٹکانا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے

---

۲۵ تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۸۶، عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۴ ص ۶۱۔ ۲۶ عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۴ ص ۶۱۔
۲۷ بخاری جلد ا ص ۵۲۔

رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: مَنْ اَسْبَلَ اِزَارَهٗ فِیْ صَلَاتِهٖ خُیَلَآءَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ذِکْرُهٗ فِیْ حِلٍّ وَّ حَرَامٍ ۲۸ ''جو شخص غرور سے نماز میں اپنا تہبند (یا شلوار یا پاجامہ وغیرہ) لٹکائے (یعنی ٹخنوں کے نیچے) تو اُس کے لئے نہ (تو جنت) حلال کرے گا اور نہ (دوزخ) حرام کرے گا''۔ (یعنی وہ شخص اللہ (عزوجل) سے جدا ہو گیا کہ اُس کو حلال وحرام سے کوئی غرض نہیں)۔

تہبند لٹکا کر نماز پڑھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

بَیْنَمَا رَجُلٌ یُّصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ اِذْ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَکَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ قَالَ اِنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهٗ لَا یَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَهٗ ۲۹

''ایک آدمی اپنے تہبند کو لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا، اُس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جا کر وضو کر، اُس نے جا کر وضو کیا پھر آیا تو آپ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) نے اُسے وضو کرنے کا حکم کیوں فرمایا؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) تہبند لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا''۔

آپ ﷺ نے اُسے وضو کرنے کے لئے اِس لئے فرمایا تا کہ اُسے درس حاصل ہو اور آئندہ سے محتاط رہے کہ مجھے رسولِ کریم ﷺ نے تہبند لٹکانے سے منع فرمانے کے لئے نماز کے نہ ہونے اور دوبارہ وضو کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر لوگ صرف نماز کے وقت اپنا تہبند یا شلوار، پاجامہ اور پتلون

---

۲۸ ابوداؤد جلد ا ص ۱۰۰۔ ۲۹ ابوداؤد جلد ا ص ۱۰۰، مشکوٰۃ ص ۴۳، مرآۃ جلد ا ص ۴۶۸۔

وغیرہ ٹخنوں سے اوپر کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ٹخنے ہر حالت میں ننگے ہونے چاہئیں۔

عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟

حضرت محمد بن زید بن قنفذ سے روایت ہے کہ اُن کی والدہ نے:

سَأَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ مَاذَا تُصَلِّیْ فِیْهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّیَابِ؟ فَقَالَتْ تُصَلِّیْ فِی الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِیْ یُغَیِّبُ ظُهُوْرَ قَدَمَیْهَا ۳۰

''اُمّ المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ تو (اُنہوں نے) فرمایا: ایک اَوڑھنی اور ایک کرتے (قمیص) سے (بھی) پڑھ سکتی ہے جبکہ وہ (قمیص) کرتہ پورا ہو کہ دونوں پاؤں کو اوپر سے ڈھانپ لے''۔

حضرت محمد بن زید سے یہی حدیث مروی ہے' اِس میں ہے کہ حضرت اُمّ سلمٰی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

اَتُصَلِّی الْمَرْأَةُ فِیْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَیْسَ عَلَیْهَا اِزَارٌ قَالَ اِذَا کَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا یُّغَطِّیْ ظُهُوْرَ قَدَمَیْهَا ۳۱

''کیا عورت اِزار (یعنی تہبند یا شلوار) کے بغیر صرف کُرتے (یعنی قمیص) اور اَوڑھنی کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ فرمایا: ہاں! جبکہ کُرتہ (ایسا) پورا ہو کہ وہ دونوں پاؤں کو چھپا لے'' (ایسی صورت میں شلوار یا تہبند یعنی اِزار کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی ورنہ اِزار ضروری ہے)۔

---

۳۰ ابوداؤد جلد ا ص ۱۰۱۔ ۳۱ مشکوٰۃ ص ۷۳، ابوداؤد جلد ا ص ۱۰۱۔

استقبالِ قبلہ

استقبالِ قبلہ، کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنا، مسجدِ حرام میں جہاں سے خانہ کعبہ واضح طور پر نظر آتا ہو تو عینِ کعبہ مکرّمہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ جبکہ گردونواح اور دور و نزدیک جہاں سے خانہ کعبہ مکرّمہ نظر نہ آتا ہو وہاں جہت اور سمت کعبہ مکرّمہ کو منہ کرنا ہی کافی ہے۔ کعبۃ اللہ تحت الثریٰ سے عرشِ بریں تک قبلہ ہے۔

شروع شروع میں مسجدِ اقصیٰ کو قبلہ بنایا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تبدیلی قبلہ شریف'' کے سلسلہ میں ''بَابُ الصَّلٰوۃُ مِنَ الْاِیْمَان'' کا عنوان دے کر ارشاد باری تعالیٰ نقل کیا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ يَعْنِىْ صَلَاتَكُمْ عِنْدَالْبَيْتِ ۳۲ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا یعنی بیت اللہ شریف میں جو نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہے، وہ ضائع نہیں ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ مکہ مکرّمہ میں بیت المقدس کی طرف رُخِ انور فرما کر نماز پڑھا کرتے تھے لیکن کعبۃ اللہ کی طرف پُشت نہیں فرماتے تھے بلکہ نماز کے وقت کعبۃ اللہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے۔ ۳۳

بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) قبلہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْسَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ''نبی کریم ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی

---

۳۲ بخاری جلد ا ص ۱۰۔ ۳۳ تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۶۹۔

طرف رُخِ انور فرما کر نماز پڑھی''۔ وَکَانَ یُعْجِبُہٗ اَنْ تَکُوْنَ قِبْلَتُہٗ قِبَلَ الْبَیْتِ ''اور آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ آپ ﷺ کا قبلہ شریف کعبۃ اللہ کی طرف ہو''۔

چنانچہ اَنَّہٗ صَلّٰی اَوَّلَ صَلٰوۃٍ صَلَّاھَا صَلٰوۃَ الْعَصْرِ وَ صَلّٰی مَعَہٗ قَوْمٌ ''سب سے پہلی نماز جو آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف رُخِ انور فرما کر پڑھی، وہ عصر کی نماز تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگوں نے نماز پڑھی''۔

جن لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، اُن میں سے ایک شخص نکلا اور ایک مسجد کے نمازیوں کے پاس سے گزرا جو اُس وقت رکوع میں تھے۔ اُس نے کہا اَشْھَدُ بِاللّٰہِ لَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قِبَلَ مَکَّۃَ فَدَارُوْا کَمَاھُمْ قِبَلَ الْبَیْتِ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو وہ لوگ اُسی حالت میں کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئے''۔ جب رسولِ کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف رُخِ انور کر کے نماز پڑھتے تھے تو یہودی اور اہل کتاب بہت خوش تھے اور جب آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف رُخِ زیبا پھیر لیا تو اُنہیں یہ بُرا معلوم ہوا۔ [۳۴]

تفصیل: اِس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن ضحوۃ الکبریٰ کے وقت مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور پیر کے روز ہی آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی۔ تین دن غارِ ثور میں قیام فرمایا اور بارہ دن سفر میں رہے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک پہنچنے میں کل پندرہ دن لگے۔ کَانَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ نَزَلَ عَلٰی اَجْدَادِہٖ [۳۵] ''پہلے آپ ﷺ نے اپنے اجداد و ماموؤں کے ہاں قیام فرمایا''۔

---

[۳۴] بخاری جلد ا ص ۱۰، تیسیر الباری جلد ا ص ۳۷، تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۶۹، فتح الباری جلد ا ص ۱۲۸، عمدۃ القاری جلد ا جز ا ص ۲۴۱۔ [۳۵] بخاری جلد ا ص ۱۰۔

نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں سولہ سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے رہے۔ اِس روایت میں سولہ یا سترہ ماہ شک سے ذکر کیا ہے کیونکہ آپ ﷺ یقیناً ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ اِس میں کسی کا اختلاف نہیں اور دوسرے سال نصف رجب المرجب کو تحویل قبلہ ہوئی تھی۔ جمہور علماء یہی کہتے ہیں۔ اِمام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ حضرت ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے سترہ ماہ تین دن ذکر کئے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ ربیع الاوّل شریف میں تشریف لائے تھے۔ اِس طرح تین دن اوپر ہو جاتے ہیں۔

تحویل قبلہ سے قبل جو لوگ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نمازیں پڑھتے رہے اور فوت ہو گئے یا شہید ہو گئے اُن کی نمازیں مقبول ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے حکم سے نمازیں پڑھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی نمازوں کو ضائع نہیں فرمایا۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ اِس حدیث شریف سے سرورِ کائنات ﷺ کی عظیم فضیلت، عظمت اور کرامت معلوم ہوتی ہے کہ جو آپ ﷺ چاہتے تھے اُسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے کر دیا۔ ۳۶

سفر میں قبلہ کی سمت اور نفل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ فَاَرَادَ اَنْ يَّتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ ۳۷

''جب آپ ﷺ سفر کرتے اور نفل پڑھنے کا اِرادہ فرماتے تو اپنی اونٹنی کو قبلہ (شریف) کی طرف متوجہ فرماتے پھر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہہ کر نماز پڑھتے (اِس

---

۳۶ تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۷۰۔ ۳۷ ابوداؤد جلد ا ص ۱۸۰۔

حالت میں) جدھر بھی آپ ﷺ کی سواری کا منہ ہو جاتا"۔

سواری سے اُتر کر فرض (نماز) پڑھنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں الفاظ اِس طرح ہیں، فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ فَاِذَا اَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ [۳۸] "رسولِ کریم ﷺ اپنی سواری پر نفل پڑھتے، جدھر وہ منہ کرتی (اُدھر آپ ﷺ کو لے جاتی) مگر جب آپ ﷺ فرض نماز پڑھنا چاہتے تو اونٹنی سے اُترتے اور قبلہ کی طرف رُخِ انور فرما کر نماز پڑھتے"۔ (بس، ریل گاڑی و دیگر سواریوں پر بھی نفل پڑھ سکتے ہیں)۔

فرضوں کی طرح وتر بھی سواری سے اُتر کر پڑھنے چاہئیں کیونکہ یہ واجب ہیں۔ (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) [۳۹]

نوٹ: جولاری، گاڑی، کار وغیرہ اپنی بس میں ہو اُس سے اُتر کر نماز ادا کریں اور جو اپنے کنٹرول میں نہ ہو اُس پر وقت ضائع کئے بغیر ادا کی جائے جیسے کشتی پر بلا اختلاف نماز فرض ادا کرنا جائز ہے۔ (تابش قصوری)

شبہ کی صورت میں نماز:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ اَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلّٰى كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا عَلٰى حِيَالِهٖ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ " فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" [۴۰] "ایک اندھیری رات میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، پس ہم نہیں جانتے تھے قبلہ (شریف)

---

[۳۸] بخاری جلد ا ص ۵۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۲، مسلم جلد ا ص ۲۴۴۔ [۳۹] تیسیر الباری جلد ا ص ۲۸۵۔ [۴۰] ترمذی جلد ا ص ۸۰، بلوغ المرام ص ۱۶۔

کدھر ہے۔ ہر ایک نے اپنے منہ کے سامنے نماز پڑھی پھر جب صبح ہوئی تو ہم نے اِس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو اُس موقع پر یہ آیت (مبارکہ) نازل ہوئی۔ (ترجمہ): ''پس تم جدھر منہ کرو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسی طرف ہے''۔

مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ أَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ** [۴۱] ''جو کوئی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف (نماز میں) منہ کرے اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھالے وہ ایسا مسلمان ہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول ﷺ کی پناہ میں ہے، تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ میں خیانت نہ کرو''۔

اِس سے معلوم ہوا ''نماز میں قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا ضروری ہے''۔ یہ تین باتیں آپ ﷺ نے مسلمانوں کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ کیونکہ اُس وقت یہود و نصاریٰ اور مشرکین اِن سب باتوں پر عمل نہیں کرتے تھے۔ مشرک تو نماز پڑھتے ہی نہ تھے اور یہودی مسلمانوں کا ذبح شدہ جانور نہیں کھاتے تھے اور نہ مسلمانوں کے قبلہ شریف کی طرف نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ گو مسلمانوں کا ذبیحہ کھا لیتے تھے مگر مسلمانوں کے قبلہ شریف کی طرف نماز نہیں پڑھتے تھے۔ آج کے دور میں کئی قسم کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ قبلہ، نماز اور ذبیحہ کے قائل ہیں مگر مرتد اور کافر ہیں جیسے ''ختم نبوّت'' ﷺ کے منکر قادیانی، قرآنِ مجید کے منکرین، نیچری، کلمہ پڑھنے والے دھریئے اور ایسے ہی دیگر شیطانی گروہ۔

---

[۴۱] بخاری جلد ا ص ۵۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳، مجمع الزوائد جلد ا ص ۲۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۶۲، جلد ۱۰ ص ۱۵۳، جلد ۲۰ ص ۳۳۵، در منثور جلد ا ص ۳۵۸۔

خانہ کعبہ کے اندر نماز:

خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی صورت میں استقبالِ قبلہ میں کوئی بات حائل نہیں ہے۔ کسی بھی کونے یا دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کوئی شخص آیا اور کہنے لگا یہ لو نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے تو اُن سے کہا گیا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں کہ کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے ہیں۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا' یہ سن کر میں آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ دونوں ستونوں کے بیچ میں جو (جاتے وقت) بائیں ہاتھ میں پڑتے ہیں' دو رکعتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لائے اور پھر کعبۃ اللہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔ جب کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے آئے تھے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کعبۃ اللہ کے دروازہ کے دونوں پٹوں' کے درمیان کھڑے پایا تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْکَعْبَۃِ؟ قَالَ: نَعَمْ [۴۲] ''کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں!''

قبلہ شریف کی طرف تھوکنے والے کے پیچھے نماز نہیں:

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اِنَّ رَجُلاً اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِی الْقِبْلَۃِ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِقَوْمِہٖ حِیْنَ فَرَغَ لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذَالِکَ اَنْ یُّصَلِّیَ لَھُمْ فَمَنَعُوْہُ فَاَخْبَرُوْہُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّکَ

---

۴۲ بخاری جلد ا ص ۵۷۔

قَدْ اٰذَیْتَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ ﷺ ۴۳

''ایک شخص کسی قوم کا اِمام بنا (یعنی اِمامت کر رہا تھا) اُس اِمام نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ رسولِ کریم ﷺ اُسے دیکھ رہے تھے، جب وہ (اِمام نماز سے) فارغ ہوا تو اُس کی قوم سے فرمایا: ''یہ شخص اِس کے بعد تمہاری اِمامت نہ کرائے''۔ اُس اِمام نے اِس (نماز) کے بعد لوگوں کی اِمامت کرانا چاہی مگر لوگوں نے اُسے اِمام بننے سے روک دیا اور اُسے رسولِ کریم ﷺ کے اِرشادِ مقدّس کے بارے میں اِطلاع دی۔ اُس شخص (اِمام) نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (میں نے منع کیا ہے) (راوی کہتے ہیں) اور میرا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُسے فرمایا: تو نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کو اذیّت پہنچائی ہے''۔ مذکورہ اِمام نے اِرادتاً یا توہین کے انداز میں ایسا نہیں کیا ہوگا بلکہ سہواً اور غیر ارادی طور پر اُس سے ایسا ہوا ہوگا۔ آپ ﷺ نے مناسب جانا کہ اِمام سے غیر ارادی طور پر بھی ایسی غلطی نہیں ہونی چاہئے کہ اُس کے منصب کے خلاف ہے۔ تو جو لوگ قصداً اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کو اذیّت پہنچاتے ہیں، کبھی قرآنِ مجید کے خلاف گفتگو کر کے، کبھی سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ کی بے ادبی سے، کبھی ذاتِ مصطفیٰ کریم ﷺ، کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کبھی اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتے ہوئے، وہ بدر جہا اِمامت کے نا اہل ہیں۔ اَیسے اِماموں کے پیچھے ہرگز نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

جہتِ کعبہ کو منہ کرنا:

اِمام الائمہ، کاشف الغمّہ، سراج الامّہ حضرت اِمام ابوحنیفہ، اِمام مالک اور اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں، نماز میں جہتِ کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے۔ کیونکہ عینِ کعبہ

---

۴۳ مشکوٰۃ ص ۷۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۷۶، مرآۃ جلد ۱ ص ۴۵۸۔

کی طرف منہ کرنا، دوسرے ملکوں والوں کے لئے بہت مشکل ہے۔ البتہ جن کو کعبۃ اللہ دکھائی دیتا ہے اُن کے لئے عینِ کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ [۴۴]

تَحَرِّی کیا ہے؟

اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہو جو بتادے، نہ سورج، چاند، ستارے نکلے ہوئے ہوں، آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں یا اگر چاند اور ستارے اور سورج نکلے ہوئے بھی ہوں مگر اتنا علم نہ ہو کہ اُن کے ذریعے سمت قبلہ کیسے معلوم کی جائے تو ایسے موقع پر تحری کی جاتی ہے۔ یعنی نماز پڑھنے والا سوچے کہ قبلہ کدھر ہوسکتا ہے، جدھر دِل جمے اُدھر ہی منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اَیسے شخص کے لئے یہی قبلہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے کہ قبلہ کدھر ہے مگر نماز پڑھنے والے نے دریافت نہیں کیا بلکہ خود ہی غور کر کے کسی طرف منہ کیا اور نماز پڑھ لی تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا تو نماز ہوگئی، ورنہ نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ سوم)

مسئلہ: جاننے والے سے پوچھا اُس نے بتایا نہیں، نماز پڑھنے والے نے تحری کر کے نماز پڑھ لی۔ اَب (نماز کے بعد) جاننے والے نے بتایا، نماز ہوگئی، اِعادہ (یعنی دوبارہ پڑھنے) کی حاجت نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ سوم)

---

[۴۴] تیسیر الباری جلد ا ص ۲۸۴۔

وقت

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا○ (النسآء:۱۰۳)

''بے شک نماز اِیمان والوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے''۔

نماز کی اہمیت ظاہر فرمانے کے لئے اِس آیتِ مبارکہ کو اِنَّ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ سے شروع کیا گیا ہے۔ الصَّلٰوۃَ سے مراد ''نمازِ پنجگانہ'' ہے کہ یہ فرضِ عین ہے۔ مومنین سے سارے اَہلِ اِیمان مراد ہیں' خواہ وہ کسی درجہ کے ہوں۔ شاہ وگدا، عام وخاص سب کے لئے فرضِ عین ہے۔ ''کِتَابًا مَّوْقُوْتًا'' فرما کر بتایا گیا ہے کہ نماز بہت اہم اور ضروری فریضہ ہے اور وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے کہ ہر نماز اُس کے وقت مقررہ پر پڑھی جائے۔

وقت پر نماز:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ ؟ قَالَ: اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا۔[۴۵] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سا عمل اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کا اُس کے وقت پر پڑھنا''۔

نماز وقت پر ادا کرو:

امیر المومنین حضرت سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

---

[۴۵] بخاری جلد ا ص ۷۶، ترمذی جلد ۲ ص ۱۱' مسند احمد جلد ا ص ۴۳۰۔ ۴۱۰، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۲۵۶، الادب المفرد ص ۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۸۔

ﷺ نے اِرشاد فرمایا: تین چیزوں میں دیر نہ کرو: اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا' نماز جب اُس کا وقت آجائے' جنازہ جس وقت حاضر ہو اور زنِ بے شوہر جب اُس کا کفو ملے۔''

(حوالہ الجامع ترمذی جلد ا ص ۲۴)

سچا ولی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: تین چیزیں ہیں کہ جو اُن کی حفاظت کرے' وہ سچا ولی ہے اور جو اِنہیں ضائع کرے' وہ پکا دشمن' وہ نماز' روزے اور غُسلِ جنابت ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ا ص ۲۹۳' دارمی حدیث نمبر ۱۴۴۴' الجامع الصغیر للسیوطی جلد ا ص ۲۰۶)

دین کی حفاظت:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو فرمان بھیجے کہ تمہارے کاموں میں مجھے زیادہ فکر نماز کی ہے جو اِسے حفظ اور اِس پر محافظت کرے اُس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے اِسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ ترک کرے گا۔

(موطا اِمام مالک بحوالہ فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۲ ص ۳۸۰)

نماز کی وقت پر ادائیگی گناہوں کا کفّارہ ہے:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کِتَابُ الْمَوَاقِیْتِ'' میں ایک باب باندھا ہے: ''بَابُ اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ کَفَّارَۃٌ لِّلْخَطَایَا اِذَا صَلَّاھُنَّ لِوَقْتِھِنَّ فِی الْجَمَاعَۃِ وَ غَیْرِھَا'' پانچوں نمازیں گناہوں کا کفّارہ ہیں' جب اُن کو اپنے اوقات میں باجماعت یا بغیر جماعت پڑھے۔'' اِس باب میں اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف لکھی ہے، فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِکَ یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ قَالُوْا لَا یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئًا قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھَا الْخَطَایَا [۴۶]

''کہ اُنہوں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم خبر دو، اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غُسل کرے تو کیا یہ غُسل اُس کے جسم پر کوئی میل رہنے دے گا؟ لوگوں نے عرض کیا یہ تو اُس کی میل سے کوئی شئے باقی نہ چھوڑے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اِس کے ساتھ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سب گناہ مٹا دیتا ہے۔''

نماز کو اپنے وقت سے ضائع کرنا:

حضرت زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب کہ وہ دمشق میں تھے اور وہ رو رہے تھے۔ میں نے کہا کون سی چیز آپ کو رولا رہی ہے؟ اُنہوں نے کہا میں جو چیزیں رسولِ کریم ﷺ کے (ظاہری) زمانہ (حیات) میں پاتا تھا، اُن میں سے اب کوئی چیز نہیں پاتا مگر نماز، وہ نماز بھی برباد ہوگئی۔ یعنی اُس کو بھی ضائع کیا جا رہا ہے۔ [۴۷]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا رونا، ولید بن المالک کے پاس حجاج کی شکایت کے وقت تھا جب کہ وہ (حجاج) نمازیں مستحب اوقات سے مؤخر کر کے پڑھتا تھا۔ نماز کی تضیع یہ ہے کہ اُس کو مختار اور مستحب وقت سے مؤخر کیا جائے۔ یہ مراد نہیں کہ اُسے اپنے وقت

---

[۴۶] بخاری جلد ۱ ص ۷۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۹، ۴۸۴، مسلم جلد ۱ ص ۲۳۵ ترمذی حدیث نمبر ۲۱۴، دارمی جلد ۱ ص ۲۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۶۱، جلد ۳ ص ۶۲، جلد ۸ ص ۲۸۶، مشکوٰۃ ص ۵۷، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۳۳۔ [۴۷] بخاری جلد ۱ ص ۷۶۔

سے نکال دیا جائے۔ قرآنِ مجید میں ہے: فَخَلَفَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ..... (مریم:۵۹) ''پھر اُن کے بعد اُن کی جگہ ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں۔''

صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔[۴۸]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، صبح کی نماز روشنی میں پڑھو کہ اِس میں بہت بڑا ثواب ہے۔''

حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اِس باب میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم سے بھی روایات ہیں۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ اہلِ علم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا روایت کیا ہے۔[۴۹]

حضرت اِمام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِكُمْ اَوْ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔[۵۰]

''روشن کرو صبح کو (یعنی فجر کی نماز روشنی میں پڑھو) تمہارے لئے اِس میں بہت بڑا اجر ہے یا بہت زیادہ ثواب ہے''۔ غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے ''جو لوگ فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا بہتر جانتے ہیں وہ اِس حدیث سے

---

۴۸ ترمذی جلد ا ص ۴۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۹، تلخیص الحبیر حدیث نمبر ۸۲، دارمی جلد ا ص ۲۷۷، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۴۳-۱۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۴۵۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۴۔
۴۹ ترمذی جلد ا ص ۴۰، نصب الرایہ جلد ا ص ۲۳۵-۲۳۵۔ ۵۰ ابوداؤد جلد ا ص ۶۷، ابن ماجہ ص ۴۹۔

استدلال کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں ''اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ''، تیسری روایت میں ''نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ'' ہے۔ معنی سب کے ایک ہیں یعنی فجر کو روشن کرو۔[۱۵۱]

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اِمام ابن ماجہ قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھو۔ ''حضرت اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت اِمام بزار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اِس کو مرفوع روایت کیا ہے۔ (یعنی جس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی ہے اُس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔) حضرت اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ ''میری اُمّت ہمیشہ فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھتی رہے گی''۔ حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فجر کی نماز روشنی میں پڑھو فقیہہ بن جاؤ گے۔'' حضرت اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابنِ بجید کی حدیث شریف روایت کی ہے اُنہوں نے اپنی دادی انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھو اِس میں زیادہ ثواب ہے۔ ابنِ بجید کو ابنِ حبان نے ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔

''اسفار'' سے مراد ''تنویر اور روشنی'' ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی مسانید میں اور اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی المعجم میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھو حتی کہ لوگ اپنے پھینکے ہوئے تیروں کے گرنے کی جگہ کو ''اسفار'' کی وجہ سے دیکھیں''۔

ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی شے میں اِتنا اہتمام نہیں کیا جتنا

---

۱۵۱ ابوداؤد مترجم جلد ۱ ص ۱۸۹ (حاشیہ)۔

فجر کی نماز اسفار اور خوب روشنی میں پڑھنے پر کیا ہے۔ اِس روایت کو اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح کی نماز اسفار میں پڑھنے پر اتفاق کیا ہے۔

ظہر کی نماز کو سخت گرمی میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھا ہے: **بَابُ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ** ''سخت گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا باب''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ** ۵۲ جب گرمی سخت ہوجائے تو (ظہر) کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش وخروش (یا دوزخ کی بھاپ) سے ہوتی ہے۔'' حدیث شریف کے معنی واضح ہیں کہ نماز ٹھنڈک میں داخل کرو، اُس وقت دوپہر کی شدت جاتی رہتی ہے لہٰذا ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنی چاہئے۔

اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے تائیدی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں، جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن اذان دینے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ انْتَظِرْ انْتَظِرْ وَ قَالَ: شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ** ۵۳

''ٹھنڈا کرو، ٹھنڈا کرو یا فرمایا انتظار کرو، انتظار کرو اور فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔ جب گرمی سخت ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو، حتیٰ کہ ٹیلوں کے سائے ہم نے دیکھ لئے''۔ ٹیلوں کا سایہ بہت اخیر وقت میں پڑتا ہے یعنی ظہر کی

---

۵۲ بخاری جلد ا ص ۷۶۔ ۵۳ بخاری جلد ا ص ۷۶۔

نماز دیر سے پڑھنی چاہیئے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی اِرشاد ہے" **اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ**[۵۴]

''ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ سخت گرمی دوزخ کے جوش سے ہوتی ہے''

حضرت سفیان، یحییٰ اور ابو عوانۃ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِس کی مطابقت کی ہے۔

''خلال'' نے اپنی ''عِلَل'' میں حضرت اِمام احمد رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حکم یہ تھا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو''۔[۵۵]

سفر میں بھی ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ **فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ** ''مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! **اَبْرِدْ**'' ''ٹھنڈا کرو''۔ مؤذن نے پھر ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھنڈا کرو، حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سایہ کو دیکھ لیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ**[۵۶]'' گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے، جب گرمی سخت ہو جائے تو نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو''۔ اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیثِ مبارکہ حسن صحیح ہے۔

حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بحث:

اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو حسن اور صحیح کہا ہے۔ فرماتے ہیں، علماء کی ایک جماعت نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ سخت گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا جائے اور یہی قول حضرت ابن مبارک رحمہ

---

[۵۴] بخاری جلد ا ص ۷۶۔ [۵۵] تفہیم البخاری جلد ا ص ۸۸۔ [۵۶] بخاری جلد ا ص ۷۶، ترمذی جلد ا ص ۶۱، ۶۲۔

اللہ تعالیٰ اور حضرت احمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اوّل وقت میں نماز پڑھنا افضل کہتے ہیں اور نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم اُن لوگوں کے لئے ہے جو دور سے آتے ہیں۔ اگر نمازی تنہا ہو یا زیادہ نمازی مسجد میں موجود ہوں یا قریب قریب سے آئیں تو اُن کے لئے نماز ٹھنڈا کرنے کا حکم نہیں۔ وہ سخت گرمی میں بھی نماز مؤخر نہ کریں۔ اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال (رضی اللہ عنہ) ٹھنڈا ہونے دو۔ اگر حال وہی ہوتا جو اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں (کہ دور سے آنے والوں کے لئے یہ حکم ہے) تو یہ اُس وقت میں نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا بے معنی ہوتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سبھی موجود تھے کسی نے دُور سے نہیں آنا تھا۔ لہٰذا اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے خلاف ہے۔ (ترمذی جلد ا ص ۴۱۔۴۰)

پہلے دن وقتِ نمازِ فجر:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک سائل نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (نمازوں کے اوقات کے بارے میں) پوچھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) بلال رضی اللہ عنہ کو (اذان کا) حکم فرمایا:

فَاَقَامَ لِلْفَجْرِ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ فَصَلّٰى حِيْنَ كَانَ الرَّجُلُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهٖ اَوْ اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَعْرِفُ مَنْ اِلٰى جَنْبِهٖ

''اقامت کہی گئی پھر فجر کی نماز قائم کی جب صبح صادق نکلتی ہے، جب کوئی اندھیرے میں دوسرے آدمی کو نہ پہچان سکے یا اپنے پہلو والے شخص کو نہ پہچان سکے''۔

پہلے دن وقتِ نمازِ ظہر:

ثُمَّ اَمَرَ بِلَالاً فَاَقَامَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى قَالَ الْقَآئِلُ انْتَصَفَ النَّهَارُ؟ وَهُوَ اَعْلَمُ

''پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا (اذان دی گئی) پس نماز ظہر قائم کی گئی، اُس وقت سورج ڈھل گیا تھا (یعنی سورج ڈھلا ہی تھا کہ اذان کے بعد نماز ظہر پڑھا دی گئی) یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا کیا دوپہر ہوگئی؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے تھے۔''

پہلے دن وقتِ نمازِ عصر:

ثُمَّ اَمَرَ بِلَالاً فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَآءُ مُرْتَفِعَةٌ ''پھر (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) کو اذان کا حکم فرمایا' پھر نماز عصر قائم کی گئی''۔ ''درآنحالیکہ سورج کی سفیدی ابھی بلند تھی۔''

پہلے دن وقتِ نمازِ مغرب:

وَاَمَرَ بِلَالاً فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ''اور (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) کو (اذان کا) حکم فرمایا: پھر نماز مغرب قائم کی گئی۔ جب کہ سورج ڈوب گیا۔''

پہلے دن وقتِ نمازِ عشاء:

وَاَمَرَ بِلَالاً فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّفَقُ ''اور (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) کو (اذان کا) حکم فرمایا: پھر عشاء کی نماز قائم کی گئی۔ جب کہ شفق ڈوب گیا''۔ (نماز مغرب کے بعد آسمان پر سفیدی ظاہر ہوتی ہے اور اُس سفیدی کے بعد جو سرخی ظاہر ہوتی ہے اُس سرخی کو شفق کہتے ہیں۔ یعنی یہ (شفق) بھی ڈوب جائے تو پھر وقت نمازِ عشاء شروع ہو جاتا ہے۔)

دوسرے دن نمازِ فجر کا وقت:

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ فَقُلْنَا اَطْلَعَتِ الشَّمْسُ ''پھر جب دوسرا دن ہوا، آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم کہنے لگے (ایسے لگتا ہے جیسے) سورج طلوع ہو گیا ہے''۔

دوسرے دن نمازِ ظہر کا وقت:

فَاَقَامَ الظُّهْرَ فِيْ وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِيْ كَانَ قَبْلَهٗ.

''(دوسرے روز) نماز ظہر (آخر وقت ظہر میں) پڑھی (جس کے فوری بعد نمازِ عصر کا وقت ہو گیا) اُس وقت میں جس وقت میں پہلے روز نمازِ عصر پڑھی تھی''۔

دوسرے دن نمازِ عصر کا وقت:

وَصَلَّى الْعَصْرَ وَقَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ اَوْقَالَ اَمْسٰى

''(دوسرے روز) عصر کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز اُس وقت پڑھی جب کہ آفتاب زرد ہو گیا یا شام ہو گئی (یعنی سورج غروب کے قریب تھا)''

دوسرے دن نمازِ مغرب کا وقت:

وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ ''(دوسرے دن) نماز مغرب اُس وقت پڑھی جبکہ شفق غائب ہونے کے قریب تھا''۔ (یعنی نماز عشاء کا وقت شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے۔)

دوسرے دن نمازِ عشاء کا وقت:

وَصَلَّى الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔ ''(دوسرے روز) عشاء کی نماز اُس وقت ادا کی گئی جب کہ تہائی رات گزر چکی تھی''۔

پھر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے، جو ہمیں اوقاتِ نماز کے

بارے میں پوچھتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْوَقْتُ فِیْمَا بَیْنَ هٰذَیْنِ ۵۷
(ہم نے پہلے دن اور دوسرے دن نماز پنجگانہ ادا کر کے نمازوں کے اوقات کی اِبتداء اور اِنتہاء کے بارے میں آگاہ فرمادیا) ''نمازوں کے اوقات اِن دونوں کے بیچ ہیں۔'' (یعنی اِبتداء اور اِنتہاء کے درمیان میں نمازیں ادا کرو)

اِس حدیث شریف سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ رسولِ کریم ﷺ نے پہلے روز سب نمازیں اوّل اوقات میں پڑھیں اور دوسرے روز سب نمازیں آخری اوقات میں پڑھیں تا کہ لوگوں کو نمازوں کے اوقات کی اِبتداء اور اِنتہاء معلوم ہو جائے۔

مسلم شریف جلد ا ص ۲۲۳ میں اِس طرح کی حدیث شریف حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن ماجہ ص ۴۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۱۶۶، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۹ اور السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۳۷۵ پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اوقاتِ نماز:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَ وَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَ وَقْتُ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَسْقُطْ فَوْرُ الشَّفَقِ وَ وَقْتُ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ ۵۸

''(نمازِ) ظہر کا وقت اُس وقت تک ہے جب تک (نماز) عصر کا وقت نہ آئے (نمازِ) عصر کا وقت تب تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے۔ (نمازِ) مغرب کا وقت تب تلک ہے جب تک شفق کا اُجالا ساقط نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت تب تک ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے''۔

---

۵۷ صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۱۶۶ (عن حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ)، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۳۷۴، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۹، ابوداؤد جلد ا ص ۶۳، مسلم جلد ا ص ۲۲۳، ابن ماجہ ص ۴۹۔

۵۸ ابوداؤد جلد ا ص ۶۳، مسلم جلد ا ص ۲۲۳، مسند ابو عوانة جلد ا ص ۳۷۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۳۷۱۔۳۶۷، نسائی جلد ا ص ۹۰۔۹۱۔

نیّت

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ [۵۹] ''اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے''۔ نیّت کی درستگی عمل کی درستگی کا باعث ہے۔ اگر نیّت درست نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اِس لئے جو بھی عمل کیا جائے خالصتاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرنا چاہئے۔ صرف نیّت نے مہاجروں میں فرق پیدا کر دیا۔

مثال: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا لِامْرَیءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِمْرَأَۃٍ یَّتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ [۶۰]

''ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیّت کرے، جس کی ہجرت اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ہو، اُس کی ہجرت اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہو اُس کی ہجرت اُس کے لئے ہوگی جس کے لئے کی۔'' قلب وقالب (ظاہر و باطن) کا کوئی عمل، کسی حکم کا بجالانا' اَمرِ ممنوع کا چھوڑنا، قول وفعل اور عبادات وطاعات نیّت کے بغیر مقبول و معتبر نہیں ہیں اور نیّت کے بغیر اُن پر کوئی ثواب مرتب نہیں ہوتا۔

معلوم ہونا چاہئے ''نیّت دِل کے ارادے'' کو کہتے ہیں۔ نیّت دل کا فعل ہے،

---

۵۹ الترغیب والترہیب جلد ا ص ۵۶، مشکوٰۃ ص ۱۱، شرح السنۃ جلد ا ص ۲۹۹۔ صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۷۳۔۲۳۲، دار قطنی جلد ا ص ۱۵۔ ۶۰ بخاری جلد ا ص ۲، مسند احمد جلد ا ص ۲۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۴۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۰۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۶۲۲۷

زبان سے کہنے کی ضرورت و حاجت نہیں۔ اگر دل غافل ہو اور صرف زبان سے نیّت کے الفاظ دہرائے جائیں تو اِس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اِس کے برعکس اگر دل میں نیّت ہو مگر زبان پر نہ آسکے یا زبان سے اُس کے خلاف ادا ہو جائے تو اِس میں کچھ نقصان اور حرج نہیں مثلاً دل میں ظہر کی نماز کا ارادہ ہے مگر زبان سے عصر کا لفظ نکلا تو ظہر کی نماز ہوگی۔ (بہارِ شریعت حصّہ سوم) نماز میں نیّت کرنا شرط ہے۔ لیکن نیّت کو الفاظ میں ادا کرنا شرط نہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں اِمام اہلسنّت اِمام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ”نیّت قصدِ قلبی کا نام ہے، تلفظ اصلاً ضروری نہیں، نہایت کار مستحب ہے۔ (یعنی زبان سے الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں، زیادہ سے زیادہ اِسے مستحب کہہ سکتے ہیں) تو لفظ اِس (نماز) یا آج، درکنار، سرے سے کوئی حرف نیّت زبان پر نہ لایا تو ہرگز کسی طرح کا حرج بھی نہیں۔ قصدِ قلبی کی علمائے کرام نے یہ تحدید (حد) فرمائی ہے کہ نیّت کرتے وقت پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو فوراً بے تامل بتا دے اور شک نہیں کہ جو شخص نماز وقتی میں یہ بتا دے گا کہ مثلاً نماز ظہر کا ارادہ ہے۔ وہ یہ بھی بتا دے گا کہ آج کی ظہر۔ (جلد۳ص۳۲) محدّثین فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں نہیں آیا کہ رسولِ کریم ﷺ زبانِ مبارک سے نیّت فرماتے تھے، صرف اِسی قدر آیا ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرماتے۔ اگر اِس مقام پر زبان سے بھی آپ ﷺ نے پڑھا ہوتا تو محدّثین ضرور اُسے روایت کرتے۔ لہٰذا طریقہ سُنّت اور اتباع یہی ہے کہ دل کی نیّت پر اکتفا کیا جائے“۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱ص۱۸۶ مترجم)

مسائل: (۱) زبان سے کہہ لینے میں کسی بھی زبان کی تخصیص نہیں عربی، فارسی، اردو، انگریزی، پشتو، سندھی، سرائیکی یا پنجابی وغیرہ جس میں بھی چاہے نیّت کی جاسکتی ہے۔ (۲) فرض نماز میں نیّت فرض بھی ضروری ہے، مطلق نماز یا نفل وغیرہ کی نیّت کافی نہیں۔ (۳) فرض نماز میں یہ بھی ضروری ہے کہ اُس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر

کی نیّت کرے مثلاً آج کی یہ ظہر یا فرض کی نیّت وقت میں کریں (۴) نمازِ فرض میں یہ نیّت کی کہ آج کے فرض پڑھتا ہوں' کافی نہیں جب کہ کسی نماز کو معیّن نہ کیا۔ مثلاً کہے آج کی ظہر یا آج کی عشاء یا آج کی نمازِ عصر۔ (۵) نیّت میں تعدادِ رکعات بیان کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ افضل ہے۔ چونکہ نیّت کا تعلق دل سے ہے اگر دل میں ظہر کی نماز کی ادائیگی کی نیّت ہے اور یہ حقیقت دل کو معلوم ہے کہ ظہر کی چار رکعت فرض ہیں مگر منہ سے نکلا تین فرض نمازِ ظہر یا چار رکعتیں مغرب کی نیّت کی تو نماز ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت)

قضاء نماز کی نیّت:

جب کوئی نماز قضاء ہو جائے تو اُس کی ادائیگی میں دن اور نماز کا تعین ضروری ہے۔ مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز مطلقاً نمازِ ظہر یا مطلقاً قضاء نیّت میں کافی نہیں ہے۔

بہت زیادہ نمازیں قضاء ہوں تو:

اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں قضاء ہوں اور دن، تاریخ، مہینہ وغیرہ بھی یاد نہ ہو۔ تو اُس کے لئے آسان طریقۂ نیّت یہ ہے کہ دل میں کہہ لے (اور ساتھ زبان کی مطابقت کر کے کہے) کہ میرے ذمہ جو اِس سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز قضاء ہے تو وہ کہہ لے' میں پہلی نماز ادا کرتا ہوں یا سوویں نماز ادا کرتا ہوں اِس طرح ایک ایک کر کے کم ہوتی جائیں گی ایک کے بعد دوسری پھر تیسری پھر چوتھی قضاء ادا کرتا ہوں یا نماز نمبر ۹۹، ۹۸، ۹۷ ادا کرتا ہوں۔

مسائل: (۱) مقتدی کو اقتداء کی نیّت بھی ضروری ہے (یعنی یہ کہ پیچھے اِس اِمام کے (۲) اِمام کو نیّت اِمام، مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں۔ اُس کا اِمامت کے مصلیٰ پر کھڑا ہونا ہی نیّتِ امامتِ نماز ہے۔ (۳) اگر مقتدی یہ کہے جو نماز اِمام کی وہی نماز میری تو بھی درست ہے۔ (۴) اگر اِمام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں

معلوم نماز عشاء پڑھتا ہے یا تراویح تو اگر یوں اقتداء کی کہ اگر فرض ہے تو اِمام کی اقتداء کی، اگر تراویح ہے تو نہیں، عشاء ہو خواہ تراویح، اقتداء صحیح نہ ہوئی۔ ایسے مقتدی کو چاہیئے کہ فرض کی نیّت کرے اگر نماز فرض کی جماعت تھی تو فرض ہوئے، ورنہ نفل ہو جائیں گے۔

مخصوص نیّت:

ہر عمل کی مخصوص نیّت ہوتی ہے۔ اور بندے کا حصّہ اُس میں سے یہی ہے کہ اُس عمل کی نیّت کی۔ مثال کے طور پر اگر ایک عمل بہت سی نیتوں کا متقاضی (تقاضہ کرنے والا) ہو۔ چنانچہ اگر اپنے قریبی عزیز کو صرف اُس کے فقیر ہونے کی نیّت سے صدقہ دے، اُس کے قرابت دار ہونے کو ملحوظ نہ رکھے تو صرف صدقہ کا ثواب ملے گا، صلہ رحمی کا ثواب نہ ملے گا اور اگر صرف اُس کی رشتہ داری کا لحاظ کر کے اُسے کچھ دے، اُس کے فقیر اور محتاج ہونے کا لحاظ نہ کرے تو صرف صلہ رحمی کا ثواب پائے گا، صدقے کا ثواب نہ ملے گا۔ اگر دونوں کی نیّت کرے تو دونوں کا ثواب ملے گا۔

ایک عمل میں کئی نیتیں:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی صرف ایک عمل میں کئی نیتیں کر لینے کی بنا پر متعدد درجے کے ثواب کا حقدار اور مستحق ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوتا ہے اور اعتکاف کی نیّت بھی کر لیتا ہے تو اُسے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی مزید ثواب حاصل ہوگا۔

انتظارِ نماز:

ایک شخص مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے وقت سے پہلے آتا ہے اور نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے نماز کے انتظار کا ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَادَخَلَ الْمَسْجِدَ ، کَانَ فِیْ صَلاَۃٍ مَّا کَانَتِ الصَّلاَۃُ تَحْبِسُہ، وَالْمَلاَئِکَۃُ یُصَلُّونَ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَّادَامَ فِیْ مُصَلاَّہُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْہِ مَالَمْ یُحْدِثْ اَوْیَقُمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ لَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہ، لَا یَمْنَعُہ، اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَھْلِہٖ اِلَّا الصَّلٰوۃُ [۶۱]

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو وہ نماز ہی میں رہے گا جب تک نماز اُس کو روکے رکھے اور نماز کے انتظار میں تم میں سے جب کوئی اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہے تو جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے اُس کے لئے دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس کو بخش دے اور اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس پر رحم فرما۔ (پھر فرمایا) جب تم میں سے کوئی نماز کا انتظار کرتا ہے، جب تک نماز اُسے روکے رکھتی ہے، وہ شخص نماز ہی میں رہتا ہے اور اپنے گھر جانے سے اُسے صرف نماز ہی روکتی ہے''۔

یہ حدیث شریف مختلف الفاظ میں مختلف کتابوں میں ''کتاب الصلوٰۃ'' میں رقم ہے۔ نفسِ مضمون سب کا ایک جیسا ہے۔ انتظارِ نماز بھی نماز ہی ہے اور بندہ ہمیشہ نماز میں رہتا ہے جب تک اپنے مصلیٰ (نماز کی جگہ) پر نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔

مسجد میں اِس نیّت سے آنا کہ نماز پڑھنے کے ساتھ دیگر امورِ ثواب اور نیکیوں کو کماتا جائے۔ مثلاً:-

(۱) کان، آنکھ اور دوسرے اعضاء کو گناہوں اور ممنوعات سے محفوظ رکھا جائے (۲) مسجد میں صلاۃ وسلام اور داخل اور خارج ہونے کی دُعاؤں کی نیّت

---

[۶۱] ابوداؤد جلد ا ص ۷۴، ابن ماجہ ص ۵۸، مسلم جلد ا ص ۲۳۴، بخاری جلد ا ص ۹۰، ترمذی جلد ا ص ۷۵، صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۱۸۷، ۱۸۵، نسائی جلد ا ص ۱۲۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۲۴۔

کرنا۔(۳) تلاوتِ قرآنِ مجید اور ذکرِ الٰہی۔(۴) نمازِ فجر کے لئے مسجد میں جانا اور اشراق کی نیّت کر کے بیٹھنا اور اشراق پڑھ کر نکلنا حج وعمرہ کا ثواب پانا۔

حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَيَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ [۶۲] ''جو مسلمان فجر کی نماز باجماعت پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کرتا رہے یہاں تک سورج طلوع ہو جائے پھر (طلوعِ آفتاب کے بعد) دو رکعت (نفل) نمازِ (اشراق) پڑھے تو اُسے حج اور عمرہ کا پورا (یعنی پورے حج اور عمرہ) کا ثواب حاصل ہوگا۔ پورا پورا پورا''۔

درسِ قرآنِ مجید کی نیّت سے:

جو صاحبِ ایمان مسجد میں نماز کے علاوہ درسِ قرآنِ مجید کی نیّت سے داخل ہو گا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمت کے فرشتے اُسے اپنی رحمت کے پَروں میں چھپالیں گے۔

حدیث شریف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ

---

[۶۲] شرح السنۃ جلد۲ص ۲۹۷، مسند احمد جلد۱ص ۱۴۷، مجمع الزوائد جلد۲ص ۳۸، مسند ابوعوانۃ جلد۲ ص ۲۲، بخاری جلد۱ص ۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ص ۶۵، الترغیب والترہیب جلد۱ص ۲۹۶، مصنّف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۲۱۰، ترمذی حدیث نمبر ۵۸۶۔

الرَّحْمَةُ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ ۶۳ ’’اور جو کوئی قوم (یعنی صاحبِ ایمان قوم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآنِ (مجید) پڑھنے اور آپس میں درس وتدریس کے لئے جمع ہوتی ہے تو اُن پر دل کا چین اُترتا ہے اور اُنہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) انہیں اُس جماعت میں یاد فرماتا ہے جو اُس کے پاس ہے۔ جسے عمل پیچھے کردے اُسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا‘‘۔

مومن کی نیّت عمل سے بہتر:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ ۶۴ ’’مومن کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔‘‘

بعض اوقات دِل کے خلوص کی وجہ سے صرف نیّت بغیر عمل کے بھی عبادت ہے اور اِس پر بھی اجر وثواب ملتا ہے۔

نیّت کے درست نہ ہونے کا نتیجہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا۔ اُسے لایا جائے گا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس سے اپنی نعمتوں کا اقرار کروائے گا اور فرمائے گا اُس کے شکریہ میں تو نے کون سا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا‘ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا‘ یہاں تک کہ میں شہید ہوگیا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا‘ تو

---

۶۳ مسند احمد جلد۲ص ۲۵۲، ابن ماجہ ص ۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۴۲۵، شرح السنۃ جلد۱ص ۲۲۱، مسلم جلد۲ص ۳۴۵، مشکوٰۃ ص ۳۲، مجمع الزوائد جلد۸ص ۱۹۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۶۰، مستدرک حاکم جلد۱ حدیث نمبر ۴۸۳۔ ۶۴ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ص ۱۸۵، حلیۃ الاولیاء جلد۳ص ۲۵۵۔

جھوٹا ہے تو نے تو اِس لئے لڑائی کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے، تو وہ کہہ لیا گیا۔ پھر (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے حکم کی بنا پر: فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰٓی اُلْقِیَ فِی النَّارِ ''اُسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔'' پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآنِ مجید پڑھا۔ اُس سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نعمتوں کا اقرار کرایا جائے گا۔ وہ اقرار کرے گا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا تو نے شکریہ میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، علم سیکھا سکھایا اور تیری راہ میں قرآنِ (مجید) پڑھا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اِس لئے علم سیکھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے۔ اِس لئے قرآنِ مجید پڑھا کہ قاری کہا جائے، وہ کہہ لیا گیا۔ پھر حکم کی بنا پر اُسے اُوندھے منہ کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا اور وہ مرد جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے وُسعت عطا فرمائی اور ہر طرح کا مال بخشا، اُسے لایا جائے گا۔ اُس سے نعمتوں کا اقرار کرایا جائے گا۔ یہ اقرار کرے گا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا تو نے شکریہ میں کیا کیا؟ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہیں چھوڑی جہاں خرچ کرنا تجھے پیارا ہو مگر وہاں تیری خوشنودی کے لئے خرچ کیا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا' تو جھوٹا ہے تو نے یہ سخاوت اِس لئے کی تھی کہ تجھے سخی کہا جائے، وہ کہہ لیا گیا۔ پھر حکم ہوگا اور اِسے بھی اُوندھے منہ گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

رسولِ کریم ﷺ کا اِرشادِ مقدس کتنا جامع اور عظیم ہے۔ اِس میں نیّت کا خالص ہونا مقبولیت کی دلیل ہے۔ اِخلاصِ نیّت سے چھوٹا عمل بھی بڑا ہے اور نیّت کے خالص نہ ہونے پر بڑے سے بڑا عمل بھی برباد ہے۔

❁❁❁

تکبیرِ تحریمہ

تکبیر کے معنی ہیں ''اللہ اکبر کہنا''، تحریمہ کے معنی ''کسی چیز کو حرام کرنے کے ہیں''۔ تکبیرِ تحریمہ وہ تکبیر ہے جو نماز کو شروع کرنے کے لئے کہی جاتی ہے۔ جس کے ادا کرنے کے بعد کھانا پینا اور بولنا یہاں تک کہ ہر انسانی کلام حرام ہو جاتا ہے۔[1]

تکبیرِ تحریمہ حقیقتاً شرائطِ نماز سے ہے۔ امام الائمہ، کاشف الغمّہ، سراجُ الامّہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی تکبیرِ تحریمہ شرائطِ نماز میں سے ہے۔ چونکہ افعالِ (کام) نماز سے اِس کو بہت زیادہ اِتصال (یعنی ملاپ، قرب اور نزدیکی) ہے اِس وجہ سے فرائضِ نماز میں اِس کا شمار ہوا۔ نماز کی شرائط یعنی طہارت، سترِ عورت، استقبالِ قبلہ، وقت اور نیّت، تکبیرِ تحریمہ کے لئے شرائط ہیں یعنی تکبیرِ تحریمہ سے قبل مذکورہ بالا تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا اور کوئی شرط مفقود ہے (یعنی نہیں پائی جاتی) تو نماز نہ ہوگی۔

آغازِ نماز:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔[2]

''رسولِ کریم ﷺ جب نماز کے لئے اُٹھتے تھے تو قبلہ (شریف) کی طرف رُخ (انور) فرماتے اور دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرماتے۔ اِس تکبیر کو ''تکبیرِ تحریمہ'' کہتے ہیں۔ یہ نماز سے قبل شرط ہے اور نماز میں فرض ہے کہ اِسی سے نماز شروع ہوتی ہے۔

---

[1] بہارِ شریعت حصہ سوم باب شرائطِ نماز (تکبیرِ تحریمہ)۔ [2] ابن ماجہ ص ۵۸۔

اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اِمام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جس لفظ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی وتعظیم ہو اُس کے ساتھ نماز شروع کرنا جائز ہے اِس لئے تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا جاتا ہے کہ اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم وکبریائی کا بیان ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا [۳] ''اِمام اِس لئے بنایا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو''۔

حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ حدیث پاک کی روشنی میں بیان فرمایا ہے' ملاحظہ ہو:

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا کہ اِمام کی مُتابَعَت واجب ہے۔ لہٰذا اِمام کی تکبیرِ تحریمہ کے بعد مقتدی تکبیرِ تحریمہ کہے اگر اِمام کی تکبیرِ تحریمہ کہنے سے پہلے مقتدی نے تکبیرِ تحریمہ کہہ لی تو اُس کی نماز نہیں ہوگی۔ [۴]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَیَخْتِمُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّسْلِیْمِ [۵]

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر (تحریمہ) سے شروع کرتے اور قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے فرماتے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ

---

[۳] بخاری جلد۱ ص۱۰' مسند احمد جلد۲ ص۴۲۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۳۸' مصنف عبدالرزاق جلد۲ ص۴۶۰' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱' شرح السنۃ جلد۲ ص۴۱۰' مسلم جلد۱ ص۱۷۷' مشکوٰۃ ص۱۰۱۔
[۴] تفہیم البخاری جلد۱ ص۱۰۹۴۔ [۵] مشکوٰۃ ص ۷۵' شرح السنۃ جلد۲ ص ۱۸۵' مسلم جلد۱ ص ۱۹۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۱۱۳' حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص ۶۳' تفسیر قرطبی جلد۱ جز۱ ص ۶۷' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱ ص ۲۲۰۔

رَحْمَةُ اللّٰہِ پر نماز کو ختم فرماتے''۔

تکبیرِ نماز:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَ تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ [٦] ''طہارت نماز کی کنجی ہے' تحریم اِس کی تکبیر ہے اور سلام پھیرنا اِس کی تحلیل ہے''۔

نماز میں اِنسانی کلام جائز نہیں:

حضرت معاویہ بن حَکَم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يُصْلَحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ [٧] ''نماز میں لوگوں سے کلام کی کوئی چیز درست نہیں، سوائے اِس کے کہ تسبیح کہے۔ اللہ اکبر کہے اور قرآنِ (مجید) پڑھے''۔

ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اُٹھانا:

(۱) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا سب سے زیادہ حافظ ہوں۔ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ [٨] ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تو اپنے (نورانی) ہاتھ

---

[٦] ترمذی جلد ا ص ۵۴، دار قطنی جلد ا ص ۳۵۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۸۴، (عن محمد بن علی بن الحنفیہ)۔ [٧] مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴۸۔ ۴۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۶۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۹ ص ۴۰۳، حدیث نمبر ۹۴۸، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۲۱، (طبع جدید) مشکوٰۃ ص ۹۰' درمنثور جلد ا ص ۳۲۷، مرآۃ جلد ۲ ص ۱۲۹۔ [٨] مشکوٰۃ ص ۷۵' بخاری حدیث نمبر ۸۲۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۷۳۰۔

(مبارک) اپنے (بے مثل نورانی) کندھوں کے مقابل کرتے''۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ۹ ''رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے دونوں (نورانی) کندھوں (مبارک) کے مقابل اُٹھاتے''۔

(۳) نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا: اِذَا افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَھُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ ۱۰ ''(آپ ﷺ) جب نماز شروع فرمانے کے لئے تکبیر کہتے تو تکبیر کہتے وقت جب ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے تو دونوں ہاتھ (مبارک نورانی) کندھوں کے برابر آجاتے''۔

تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اُٹھانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا:

اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ یُکَبِّرُ ۱۱ ''جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر آجاتے پھر تکبیر (تحریمہ) فرماتے''۔

تکبیرِ تحریمہ کے لئے پہلے ہاتھ اُٹھانا پھر تکبیر کہنا:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّہٗ اَبْصُرُ

---

۹ مشکوٰۃ ص ۷۵' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۳۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۶۴' بخاری جلد ۱ ص ۱۰۲۔
۱۰ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۰-۱۱۱ نسائی جلد ۱ ص ۱۶۰، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۱۱، بخاری جلد ۱ ص ۱۰۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۶۸، مشکوٰۃ ص ۷۵۔

النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْہِ وَحَاذٰی اِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ ۱۲ ''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ (مبارک) کندھوں کے مقابل آ گئے اور اپنے (نورانی) اَنگوٹھوں کو کانوں (مبارک) کے مقابل کر دیا پھر تکبیر کہی''۔

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی اُنگلیوں کی کیفیّت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَبَّرَ لِلصَّلٰوۃِ نَشَرَ اَصَابِعَہٗ ۱۳

''رسولِ کریم ﷺ جب (نماز شروع فرمانے کے لئے) تکبیر فرماتے تو اپنی اُنگلیاں مبارک کھلی رکھتے (یعنی آپس میں ملا کر نہ رکھتے بلکہ کشادہ رکھتے)

دونوں ہاتھ بڑھا کر اُٹھانا:

حضرت سعید بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بنی زریق میں آئے اور اُنہوں نے بتایا: کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ مَدًّا ۱۴

''رسولِ کریم ﷺ نماز میں اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) آگے بڑھا کر (کانوں تک) اُٹھاتے تھے''۔

کانوں تک ہاتھ اُٹھانا:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ

---

۱۲ ابوداؤد جلد ا ص ۱۱۲، مشکوٰۃ ص ۷۶، نسائی حدیث نمبر ۸۸۲، مسلم حدیث نمبر ۳۹۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۷۸۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۵۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۵۸۔ ۱۳ ترمذی جلد ا ص ۵۴۔
۱۴ نسائی جلد ا ص ۱۶۱۔

حَتّٰی حَاذَتَا اُذُنَیْہِ ۱۵

''میں نے رسولِ کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی، تکبیر فرمائی اور اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی) کانوں (مبارک) تک اُٹھائے''۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا:

اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا اُذُنَیْہِ ۱۶

''(آپ ﷺ) جب تکبیر فرماتے تو اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے (مقدس) کانوں (مبارک) تک اُٹھاتے''۔

تکبیرِ تحریمہ کے وقت انگوٹھے کہاں ہونے چاہئیں؟

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکَادَ اِبْھَامَاہُ تُحَاذِیَ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ ۱۷ ''اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھائے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے (نورانی) انگوٹھے (مبارک) کانوں کی لَو تک پہنچ گئے''۔

مسئلہ: شرح ہدایہ میں ہے پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر تکبیر کہے۔ احناف کے نزدیک کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھائیں حتیٰ کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہوں اور اُنگلیوں کے سرے کانوں کی فروع کے برابر ہوں۔ صحیح مسلم میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب تکبیر (تحریمہ) فرماتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتیٰ کہ وہ کانوں کے برابر ہو جاتے۔ طحاوی شریف میں حضرت

---

۱۵ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۰۔ ۱۶ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۶۸، مشکوٰۃ ص ۷۶، بخاری حدیث نمبر ۷۳۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۵۹، مسند احمد جلد ۳ ص ۴۳۶۔ ۱۷ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۱۵۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے حتیٰ کہ دونوں اَنگوٹھے دونوں کانوں کی لَو کے قریب ہوتے۔ یہ تینوں روایات یوں متفق ہوتی ہیں کہ اَنگوٹھوں کے سرے دونوں کانوں کی لَو کے محاذی ہوں تو لازماً اُنگلیوں کے سرے کانوں کی فروع کے برابر اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں گی جیسا کہ اِمام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے۔ ۱۸

نماز کے اِفتتاح میں رفع یدین کرنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ ۱۹ ''میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو رفع یدین کیا۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک اپنے ہاتھ مبارک نہیں اُٹھائے''۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری سند کے ساتھ مروی حدیث شریف میں الفاظ ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ۲۰ ''جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے قریب تک اُٹھاتے پھر دوبارہ نہ اُٹھاتے''۔

حضرت اِمام کبیر علی بن دار قطنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''سنن دار قطنی'' میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں جس میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے، فرمایا: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ۲۱

---

۱۸ تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۰۹۴۔ ۱۹ ابوداؤد جلد ا ص ۱۱۶، دار قطنی جلد ا ص ۲۹۳۔ ۲۰ ابوداؤد جلد ا ص ۱۱۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۸۸، دار قطنی جلد ا ص ۲۹۳ حدیث نمبر ۲۱۔ ۲۱ دار قطنی جلد ا ص ۲۹۳ حدیث نمبر ۱۹۔

''میں نے رسولِ کریم ﷺ کو نماز شروع کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں پہلی تکبیر میں رفع یدین فرمایا''۔

ابوداؤد شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دو روایات ہیں ایک میں فقط لَا یَعُوْدُ[۲۲] کے الفاظ ہیں جبکہ دوسری حدیث شریف میں لَمْ یَرْفَعْهُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ[۲۳] کے الفاظ ہیں۔ جن کے معنی ہیں (۱) لَا یَعُوْدُ ''اعادہ نہ کیا''۔ یعنی پہلی بار تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ پھر ہاتھ نہ اُٹھائے۔ (۲) لَمْ یَرْفَعْهُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ ''پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اُٹھائے (صرف پہلی مرتبہ یعنی تکبیرِ تحریمہ میں ہی ہاتھ اُٹھائے)''۔

حضرت حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''مصنّف فی الاحادیث والآثار'' میں ''کتاب الصلوٰۃ'' کے باب نمبر ۵ کا عنوان مقرر کیا ہے۔ مَنْ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ اِس عنوان کے تحت پندرہ احادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں اور وضاحت کی ہے کہ کون لوگ اِن احادیث کے راوی ہیں جنہوں نے صرف ایک دفعہ تکبیرِ تحریمہ میں ''رفع یدین'' کرنے کی روایات بیان کی ہیں' پھر نماز میں کسی موقع پر ''رفع یدین'' نہیں کیے گئے۔ اُن حضرات کے یہ نام نمایاں ہیں۔ حضرت براء بن عازب' عبداللہ بن مسعود' علی' ابراہیم' قیس' ابن عباس' ابن ابی لیلیٰ' ابن عمر' الاسود اور علقمہ رضی اللہ عنہم۔ تمام روایات میں یہ حقیقت واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہی ''رفع یدین'' کیا جاتا تھا۔ باقی موقعوں پر ''رفع یدین'' کا عمل متروک ہو چکا ہے۔

حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ اِس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے لیکن اُنہوں نے اِسے غلط یا غیر صحیح نہیں لکھا۔ بلکہ ''رفع یدین'' نہ کرنے والی حدیث شریف کو حسن لکھا ہے اور لکھا ہے یَقُوْلُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ

---

۲۲ ابوداؤد جلد ا ص ۱۱۶-۲۳ ابوداؤد جلد ا ص ۱۱۷۔

وَالتَّابِعِیْنَ وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ وَ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ ۲۴ ''یعنی یہی کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا اور یہی قول ہے حضرت سفیان اور اہل کوفہ کا''۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھا ہے: اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَاٰی رَجُلاً یَّرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَالرُّکُوْعِ وَ عِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَہٗ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ تَرَکَہٗ وَ یُؤَیِّدُ النَّسْخُ مَا رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ بِاَسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۲۵ ''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا وہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے ''رفع یدین'' کر رہا تھا تو (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُس کو) فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ رسولِ کریم ﷺ پہلے یہ عمل کیا کرتے تھے پھر آپ ﷺ نے اِس کو ترک فرما دیا''۔ اِس سے پتا چلا کہ رکوع سے آگے پیچھے ''رفع یدین'' منسوخ ہے۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یا نبی کریم ﷺ کے عمل سے ایسا معلوم پڑتا ہے یا ثابت ہے وہ پہلا عمل ہے بعد میں منسوخ ہو گیا۔

عورت کہاں تک ہاتھ اُٹھائے؟

(۷) مصنّفِ ابنِ ابی شیبہ میں ہے ''عورت کہاں تک اپنے ہاتھوں کو بلند کرے''۔ فرماتے ہیں، ہم سے ہشیم نے حدیث بیان کی اُنہوں نے کہا، کہ ہم سے ہمارے شیخ نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا، میں نے حضرت عطا رحمہ اللہ تعالیٰ سے سُنا: سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَۃِ کَیْفَ تَرْفَعُ یَدَیْھَا فِی الصَّلٰوۃِ؟ قَالَ حَذْوَ ثَدْیَیْھَا ۲۶ ''اُن سے عورت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ نماز میں

---

۲۴ ترمذی جلد ا ص ۵۹۔ ۲۵ عمدۃ القاری جلد ۳ جز ۵ ص ۲۷۳ سطر نمبر ۱۷ تا ۲۲۔ ۲۶ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۲۷۰ (طبع جدید دار الفکر بیروت)۔

ہاتھوں کو کیسے بلند کرے؟ تو فرمایا عورت اپنے سینے تک ہاتھ بلند کرے''۔

دوسری روایت میں جو حضرت حمّاد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی، اِس طرح ہے: اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِی الْمَرْأَۃِ اِذَا اسْتَفْتَحَتِ الصَّلاَۃَ تَرْفَعُ یَدَیْھَا اِلٰی ثَدْیَیْھَا ۲۷ ''بے شک وہ عورت کے بارے میں کہتے تھے جب نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے تک بلند کرے''۔

تیسری روایت میں ہے یہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت عطا رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا: تُشِیْرُ الْمَرْأَۃُ بِیَدَیْھَا بِالتَّکْبِیْرِ کَالرَّجُلِ قَالَ لَا تَرْفَعُ بِذٰلِکَ کَالرَّجُلِ وَ اَشَارَ فَحَفَضَ یَدَیْہِ جِدًّا وَّ جَمَعَھُمَا اِلَیْہِ جِدًّا وَّ قَالَ اِنَّ لِلْمَرْاَۃِ ھَیْئَۃً لَّیْسَتْ لِلرَّجُلِ وَ اِنْ تَرَکَتْ ذٰلِکَ فَلاَ حَرَجَ ۲۸ ''عورت تکبیر کے وقت اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرے گی جیسے مرد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: عورت مردوں کی طرح ہاتھوں کو بلند نہیں کرے گی پھر اُنہوں نے اشارہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو بہت پست کیا اور دونوں کو بہت زیادہ اکٹھا کیا (یعنی قریب کیا' جوڑا' ایک اُنگوٹھے کی جڑ کو دوسرے اُنگوٹھے کی جڑ سے ملایا) اور کہا عورت کی ہیئت مَردوں کی طرح نہیں ہے اور اگر عورت اِس ہیت کو چھوڑ بھی دے تو حرج نہیں ہے''۔

چوتھی روایت میں یہ ہے' حضرت عاصم الاحول رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت حفصہ بنت سرین رحمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ کَبَّرَتْ فِی الصَّلاَۃِ وَ اَمَاَتْ حَذْوَ ثَدْیَیْھَا وَ وَصَفَ یَحْیٰی فَرَفَعَ یَدَیْہِ جَمْعًا ۲۹ ''آپ نے نماز میں (نماز کے لئے) تکبیر کہی اور اپنے سینے تک اشارہ کیا اور اِس وصف کو یحییٰ نے بیان کیا پھر اپنے ہاتھوں کو اکٹھے (جوڑ کر) بلند کیا''۔

---

۲۷ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۲۷۰۔ ۲۸ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۲۷۰۔ ۲۹ ایضاً۔

قیام

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (البقرہ:۲۳۸) ''اور اللہ (عزوجل) کے حضور ادب سے کھڑے ہو''۔

''قُوْمُوْا'' سے مراد نماز کا قیام ہے اور ''قٰنِتِيْنَ'' ''قُنُوْتٌ'' سے بنا ہے جس کے معنی ہیں خاموشی، سکون، خشوع وخضوع اور اِطاعت۔ قَامَ قِيَامًا۔ کھڑا ہونا، متوازن ہونا۔

اَقَامَ سے مراد ہے ''درست اور سیدھا کیا، کھڑا کیا''۔

قَامَ يَقُوْمُ قِيَامًا فَهُوَ قَائِمٌ = کھڑا ہونا۔

قَائِمٌ کی جمع (بھی) ''قیام'' آتی ہے۔

قیام کے معانی:

کسی شخص کا تسخیری طور پر یا اپنے اِرادے سے کھڑے ہونا' قَوَّمَ الشَّيْءَ کے معنی ہیں کسی چیز کو صحیح طور پر برابر اور ہموار کر دینا یا درست کر دینا۔

قبلہ رو قیام:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ[1] ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے قیام فرماتے تو رُخِ انور قبلہ شریف کی طرف فرماتے''۔

لمبا قیام:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ابن ماجہ ص ۵۸' قرطبی جلد ا ص جز ا ص ۱۲۳۔

فرمایا: اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ [۲]

''بہترین نماز (وہ ہے جس میں) قیام لمبا ہو''۔

معذور کیسے نماز پڑھے؟

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھے ناسور کا عارضہ تھا، میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا (کہ کیسے ادا کروں)؟: فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِداً، فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ قَاعِدًا فَعَلٰی جَنْبٍ [۳]

''تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ، اگر بیٹھ کر بھی پڑھ نہ سکے تو کروٹ کے بل پر لیٹ کر پڑھ''۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حدیث مبارکہ سنی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوۃِ فَاَتَیْتُہٗ فَوَجَدْتُّہٗ یُصَلِّیْ جَالِساً فَوَضَعْتُ یَدِیْ عَلٰی رَأْسِیْ فَقَالَ مَالَکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِداً نِصْفُ الصَّلٰوۃِ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ قَاعِدًا قَالَ اَجَلْ وَلٰکِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ [۴]

---

[۲] مسلم جلد ا ص ۲۵۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸، مشکوۃ ص ۷۶، مرآۃ جلد ۲ ص ۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۳۸۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۲۱، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۲۔ [۳] ابن ماجہ ص ۸۷، ترمذی جلد ا ص ۸۵، ابوداؤد جلد ا ص ۱۴۴، بخاری جلد ا ص ۱۵۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۲۶، تلخیص الحبیر جلد ا ص ۲۲۵، دار قطنی جلد ا ص ۳۸۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۰۴۔ [۴] مسند احمد جلد ۲ ص ۲۰۳، ابوداؤد جلد ا ص ۱۴۴، دارمی جلد ا ص ۲۲۱، صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۲۳۶ مختصراً، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۵۰۵، مسلم جلد ا ص ۲۵۳، نسائی جلد ا ص ۲۴۵، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۰۵۔

''بیٹھ کر نماز پڑھنا' آدھا ثواب رکھتا ہے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ کو بیٹھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، میں نے اپنے سر پر اپنا ہاتھ رکھا (تعجب سے) آپ ﷺ نے پوچھا! اے عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے کسی نے بیان کیا ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے حالانکہ رسول کریم ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں سچ ہے، لیکن میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں''۔ مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی پورا ثواب ہے۔ یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

کھڑے ہو کر نماز پڑھنا:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَلَاتُهُ قَائِمًا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا وَصَلَاتُهُ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَائِمًا وَصَلَاتُهُ نَائِمًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا۔ [۵]

''اُس کا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنا، کھڑے ہونے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے اور لیٹ کر پڑھنے میں بیٹھ کر پڑھنے کا آدھا ثواب ملتا ہے''۔

نوٹ: قیام پر قدرت کے باوجود نوافل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بیٹھ کر نماز پڑھے گا اُس کے لئے آدھا اجر ہے۔ یہ تندرست آدمی کے لئے ہے اور جسے کچھ عذر ہو اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو اُس

---

[۵] ابوداؤد جلد اص ۱۴۴، شرح السنۃ جلد۲ص ۵۰۳، ترمذی جلد اص ۸۵، مسند احمد ۴ص ۴۴۳۔۴۴۲۔۴۳۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۳۰۸۔۳۹۱، نسائی جلد اص ۲۴۵، ابن ماجہ ۸۵، بخاری جلد اص ۱۵۰۔

کے لئے پورا ثواب ہے۔ کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی مثل۔ ۶

بوڑھوں کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا:

(۱) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے دیکھا جب حضور ﷺ کی (طبعی) عمر زیادہ ہوگئی، اُس وقت آپ ﷺ بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھنے لگے تو آپ ﷺ بیٹھے بیٹھے قرأت کیا کرتے۔ جب کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔ ۷

(۲) حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ قَاعِدٌ قَالَتْ نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ ۸ ”کیا رسول کریم ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا! ہاں جب لوگوں نے آپ ﷺ کو بوڑھا کر دیا“۔

حضور ﷺ کا وصال سے ایک سال قبل بیٹھ کر نماز پڑھنا:

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى فَكَانَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا ”میں نے رسول کریم ﷺ کو بیٹھ کر نفل پڑھتے نہیں دیکھا لیکن وفات شریف سے ایک سال پہلے آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے“۔ ۹

آدھا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں بیٹھ کر

---

۶ ترمذی جلد ۱ ص ۸۵۔ ۷ نسائی جلد ۱ ص ۲۴۴۔ ۸ نسائی جلد ۱ ص ۲۴۵۔ ۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۴۵

(نفل) نماز پڑھ رہا تھا تو رسول کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: صَلاَ ۃُ الْجَالِسِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلاَ ۃِ الْقَائِمِ [۱۰]

''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے (کے مقابلہ میں) آدھا ثواب ملتا ہے''۔

اِسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: صَلاَ ۃُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلاَ ۃِ الْقَائِمِ [۱۱]

''بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے''۔

آج کل کیا ہو رہا ہے؟

آج کل بعض حضرات ذرا سی بے طاقتی، مرض یا بڑھاپے میں سرے سے ہی بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں حالانکہ اولاً اِن میں بہت سے ایسے ہیں کہ اگر ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اِس طرح نہ اُن کا مرض بڑھے اور نہ ہی کوئی نیا مرض لاحق ہوگا' نہ گر پڑنے کا خطرہ ہوگا اور نہ ہی دورانِ نماز سر وغیرہ میں کوئی سخت تکلیف ہوگی۔ صرف تھوڑی سی محنت اور مشقت ہے۔ یہ بات مشاہدے کی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ضعف اور مرض کی وجہ سے فرض بیٹھ کر پڑھے۔ وہی لوگ باتیں کرنے کے لئے اُتنی دیر کھڑے رہتے ہیں کہ جتنی دیر میں دس بارہ رکعتیں آسانی سے ادا ہو سکتی ہیں۔ ایسی حالت میں ہرگز بیٹھنے کی اجازت نہیں بلکہ

---

[۱۰] ابن ماجہ ص ۸۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۹۲، جلد ۶ ص ۶۲، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۴۹۔ [۱۱] ابن ماجہ ص ۸۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۹۳، جلد ۳ ص ۴۲۵، جلد ۶ ص ۶۱۔ ۱۷۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۹۱، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۴۹، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۲۳۶، المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۵۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۲۳۶، دار قطنی جلد ۱ ص ۲۹۷۔

فرض ہے کہ پورے فرض کھڑے ہوکر ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۳ص ۷۵)

عصاء اور دیوار کا سہارا:

ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصاء کے سہارے سے یا کسی آدمی، خواہ دیوار پر تکیہ لگا کر ساری یا کچھ نماز میں قیام پر قادر ہے تو اُس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اُس تکیے یا سہارے کے ذریعہ سے کر سکے کرے، ساری نماز یا نماز کا کچھ حصّہ۔ ورنہ صحیح مذہب میں بیٹھ کر اُس کی نماز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۳ص ۷۵)

مسائل (۱): جو شخص بوجہ عذر بیماری کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا لیکن اِس قدر طاقت ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہہ سکتا ہے تو اُس پر لازم ہے کہ کھڑے ہوکر تکبیرِ تحریمہ کہے۔ جب قدرت نہ ہو، بیٹھ کر تکبیرِ تحریمہ کہہ لے، یہی صحیح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۳ص ۷۴)۔ (۲) جس شخص کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آتا ہو یا زخم بہتا ہو اور بیٹھنے سے نہیں تو اُس کے لئے گنجائش ہے کہ بیٹھ کر پڑھے۔ (۳) اگر اِتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جانے کے بعد کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے گا اور اگر گھر میں پڑھے تو کھڑا ہوکر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے۔ جماعت میّسر ہو تو جماعت، ورنہ تنہا۔ (۴) فرض و وتر و عیدین و جمعہ و سنّت فجر میں قیام فرض ہے جو نمازی بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔ (بہارِ شریعت حصہ سوئم)

قیام میں ہاتھ باندھنے کا انداز:

حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے راوی ہیں، فرماتے ہیں، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ[۱۲] ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اِمامت کرواتے تو (تکبیرِ تحریمہ کے بعد قیام کی حالت

---

[۱۲] ترمذی جلد۱ص ۵۹، ابن ماجہ ص ۵۹، مشکوٰۃ ص ۷۶۔ شرح السنۃ جلد۲ص ۱۹۳، مسند احمد جلد۵ ص ۲۲۶۔

میں) اپنا بایاں (نورانی) ہاتھ دائیں (نورانی) ہاتھ سے پکڑتے تھے"۔

حضرت حسن بن علیؓ ابوالولید زائدہ عاصم بن کلیب سنداً ومعناً اسی طرح روایت کرتے ہیں: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغَ وَالسَّاعِدَ [۱۳] "پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں (نورانی) ہاتھ (مبارک) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور پنجے اور کلائی پر رکھا"۔ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح رکھے کہ دائیں ہاتھ کی چھنگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی (گٹے) کا گھیرا کرے۔

تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد ہاتھ کہاں باندھیں؟

حضرت نعمان بن سعد رضی اللہ عنہ سے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: اِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلاةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ [۱۴] "یہ نماز کی سُنّت میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے"۔

حضرت ابو جذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِى الصَّلاَةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ [۱۵] "نماز میں ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنا یہ نماز کی (سنتوں میں سے) سُنّت ہے (اور اس طرح ہاتھ باندھیں جائیں کہ) ناف کے نیچے ہوں"۔

تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِىْ جَمَاعَةٍ يُّدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ

---

[۱۳] مسند احمد جلد۵ ص۲۲۶، شرح السنۃ جلد۲ ص۱۹۳-[۱۴] دار قطنی جلد۱ ص۲۸۶-[۱۵] دار قطنی جلد۱ ص۲۸۶-

اَلْاُوْلٰی کُتِبَ لَهٗ بَرَاءَ تَانِ بَرَاءَ ةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَ ةٌ مِّنَ النِّفَاقِ ۱۶

''جس نے چالیس دن اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضا کے لئے باجماعت نماز پڑھی اور تکبیرِ اولیٰ حاصل کرتا رہا اُس کے لئے دو آزادیاں ہیں۔ (۱) دوزخ کی آگ سے آزادی اور (۲) منافقت سے آزادی۔''

مسئلہ: جو شخص تکبیر کے تلفظ ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو اُس پر تلفظ واجب نہیں' دل میں اِرادہ کافی ہے۔

مسئلہ: پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔

مسئلہ: اِمام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی (یعنی آواز نہ آئی) تو اگر غالب گمان ہے کہ (تکبیر) اِمام سے پہلے کہی تو نماز نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ اِمام سے پہلے نہیں کہی تو ہو جائے گی۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو احتیاط ہے کہ دونوں طرف سلام پھیر کر دوبارہ تکبیر تحریمہ کہے۔ (بہارِ شریعت جز ۳)

نماز ایک ایسی اہم اور روزانہ کی خصوصی عبادتِ الٰہیہ ہے کہ جو فرض ہونے کے بعد مختلف تبدیلیوں کے مراحل سے گزرتی رہی ہے۔ اِن تمام مراحل کا ذکر کتبِ احادیث مبارکہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ نماز فرضِ عین ہے۔ ہر عاقل' بالغ' مرد اور عورت کلمہ گو مومن پر فرض ہے۔ جب تک انسان زندہ ہے (جنون، پاگل پن اور بے ہوشی سے بچا ہو) مسافر ہو، لاغر ہو، بیمار ہو، گھر میں یا ہسپتال میں، میدانِ جنگ میں ہو یا امن کے باغ میں۔۔۔۔ کسی وقت بھی نماز کی معافی نہیں۔

صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرنا:

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً مَعَ تَکْبِیْرِ الْاِفْتِتَاحِ ۱۷

---

۱۶ ترمذی جلد ا ص ۵۴' مشکوٰۃ ص ۱۰۲۔ ۱۷ ترمذی جلد ا ص ۵۹، ابوداؤد جلد ا ص ۱۱۶۔

’’حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں؟ پس آپ نے نماز پڑھی، اُس میں سوائے تکبیرِ تحریمہ کے کسی موقع پر اور کسی رکن کی ادائیگی کے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے‘‘۔ اِسی حدیث شریف کو اِمام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیرِ بَابُ مَنْ لَّمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ (یعنی رکوع کے وقت ہاتھ نہ اُٹھانے کے باب کے) بیان میں نقل فرمایا ہے۔ اِس حدیث شریف کی حضرت ابنِ حصین رضی اللہ عنہ نے توثیق کی اور حسن کہا ہے، اِس حدیث شریف کو۔

اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ’’حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف حسن ہے اور یہی کہتے ہیں اہلِ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور یہی قول ہے تابعین کا اور یہی قول ہے حضرت سفیان (رحمہ اللہ تعالیٰ) اور اہلِ کوفہ کا۔ یہ روایت اعلیٰ درجہ کی معتبر، مستند اور ہر عِلّت اور جرح سے سالم ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ (معتبر) ہیں۔ [۱۸]

اِس روایت کے پہلے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو بچپن سے (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) وصال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ اور رفع یدین:

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن نسائی کے حصّہ ’’كِتَابُ الصَّلٰوة‘‘ میں وہ تمام احادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں جن میں نماز کے مختلف ارکان میں رفع یدین کرنے اور ترک کرنے کا ذکر ہے، سوائے نماز کے اِفتتاح کے۔ اُن موقعوں کا ذکر جن موقعوں پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:۔

۱۔ نماز کے اِفتتاح میں۔
۲۔ رکوع میں جاتے وقت۔

---

[۱۸] ترمذی جلد ا ص ۵۹۔

۳۔ رکوع سے اُٹھتے وقت۔
۴۔ سجدہ میں جاتے وقت۔
۵۔ دوسجدوں کے درمیان۔

رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کرنے والی اَحادیثِ مبارکہ کے راوی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

یہ راویان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے (نورانی) کندھوں (مبارک) تک اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے۔ اِسی طرح جب رکوع فرماتے اور رکوع سے اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی) کندھوں تک اُٹھاتے۔ اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا حضرات سے اَحادیثِ مبارکہ نقل کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت ترک رفع یدین کی حدیث شریف نقل کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کیا میں تمہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ پھر وہ کھڑے ہوئے فَرَفَعَ یَدَیهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ [19] ''اُنہوں نے پہلی مرتبہ تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور پھر (ساری نماز میں) ہاتھ نہ اُٹھائے''۔

پھر اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنے والی اَحادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں جن کے راوی حضرت وائل بن حجر، حضرت مالک بن حویرث اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ تینوں راوی فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اُٹھتے وقت کانوں تک، کانوں کی لَو تک یا کندھوں تک

---

[19] نسائی جلد ا ص ۱۵۸۔

ہاتھ اُٹھاتے تھے۔ بعد ازیں اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھا ہے:
اَلرُّخْصَةُ فِیْ تَرْکِ ذَالِک [۲۰] یعنی ''رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین ترک کرنے کی اجازت''۔

رفع یدین ترک کرنے والی حدیث مبارکہ کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

سجدہ میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع یدین کرنا:

اِس باب میں اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے تین احادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں، جن میں اِس بات کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے اُٹھتے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ اِن اَحادیثِ مبارکہ کے بعد اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھا ہے ''بَابُ تَرْکِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ السُّجُوْدِ'' سجود کے وقت رفع یدین ترک کرنے کا باب'' اِس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اِفتتاح میں رفع یدین فرماتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت۔ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ [۲۱] اور سجدوں میں ایسا نہ کرتے (یعنی رفع یدین نہ فرماتے۔)

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری سند سے جو الفاظ بیان فرمائے ہیں، وہ اِس طرح ہیں وَکَانَ لَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ فرماتے''۔

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے اُٹھتے وقت رفع یدین والی حدیث شریف بھی نقل کی ہے اور ترکِ رفع یدین والی حدیث شریف بھی نقل کی ہے۔ آج وہ لوگ جو نمازوں میں رفع یدین کرتے ہیں، اُنہیں

---

[۲۰] نسائی جلد ا ص ۱۶۱، نسائی جلد ا ص ۱۶۵۔ [۲۱] نسائی جلد ا ص ۱۶۵۔

سجدوں میں بھی رفع یدین کرنا چاہئے کیونکہ جو صحابی رضی اللہ عنہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرنے والی حدیث شریف کے راوی ہیں، وہی سجدوں میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع یدین کرنے والی حدیث شریف کے بھی راوی ہیں یعنی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب کہ دوسری طرف سجدوں میں رفع یدین کے ترک کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو لوگ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین کی حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہیں۔ جبکہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت ترک رفع یدین کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور سجدہ میں ترک رفع یدین کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ رفع یدین کرنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سجدہ میں ترک رفع یدین کی بات مانتے ہیں مگر رکوع میں آتے جاتے ترک رفع یدین کی بات نہیں مانتے، کیسی بات ہے؟ ایک ہی راوی کی ایک بات تسلیم ہے اور دوسری بات سے انکار ہے۔ کیا اِسے تفقہ فی الحدیث کہتے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کون ہیں؟

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہمیں بتاؤ لوگوں کی بہ نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے طور طریقہ میں کون زیادہ قریب تھا؟ تاکہ ہم اُن سے دین سیکھیں اور احادیثِ مبارکہ سنیں۔

قَالَ كَانَ اَقْرَبَ النَّاسِ هَدْيًا وَ دَلًّا وَّسَمْتًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ابْنُ مَسْعُوْدٍ (رضی اللہ عنہ) حَتّٰى يَتَوَارٰى مِنَّا فِيْ بَيْتِهٖ وَ قَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ هُوَ مِنْ اَقْرَبِهِمْ اِلَى اللّٰهِ زُلْفًا [۲۲]

---

[۲۲] ترمذی جلد۲ص ۲۲۱۔

’’تو اُنہوں نے کہا‘ لوگوں کے مقابلہ میں رسولِ کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب‘ اطوار و انداز اور خصائل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ رسولِ کریم ﷺ کے گھریلو حالات سے آگاہ ہوتے تھے، ایسی مقدس باتیں جن سے ہم واقف نہیں ہوتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے۔ رسولِ کریم ﷺ کے جو اصحاب محفوظ ہیں‘ اُن میں اُمّ عبد کا بیٹا یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ ان سب سے زیادہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے قریب ہے: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

’’یہ حدیث (پاک) حسن صحیح ہے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَّعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَ تَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ [۲۳]

’’میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیروی کرو اور (حضرت) عمار (رضی اللہ عنہ) کی خصلت اختیار کرو اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی وصیت اور نصیحت پر چلو۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ [۲۴]

’’رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: چار اشخاص سے قرآنِ مجید سیکھو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت سالم مولیٰ

---

[۲۳] ترمذی جلد۲ ص ۲۲۱‘ مسند احمد جلد۲ ص ۳۸۲‘ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ ص ۱۲۰‘ مستدرک حاکم جلد۳ ص ۷۵‘ مجمع الزوائد جلد۹ ص ۵۳‘ شرح السنۃ جلد۷ ص ۱۹۵۔ [۲۴] ترمذی جلد۲ ص ۲۲۱، مسند احمد ص ۱۹۱۔۱۹۰، مجمع الزوائد جلد۹ ص ۵۲۔۳۱۱، مسلم جلد۲ ص ۲۹۳، مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۲۲۵، قرطبی جلد۱ جزا حدیث نمبر ۵۸۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ سے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے بشارت دی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّقْرَاءَ الْقُرْآنَ غَضًّا کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَاْہُ عَلٰی قِرَاَۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ ۲۵

''جس کو یہ پیارا لگے کہ قرآنِ مجید تر و تازہ پڑھے جیسا اُترا ہے یعنی بغیر تغیر و تبدّل کے تو ابنِ امِ عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود) رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھے''۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بن یزید سے روایت ہے، اُنہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے ہم اور ہمارے بھائی یمن سے آئے اور ہم اکثر اوقات یہی دیکھتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے ایک شخص (فرد) ہیں۔ اِس لئے ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اُن کی اور اُن کی والدہ کی آمد و رفت دیکھتے۔ ۲۶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا گھر میں آنے کے لئے اذن اتنا ہی ہے کہ پردہ اُٹھاؤ اور میری آواز سنو اور چلے آؤ جب تک میں تمہیں منع نہ کروں''۔ ۲۷

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَوْ کُنْتُ مُسْتَخْلِفًا اَحَدًا مِّنْھُمْ عَنْ غَیْرِ مَشُوْرَۃٍ لَاسْتَخْلَفْتُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ** ۲۸ ''اگر میں کسی کو امیر مقرر کرتا اُن میں سے بغیر مشورہ کے تو میں امیر مقرر کرتا (حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو جو بیٹے ہیں اُمِّ عبد کے۔ (یعنی کسی لشکر خاص پر امیر بنانا مقصود ہے)۔

---

۲۵ مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۲۲۷، ابن ماجہ ص ۱۳ حدیث نمبر ۱۳۸، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۸۸، مسند احمد جلد ۱ ص ۴۴۵۔ ۲۶ ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۱۔ ۲۷ ابن ماجہ ص ۱۳۔ ۲۸ ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۱ و حاشیہ نمبر ۵، ابن ماجہ ص ۱۳، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۰۸۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے ایمان لائے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ اِسلام کے چھٹے صاحب ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے صرف پانچ آدمی اِسلام لائے تھے۔حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم تھے۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبِ اِسرار تھے،سفر میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک،مسواک شریف اور وضو شریف کا برتن مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتا تھا۔بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا میں اپنی اُمت کے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پسند کریں۔اَخلاق،عادات اور طور طریقہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتے جلتے تھے۔دُبلے،دراز قد،گندمی رنگ تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت بلکہ شروع خلافتِ عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے۔پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آ گئے۔وہاں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی۔جنت البقیع میں دفن ہوئے۔خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے آپ سے اَحادیثِ مبارکہ لیں۔ ۲۹

تکبیرِ تحریمہ کے بعد کیا پڑھنا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیرِ تحریمہ اور قرأت کے درمیان کسی قدر خاموش رہتے تھے- میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیرِ تحریمہ اور تلاوت کے درمیان خاموشی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں کیا فرماتے ہیں؟ (کیا پڑھتے ہیں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اِس میں پڑھتا ہوں۔

(۱) اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ

---

۲۹ مشکوٰۃ ص ۶۰۹۔

اَلْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ۳۰ ''الٰہی میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری کر دے جیسی تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دُوری کی ہے۔ الٰہی مجھے خطاؤں سے ایسے پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ الٰہی میری خطائیں پانی اور برف اور اُولوں سے دھو دے۔'' (یعنی مجھے اپنی مغفرت اور رحمت کے ٹھنڈے پانی سے غسل دے دے جس سے طہارت بھی حاصل ہو۔

اِن جیسی تمام دُعاؤں میں ہم لوگوں کو تعلیم دینا مقصود ہے اور اپنی طرف سے بارگاہِ ربِّ ذوالجلال میں اظہارِ نیازمندی کا بہترین نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ ہر طرح طیّب و طاہر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی شان بہت بلند و بالا ہے۔ آپ ﷺ وَیُزَکِّیْھِمْ کی شان رکھتے ہیں' نگاہِ کرم سے پاک فرماتے ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ''نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے'' تو کہتے:

(۲) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ ۳۱ ''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو پاک ہے' اور ساتھ تیری تعریف کے' تیرا نام برکت والا ہے' تیری شان اونچی ہے' تیرے سوا کوئی

---

۳۰ بخاری جلد ۱ ص ۱۰۳' مشکوٰۃ ص ۷۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۹۵' دارمی جلد ۱ ص ۲۸۴' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۶' قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۸۳' ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۲۰' مسلم جلد ۱ ص ۲۱۹' دارقطنی جلد ۱ ص ۳۳۶' نسائی جلد ۱ ص ۱۴۲' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۹۸' ابن ماجہ ص ۵۹- ۳۱ مشکوٰۃ ص ۷۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۲، ۲۴۳۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۷۷۵، ۷۷۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۰۴، ۸۰۶، نسائی جلد ۱ ص ۱۴۳، دارمی جلد ۱ ص ۲۸۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۵، ۳۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۳۳، مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۲۳۵، دارقطنی جلد ۱ ص ۲۹۸، مصنّف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۵۵۷، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۲۳۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۹۷، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۷، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱۔

عبادت کے لائق نہیں‘‘۔

نبی کریم ﷺ ہر فرض نماز اور نفل نماز اِس (ثناء) سے شروع فرماتے تھے۔ فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اِس پر عمل ہے۔ بڑے بڑے علمائے اُمّت اور فقہائے عظام، جلیل القدر ائمہ کرام اِمام اعظم ابوحنیفہ، سفیان ثوری، اِمام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ تعالیٰ، اِسی پر عامل تھے، تابعینِ عظام کا بھی یہی معمول تھا۔ یہ حدیث شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر بن مطعم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بہت سی اَسناد سے مروی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ائمہ مجتہدین اور علمائے اُمّت کے عمل سے قوی ہے، صاحبِ مسلم نے اِسے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تکبیرِ تحریمہ کے بعد اِمام کا تھوڑی دیر کے لئے چپ رہنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ لَهٗ سَكْتَةً اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ** [۳۲] ’’رسولِ کریم ﷺ نماز شروع کرنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے چپ رہتے تھے‘‘ (اِس میں ثناء اور تعوّذ و تسمیہ پڑھتے تھے)۔

نماز میں قیام کے وقت دو سکتے:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَ سَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَصَدَّقَهٗ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ** [۳۳] ’’میں نے نبی کریم ﷺ سے دو سکتے یاد رکھے، ایک سکتہ

---

[۳۲] نسائی جلد ۱ ص ۱۴۲-۱۴۳، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۹۹، ترمذی جلد ۱ ص ۵۹، ابن ماجہ ص ۶۱، مشکوٰۃ ص ۷۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۷۷۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۷۔

(خاموشی) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد اور دوسرا سکتہ (خاموشی) غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ سے فارغ ہوتے وقت۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی"۔

ثناء کے بعد تعوّذ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کے لئے اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہتے، اِس کے بعد ثناء پڑھتے: سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ ..... پھر اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ مِنۡ ھَمۡزِہٖ وَ نَفۡخِہٖ وَ نَفۡثِہٖ [۳۴] "میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے' اُس کے تکبر سے' اُس کی شرارتوں سے اور اُس کے وسوسوں سے"۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شیطان کا نفخ تکبر ہے نفث شر اور ہمزہ وسوسہ ہے۔

تعوّذ:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ

تعوذ کا معنٰی ہے "پناہ حاصل کرنا"۔ ثناء پڑھنے کے بعد منفرد (جو بغیر جماعت کے اکیلا نماز پڑھے) اور اِمام کو چاہئے کہ پست آواز سے تعوّذ یعنی اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ پڑھے۔ (مطلب یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ لاشریک میں عرض کرے کہ میں شیطانی داؤ سے بچنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ مقتدی (وہ شخص جو اِمام کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے) ثناء پڑھ کر

---

[۳۴] ترمذی جلد ا ص ۵۷' مشکوٰۃ ص ۷۸' ابن ماجہ ص ۵۹' مسند احمد جلد ۴ ص ۸۵-۸۰' مستدرک حاکم جلد ا ص حدیث نمبر ۲۳۵' ابوداؤد حدیث نمبر ۷۶۴' شرح معانی الآثار جلد ا ص ۱۴۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۰۷۔

خاموش ہو جائے اِس لئے کہ جس نے تلاوتِ قرآنِ پاک کرنی ہے اُس نے تعوّذ پڑھنا ہے چونکہ مقتدی اِمام کے پیچھے قرآن شریف نہیں پڑھتا اِس لئے وہ تعوّذ نہیں پڑھے گا مگر منفرد اور اِمام قرآنِ مجید کی قرأت سے پہلے تعوّذ پڑھے گا کہ ربّ ذوالجلال کا اِرشادِ عظیم ہے: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ (النحل:۹۸) ''جب تم قرآن مجید پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ حاصل کرلیا کرو''۔

تسمیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُسْمِعْنَا قِرَاءَةَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلّٰى بِنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُمَا ۳۵ ''رسولِ کریم ﷺ نے نماز پڑھائی تو ہمیں بِسْمِ اللّٰهِ کی آواز نہیں سنائی اور دونوں (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے نماز ہمیں پڑھائی اُن سے بھی ہم نے بِسْمِ اللّٰهِ کی آواز نہیں سنی (یعنی یہ سب عظیم القدر شخصیات اور حضرات بِسْمِ اللّٰهِ آہستہ پڑھتے تھے)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ كَانُوْا يَسِرُّوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۳۶ ''نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آہستہ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے''۔

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا

---

۳۵ نسائی جلد ا ص ۱۴۴، شرح معانی الآثار جلد ا ص ۱۴۸-۳۶ شرح معانی الآثار جلد ا ص ۱۴۹-

بِالتَّامِیْنِ ۳۷ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے''۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے، فرماتے ہیں، وَ قَلَّمَا رَاَیْتُ رَجُلًا اَشَدَّ عَلَیْهِ فِی الْاِسْلَامِ حَدَثًا مِّنْهُ فَسَمِعَنِیْ وَ اَنَا اَقْرَأُ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْحَدَثَ فَاِنِّیْ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ مَعَ عُمَرَ وَ مَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ رَجُلًا مِّنْهُمْ یَقُوْلُهٗ فَاِذَا قَرَأْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۳۸ ''میں نے اِسلام میں نئی بات پیدا کرنے والے پر اُن سے بڑھ کر کسی کو سخت نہیں پایا، اُنہوں نے مجھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے بیٹے اِسلام میں نئی بات پیدا کرنے سے بچو، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ لیکن میں نے اُن میں سے کسی سے یہ نہیں سنا (یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اونچی آواز سے پڑھنا)۔ لہٰذا جب قرأت کرو، تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے کرو''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ خَلْفَ عُمَرَ وَ لَمْ یَجْهَرْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۳۹ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی

---

۳۷ شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۱۵۰-۱۳۸ ابن ماجہ ص ۵۹، شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۱۴۸-
۳۹ شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۰۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۶۴، نسائی جلد ۱ ص ۱۴۴-

لیکن اُن میں سے کسی نے بھی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اونچی آواز سے نہیں پڑھی''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَبَا بَکۡرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثۡمَانَ کَانُوۡا یَفۡتَتِحُوۡنَ الصَّلٰوۃَ بِالۡحَمۡدِ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ [۴۰]

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ سے نماز کا آغاز کرتے تھے''۔

---

[۴۰] شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۰۵، بخاری جلد ا ص ۱۰۳، مسلم جلد ا ص ۱۷۲۔

اچھے میاں بیوی (حقوق زوجین)

تبصرہ: از حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری

پیشِ نظر نہایت تحقیقی، عملی، فکری، اصلاحی اور تعمیری کتاب مستطاب ''اچھے میاں بیوی'' (حقوقِ زوجین) حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی تصانیف میں شاہکار اور تاریخی اہمیت کی حامل ہے، اس میں موصوف نے مرد اور عورت کے شرعی اَحکام کو اِس محنت اور محبت سے قلم بند فرمایا ہے کہ اِس موضوع پر اتنی جامع، مفصّل، روح پرور، دلکش اور ایمان افروز کتاب میری نظر سے نہیں گزری جس میں ''حقوق زوجین'' پر اِس تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہو۔ سچی بات ہے کہ موصوف کی آسان، سہل اور حوالہ جات کے گل وگلزار سے مرصع جملہ کتابیں اِس لائق ہیں کہ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کے نصاب میں داخل ہوں۔ جن سے اِصلاح وفلاح کے مقاصد بڑی حد تک بآسانی پورے ہو سکتے ہیں۔ موصوف اِسلام کے قواعد وضوابط اور عقائد کو اتنے مضبوط طریقے سے قلمبند فرماتے ہیں کہ قاری جب پڑھنے لگتا ہے تو پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ عبارت، کلمات، حروف والفاظ میں فصاحت وبلاغت، دلکشی اور جملوں کی ترتیب کا حسن قاری کو گرویدہ بنالیتا ہے۔ (ہدیہ: 120 روپے)

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور

مطلقاً قرأت

سورۃ الفاتحہ شریف خلف الامام

''مطلقاً قرأت'' نماز کے فرائض میں سے ایک فرض ہے- فرض کی ادائیگی ایک ایسی آیتِ مبارکہ تلاوت کرنے سے ہو جاتی ہے جو تین آیاتِ مبارکہ کے برابر ہو جبکہ پوری سورۃ الفاتحہ شریف پڑھنا واجب ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

اَحناف کے نزدیک نماز میں سورۃ الفاتحہ شریف پڑھنی واجب ہے مطلقاً قرأت فرض ہے- ایک ایسی آیت مبارکہ کی تلاوت جو تین آیات مبارکہ کے برابر ہو، جیسے تین آیات والی سورت مثلاً سورۃ الکوثر۔

سورۃ الفاتحہ شریف فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں پڑھنی واجب ہے اور فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے علاوہ کوئی نہ کوئی سورت یا چند آیات مبارکہ ملانا واجب ہیں- سورۃ الفاتحہ شریف کا کسی دوسری سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے- امام اور منفرد کے لئے سورۃ الفاتحہ شریف پڑھنی واجب ہے- سورۃ الفاتحہ کی تمام آیات ایک ایک بار پڑھنی واجب ہیں-

شروع شروع میں امام اور مقتدی سبھی کو سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم تھا، پھر تعلیم و تربیت اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و پیروی میں عبادات میں تبدیلیاں ہوتی رہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے اَحکام کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرتے، جیسے اولاً مسلمان نماز میں باتیں بھی کرتے تھے، سلام بھی کر لیتے، سلام کہہ لیتے، جواب دے لیتے تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ اُتری : وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (البقرہ:۲۳۸) ''اور کھڑے ہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور ادب

سے''۔تو نماز میں اِنسانی کلام بند ہوگیا۔چنانچہ صحیح مسلم میں بَابُ تَحْرِیْمِ الْکَلَامِ فِی الصَّلٰوۃِ اور صحیح بخاری میں بَابُ مَایُنْھٰی مِنَ الْکَلَامِ فِی الصَّلٰوۃِ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' کُنَّا فِی الصَّلٰوۃِ یُکَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَہٗ وَھُوَ اِلٰی جَنْبِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی نَزَلَتْ وَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ فَاُمِرْنَا بِسُکُوْتٍ [1] ''ہم لوگ نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے' ہر ایک اپنے ساتھی سے نماز کی حالت میں گفتگو کر لیتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ پھر ہمیں خاموش رہنے کا حکم ہوا''۔

پھر جب یہ آیتِ مبارکہ اُتری:وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الاعراف:۲۰۴)''اور جب قرآنِ مجید پڑھا جایا کرے تو اُس کی طرف کان لگا دیا کرو اور چپ رہا کرو اِس امید پر کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر رحم فرمائے''۔تب اِمام کے پیچھے قرأت بالکل بند ہوگئی۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اِمام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِی الْمُصَنَّفِ وَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَبُوالشَّیْخِ وَ ابْنُ مَرْدَوِیَّۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ فِیْ طَرِیْقِ اَبِیْ عَیَاضٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانُوْا یَتَکَلَّمُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ [2] ''حضرت ابوعیاض (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے طریق سے (حضرت) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ لوگ نماز میں باتیں کر لیتے تھے' اِس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی''۔(رواہ ابن ابی شیبہ' ابن جریر' ابن منذر' ابن ابی حاتم' ابوالشیخ' ابن مردویہ' والبیھقی فی السنن)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ سَلَّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ یُصَلِّیْ فَلَمْ یَرُدَّ وَکَانَ الرَّجُلُ قَبْلَ ذٰلِکَ یَتَکَلَّمُ فِیْ صَلٰوتِہٖ وَ یَاْمُرُ لِحَاجَتِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ رَدَّ عَلَیْہِ وَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَایَشَآءُ وَ

---

[1] مسلم جلد ا ص ۲۰۴۔ [2] تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۴۴۷۔

اَنَّهَانَزَلَتْ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ..... لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ۳

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا' اِس سے پہلے لوگ نماز میں سلام کرلیا کرتے تھے اور اپنے کام کے لئے کہہ لیا کرتے تھے۔ نماز سے فارغ ہوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) جو چاہتا ہے کرتا ہے اور آیت مبارکہ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ..... لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ تک نازل ہوئی''۔

پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ اور سورت ملانا:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَ سُوْرَتَيْنِ وَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَ يُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مَالَا يُطِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَ هٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَ هٰكَذَا فِي الصُّبْحِ ۴ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی ہمیں کوئی آیت (مبارکہ) سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت میں کسی قدر درازی فرماتے تو دوسری رکعت میں درازی نہ فرماتے' یوں ہی عصر میں کرتے اور یوں ہی نمازِ صبح میں''۔

یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خفی نمازوں میں ایک آدھ آیت (مبارکہ) اونچی آواز میں پڑھ لیتے تھے، ہم ایسا نہیں کرسکتے۔ اوّل رکعت دو وجہ سے لمبی محسوس ہوتی یا پڑھی جاتی' ایک یہ کہ پہلی رکعت میں ثناء' تعوّذ اور تسمیہ کو بھی پڑھنا ہوتا ہے' دوسرے یہ کہ پہلی رکعت میں قرأت اِس لئے قدرے لمبی کی جاتی ہے تاکہ پیچھے آنے والے شرکت کرسکیں۔

---

۳ مظہری جلد۳ ص ۴۴۸۔ ۴ مشکوٰۃ ص ۷۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۱۱' بخاری جلد۱ ص ۱۰۵' مسلم جلد۱ ص ۱۸۵' مسند احمد جلد۴ ص ۳۸۳' نسائی حدیث نمبر ۹۷۸۔

مسائل: (۱) پہلی دو رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے- بعد والی میں مستحب۔ (۲) پہلی دو رکعتیں بھری پڑھی جاتی ہے اور بعد والی خالی- (۳) فجر، مغرب اور عشاء میں اوّل رکعتوں میں اِمام اونچی آواز سے تلاوت کرتا ہے (یہ واجب ہے) بعد والی رکعتوں میں آہستہ پڑھتا ہے (یہ بھی واجب ہے)- (۴) پہلی دو رکعتیں سفر وحضر میں ہر حالت میں پڑھی جاتی ہیں- ظہر، عصر اور عشاء سفر میں فرضوں کی پہلی دو رکعتیں ہی پڑھی جاتی ہیں، اور آخری دو رکعتیں سفر میں معاف ہیں-

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ** ۵ ''اُس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ شریف نہیں پڑھی''- اِس سے مراد یہ ہے کہ اُس کی نماز کامل نہیں چونکہ مطلقاً تلاوت وقرأت کافی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے **فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ** ط (المزمّل:۲۰) ''تو قرآنِ مجید میں جتنا تم پر آسان ہو اُتنا پڑھو''- اِس آیتِ مبارکہ سے نماز میں مطلق قرأت ثابت ہوتی ہے- کم درجہ قرأت فرض ایک بڑی آیتِ مبارکہ یا تین چھوٹی آیاتِ مبارکہ ہیں۔ جن کے پڑھنے سے نماز کا فرض ادا ہوجاتا ہے-

سورۃ الفاتحہ شریف:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَئُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ**

---

۵ مشکوٰۃ ص۷۸، شرح السنۃ جلد۲ص ۲۲۲، دار قطنی جلد۱ص ۳۲۱، مسلم جلد۱ص ۱۶۹، بخاری جلد۱ص ۱۰۴، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۳۸، مسند احمد جلد۵ص ۳۱۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۲۲، نسائی حدیث نمبر ۹۱۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۳۷، مسند احمد جلد۵ص ۳۱۴-

فَقُوْلُوْا آمِیْنَ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ فَاِذَا کَبَّرَ وَ رَکَعَ فَکَبِّرُوْا وَارْکَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْکَعُ قَبْلَکُمْ وَ یَرْفَعُ قَبْلَکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَتِلْکَ بِتِلْکَ قَالَ وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یَسْمَعُ اللّٰہُ لَکُمْ [۶] ''جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرو پھر تم میں سے تمہارا کوئی اِمام بن جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب کہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ o تو تم آمین کہو۔ ''اللہ قبول فرمائے گا۔'' پھر جب تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ اِمام تم سے پہلے رکوع میں جائے گا اور تم سے پہلے سر اٹھائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ اُس کے بدلے میں ہوا اور جب کہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ تو تم کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہاری سنے گا''۔

جب اِمام قرأت کرے تو مقتدی چپ رہے

حدیثِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَ اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا وَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ وَ اِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا

---

[۶] مشکوٰۃ ص ۷۹، مرآۃ جلد ۲ ص ۴۷، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۰۱، حدیث نمبر ۳۰۶۸، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۴۴ حدیث نمبر ۱۵۹۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۴۷۷، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۳، ابو داؤد حدیث نمبر ۹۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۳۰، نصب الرایہ جلد ۱ ص ۳۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۹۶، مسلم حدیث نمبر ۶۰۶، نسائی حدیث نمبر ۱۰۶۴۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَ اِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعِیْنَ ۔ ’’اِمام اِس لئے ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے پھر جب وہ تکبیر کہے (یعنی تکبیر تحریمہ) تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قرأت کرے تم چپ رہو اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ o کہے تو آمین کہو اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب اِمام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو‘‘۔

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس حدیث شریف کو ’’بَابُ تَاْوِیْلِ قَوْلِہٖ وَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ o ’’باب تفسیر آیت وَاِذَاقُرِیَٔ الْقُرْآنُ یعنی ’’جب قرآنِ مجید پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو تا کہ تم رحم کئے جاؤ‘‘ کے تحت نقل کیا ہے۔

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس حدیث شریف کے بعد ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں‘ وہ فرماتے ہیں‘ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَ اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ۸ ’’اِمام اِس لئے ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم خاموش رہو (اور سنو)۔‘‘ معلوم ہوا کہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۲۰۴‘ جو اِمام نسائی نے: بَابُ تَاْوِیْلِ قَوْلِہٖ وَاِذَاقُرِیَٔ الْقُرْآنُ میں نقل کی ہے‘ نماز کے بارے میں اُتری ہے۔ اِس حدیث شریف کو مصنّف ابن ابی شیبہ میں اِمام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی نقل کیا ہے۔

---

۷ ابن ماجہ ص ۶۱‘ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۶۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۱۱‘ شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۱۰‘ مسلم جلد ۱ ص ۱۷۴‘ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۹۲‘ مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۰‘ ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱‘ ابوداؤد حدیث نمبر ۶۰۳۔ ۸ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۶‘ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۴۱۴‘ موطاء امام مالک ص ۶۹‘ مشکوٰۃ ص ۸۱‘ مرآۃ جلد ۲ ص ۶۲‘ ابوداؤد حدیث نمبر ۶۰۴‘ ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۴۶‘ مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۰۔

قرآنِ مجید میں جھگڑا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس نماز سے فارغ ہوئے جس نماز میں اونچی قرأت کی جاتی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هَلْ قَرَأَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنكُمُ انِفًا؟ ''کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟'' ایک شخص نے عرض کیا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْآنَ [۹] ''تب ہی میں سوچتا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں قرآن مجید میں جھگڑا کر رہا ہوں۔'' جب لوگوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا اِرشادِ مبارک سنا، فرماتے ہیں کہ پھر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن نمازوں میں قرأت سے باز رہے جن میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔

مسئلہ: اِمام کے پیچھے قرآن مجید بالکل نہ پڑھو، نہ سورۂ فاتحہ، نہ کوئی دوسری سورت خواہ اِمام آہستہ تلاوت کر رہا ہو یا زور (جہر) سے، خواہ اِمام کی آواز پہنچتی ہو یا نہ پہنچتی ہو۔ اِسی پر جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔ وہ اِمام کے پیچھے قرآن مجید بالکل نہ پڑھتے تھے۔

مسئلہ: مقتدی پر باقی اَعمالِ نماز میں اِمام کی پیروی واجب ہے۔ لہٰذا اِمام جو کام کر رہا ہو مقتدی پر بھی کرنا واجب ہے۔

حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ [۱۰] ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھ

---

[۹] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۱۵۸، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۲۲، ابوداؤد جلد۱ ص ۱۲۷، مسند احمد جلد۲ ص ۲۴۰، دارقطنی جلد۱ ص ۳۲۰، مستدرک حاکم جلد۱ حدیث نمبر ۲۳۹، نسائی جلد۱ ص ۱۴۶، مواہب الرحمٰن جلد۳ ص ۲۷۴۵، مرآۃ جلد۲ ص ۶۳، طحاوی جلد۱ ص ۱۵۹۔ [۱۰] طحاوی شریف جلد۱ ص ۱۵۹۔

پر قرأت خلط ملط کردی''۔

تفسیر قرطبی جلد ا ص ۸۴ میں ہے ابن وہب' اشہب بن عبدالحکم اور ابن حبیب فرماتے ہیں: لَا یَقْرَأُ الْمَاْمُوْمُ شَیْئًا جَهْرًا اِمَامُهٗ اَوْ سِرًّا تَقُوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ (فَقِرَأَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَأَةٌ) [۱]

''مقتدی امام کے پیچھے کوئی چیز تلاوت نہ کرے، امام چاہے جہراً نماز پڑھاتا ہو یا خفی (یعنی آہستہ جیسے ظہر اور عصر) یہ رسول کریم ﷺ کے ارشادِ مبارک کے مطابق ہے کہ ''امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے''۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں ہے: ''جس نمازی کے آگے امام ہو تو امام کی قرأۃ ہی اُس کی قرأۃ ہے۔ پس اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیت کے معنی اپنے عموم پر ہیں یعنی جب امام قرأت کرے تو مقتدیوں پر استماع وسکوت واجب ہے' خواہ سورۂ فاتحہ پڑھے یا اُس سے زائد۔ یہی ائمہ حنفیہ اور امام احمد کا مذہب ہے''۔

(مواہب الرحمٰن جلد ۳ ص ۲۷۹۸)

جہری نمازوں میں دور کھڑے مقتدی تلاوت نہیں سُنتے پھر بھی سماعت اور خاموشی کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں' ایسے ہی ظہر اور عصر اور عیدین میں ہے۔ یہی صحیح ہے۔

اِمام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی رَکْعَةً فَلَمْ یَقْرَاْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ [۲]

''جس نے ایک رکعت پڑھی اور اُس میں اُس نے سورۃ الفاتحہ شریف نہ پڑھی گویا اُس نے (نماز) نہیں پڑھی البتہ امام کے پیچھے ہو تو ضرورت نہیں''۔

---

[۱] قرطبی جلد ا جز ا ص ۸۴-[۲] طحاوی شریف جلد ا ص ۱۵۹' قرطبی جلد ا جز ا ص ۸۴' موطا امام مالک ص ۶۶۔

اِمام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے:

اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب باندھا ہے: بَابُ اکْتِفَآءِ الْمَاْمُوْمِ بِقِرَأَةِ الْاِمَامِ ''باب اِمام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے''۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا، کیا ہر نماز میں قرأت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! انصار میں سے ایک شخص بولا: وَجَبَتْ هٰذِهٖ ''یہ بات واجب ہوگئی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور میں سب لوگوں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَرٰی الْاِمَامَ اِذَا اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ کَفَاهُمْ [۱۳] ''میں جانتا ہوں جب اِمام لوگوں کی اِمامت کرے تو اِمام کی قرأت اُن کو یعنی (مقتدیوں کو) کافی ہے''۔

حضرت ابووائل' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' اُنہوں نے فرمایا: اَنْصِتْ لِلْقِرَأَةِ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوةِ شُغْلاً وَّ سَیَکْفِیْکَ ذٰلِکَ الْاِمَامُ [۱۴] ''قرأت کے وقت خاموش رہو، بے شک نماز میں مشغولیت ہے اور اِس (قرأت) کے سلسلے میں تمہیں اِمام کافی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: یَکْفِیْکَ قِرَأَةُ الْاِمَامِ [۱۵] ''تمہارے لئے اِمام کی قرأت کافی ہے''۔

منہ مٹی سے بھر جائے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' لَیْتَ

---

[۱۳] نسائی جلد ا ص ۱۴۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۶۲' نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۷' دار قطنی جلد ا ص ۳۳۹-۳۳۲' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۱۰' کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۵۴۹-[۱۴] طحاوی جلد ا ص ۱۶۰-[۱۵] موطاء امام مالک ص ۶۸' طحاوی شریف جلد ا ص ۴۵۱۔

اَلَّذِیْ یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْہُ تُرَابًا[۱۶] ''کاش اُس آدمی کا منہ مٹی سے بھر جائے جو اِمام کے پیچھے قرأت کرتا ہے''۔

منہ میں اَنگارہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو کہ افاضل صحابہ وعشرہ مبشرہ و مقربانِ بارگاہ سے ہیں) سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں ''میرا جی چاہتا ہے کہ جو شخص اِمام کے پیچھے قرأت کرے اُس کے منہ میں آگ کا اَنگارہ ہو''۔

(مؤطا اِمام محمد ص ۱۰۱۔)

منہ میں پتھر ہوں:

حضرت محمد بن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش جو شخص اِمام کے پیچھے قرأت کرے اُس کے منہ میں پتھر ہوں''۔ (مؤطا اِمام محمد ص ۱۰۱۔)

اِمام کی قرأت کافی ہے:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ کَانَ اِذَا سُئِلَ ھَلْ یَقْرَءُ اَحَدٌ خَلْفَ الْاِمَامِ؟ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَ اِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَأْ قَالَ: وَ کَانَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ[۱۷]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کوئی پوچھتا' کیا اِمام کے پیچھے قرأت کی جائے؟ تو جواب دیتے کہ جب کوئی تم میں سے اِمام کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس کو اِمام کی قرأت کافی ہے، جو اکیلے (نماز) پڑھے تو وہ قرأت کرلے۔

---

[۱۶] طحاوی شریف جلد ا ص ۴۴۸ (مترجم)۔ [۱۷] موطا امام مالک ص ۶۸' طحاوی شریف مترجم جلد ا ص ۴۵۱۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے"۔

ف: یہ اثر بظاہر مؤید ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو یعنی جب امام کے پیچھے ہو، سری نماز میں یا جہری نماز میں تو سورۃ الفاتحہ شریف نہ پڑھے۔

فطرت پر نہیں:

حضرت ابونعیم فرماتے ہیں، حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا اور وہ حضرت ابن اصبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان سے گزر رہے تھے، فرماتے ہیں، مجھ سے اُس مکان والے نے بیان کیا، اُنہوں نے حضرت مختار بن عبداللہ بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے میرے والد حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھا، فرمایا! حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ [۱۸] "جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ فطرت (دین) پر نہیں"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُوْنَ وَالْاِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكَتُوْا فَسَاَلَهُمْ ثَلٰثًا فَقَالُوْا اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا [۱۹]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر (ہماری طرف) متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم اُس وقت بھی پڑھتے ہو، جب امام پڑھ رہا ہوتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار پوچھا، اُنہوں نے عرض کیا: ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس (اب) ایسا نہ کرنا"۔

اِمام کی قرأت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱۸] طحاوی شریف جلد ا ص ۴۵۰ مترجم۔ [۱۹] طحاوی شریف جلد ا ص ۴۴۸ مترجم عربی (۱۵۹)۔

فرمایا: مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَائَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَائَةٌ ۲۰ ''جس کا اِمام ہے (نماز میں) تو اِمام کی قرأت اُس (یعنی مقتدی کی) قرأت ہے''۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف کے الفاظ اِس طرح ہیں: كُلُّ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَ تُهٗ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ ۲۱ ''ہر کوئی جس کا اِمام ہے، تو اُس (اِمام) کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے''۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَائَتُهٗ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ ۲۲ ''جس کا (نماز میں) اِمام ہو تو اُس (اِمام) کا پڑھنا اُس (مقتدی) کا پڑھنا ہے''۔

خفی نمازوں میں تلاوت کی ممانعت:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ رہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَيُّكُمْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ''تم میں سے کس نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کی تلاوت کی؟'' ایک شخص نے عرض کیا، میں نے تلاوت کی ہے اور میری نیّت ثواب کے سوا کچھ نہ تھی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا ۲۳ ''میں نے جانا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے قرآنِ مجید چھین لیتا ہے''۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَّرُ وْا اِنْ خَافَتْ ۲۴ ''اِمام کے پیچھے قرأت مت کرو

---

۲۰ ابن ماجہ ص ۶۱، دار قطنی جلد ۱ ص ۳۲۳-۳۲۶، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۶۱-۱۶۰، تلخیص الحبیر جلد ۱ ص ۲۳۲، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۰-۶، مصنّف عبد الرزاق حدیث نمبر ۲۷۹۷، طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۹-۱۶۱ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۴۱۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۹-
۲۱ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۴۱۲-۲۳ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۶، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۲-۲۴ نسائی جلد ۱ ص ۱۴۶، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۲، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۴۱۲، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۳۱، مسند ابوعوانۃ جلد ۲ ص ۱۳۲، دار قطنی جلد ۱ ص ۳۲۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۹۵۱-

چاہئے اِمام اونچی آواز سے قرأت کرے یا آہستہ سے''۔

حضرت عبداللہ بن مقسم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر' زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: **لَا تَقْرَؤُوْا خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوتِ** ۲۵ ''کسی نماز میں اِمام کے پیچھے قرأت نہ کرو''۔ اِسی طرح حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

''زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جہری نماز میں اِمام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہئے۔ اِمام کی اپنی قرأت ہی تمہارے لئے کافی ہے اگرچہ تمہیں اُس کی آواز سنائی نہ دے لیکن نماز بالجہر نہ ہو تو لوگ اپنے منہ میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ مگر یہ درست نہیں کہ کوئی شخص جہری نماز میں اِمام کے پیچھے قرأت کرے۔ البتہ فقہ حنفی کے مطابق اِمام کے پیچھے قرأت نہ پوشیدہ میں کرے نہ علانیہ میں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن خوانی کے وقت خاموشی اختیار کرو..... اِمام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مقتدی ہرگز قرأت نہ کرے نہ سری نماز میں اور نہ جہری میں' کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اِمام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے۔'' (ابن کثیر جلد۲ ص۲۴۴) آیت مبارکہ: **وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** ○ اِس آیتِ مبارکہ میں تلاوتِ قرآنِ مجید کے وقت' اُسے غور سے سننے اور اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اِسی کو نور وفلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

اَحناف اِسی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اِمام کے پیچھے سری اور جہری نمازوں میں مقتدی کو قرأت کرنی جائز نہیں' نہ سورۂ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی کیونکہ اِس آیت مبارکہ میں قرأتِ قرآنِ مجید کے وقت دو حکم دیئے گئے ہیں۔ (اول) **فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ** ''اِس کو غور سے سنو'' یعنی جب اِمام جہر سے قرأت

---

۲۵ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱ ص۴۱۳۔

کرتا ہو (دوم) اَنْصِتُوْا ''خاموش رہو''- یہ اُس وقت بھی ہے جب اِمام آہستہ قرأت کر رہا ہو- (جواہر القرآن تفسیر غلام اللہ خاں)

''معالم و کشاف و بیضاوی میں لکھا ہے یہ آیت نماز میں استماعِ قرأۃ الامام وخود سکوت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی صحیح ہے- یہ آیت مکیّہ ہے پس اِس کا نزول نماز کی قرأۃ کے بارے میں ہوا- اور یہ قول حضرت حسن بصری، زہری اور نخعی کا ہے اور بیہقی نے اِمام احمد سے روایت کی ہے کہ علماء نے اِس امر پر اجماع کیا ہے کہ یہ آیت نماز کی قرأۃ میں نازل ہوئی ہے- اور ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ ''قرآن مجید کی تلاوت کے وقت **استماع و انصات** (غور سے سننا اور خاموشی) کا حکم ہے لیکن نماز کے فریضہ میں یہ اور مؤکّدہ ہوا ہے- (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد سوم ص ۲۷۴ من وعن)

مسئلہ: اِمام، اِمامت کرواتے ہوئے (فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں قرأت (تلاوتِ) قرآنِ مجید بلند آواز سے اور سورۃ الفاتحہ کے کلمات اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے شروع کرے اور ثناء، تعوّذ اور تسمیہ آہستہ آواز سے پڑھے)-''

رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے:

اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، ''رسولِ کریم ﷺ نماز کو تکبیرِ تحریمہ سے شروع فرماتے اور قرأت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے شروع فرماتے اور جب رکوع فرماتے تو اپنا سر انور نہ اونچا رکھتے اور نہ نیچا بلکہ اِس کے درمیان (کہ پشت مبارک برابر ہو جائے یہی سُنّت ہے۔ اِس کے خلاف ہر عمل سُنّت کے خلاف ہے) اور جب رکوع سے نورانی سر مبارک اُٹھاتے تو بالکل سیدھا کھڑے ہو جاتے۔ اِس سے پہلے کہ سجدہ میں جاتے جب ایک سجدہ کر کے اُٹھتے تو دوسرا سجدہ اُس وقت تک نہ کرتے جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھتے اور اِس طرح بیٹھتے کہ بایاں پاؤں

مبارک بچھاتے تھے اور دایاں پاؤں مبارک کھڑا کرتے تھے"۔(آپ ﷺ دونوں قعدوں میں اپنا بایاں پاؤں مبارک بچھا کر اُس پر بیٹھتے تھے اور دایاں پاؤں مبارک کھڑا کرتے تھے ہر مرتبہ التحیات پڑھتے وقت آپ ﷺ یونہی بیٹھتے تھے)۔ "آپ ﷺ شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے"۔ (اِس طرح کہ کوئی پنڈلیاں کھڑی کرے اور دونوں سرین زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے یعنی کُتّے کی سی بیٹھک۔ یہ ممنوع ہے چونکہ کُتّا گندا ہے اِس لئے اِس کی بیٹھک کو شیطانی بیٹھک فرمایا گیا ہے)۔"آپ ﷺ اِس سے منع فرماتے تھے کہ کوئی شخص اپنی کہنیاں درندوں کی طرح بچھا دے۔آپ ﷺ اپنی "نماز کو سلام" سے ختم فرماتے تھے"۔[۲۶]

نماز کے فرض ہونے کے بعد اہلِ اِیمان کی تعلیم و تربیت کے لئے کچھ اَحکام اور ادائیگیِ نماز میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔نماز کی ادائیگی میں اُنہیں بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے جن کی تفصیل آپ کچھ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور کچھ آنے والے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔نماز میں کچھ شرائط، فرائض و واجبات ہیں اور کچھ سُنّتیں و مستحبات۔فرائض رہ جائیں تو نماز ہوتی ہی نہیں۔اگر کوئی واجب ترک ہو جائے تو سجدہ سہو سے نماز درست ہو جاتی ہے۔کسی سُنّت کے رہ جانے سے نماز ہو جاتی ہے مگر نورانیت میں کمی کا اندیشہ ہے جبکہ مستحبات سے نماز میں خوبصورتی بڑھتی ہے اور مستحبات کے رہ جانے سے نماز کے حسن میں نقص پیدا نہیں ہوتا۔

ادائیگیٔ نماز میں جو چیزیں بعد میں ترک کی جاتی رہی ہیں اُن کے ترک سے ہی نماز میں کمال پیدا ہوتا ہے۔اگرچہ ترک سے پہلے والا کام کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو وہ قابلِ عمل نہیں۔کیونکہ جس کام کو رسولِ کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھوڑ

---

[۲۶] مسلم جلد۱ ص ۱۹۴، مشکوٰۃ ص ۷۵، حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص ۶۳، مرآۃ جلد۲ ص ۱۴-۱۳، قرطبی جلد۱ جزا حدیث نمبر ۹۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۱۱۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۷۸۳، مرقاۃ جلد۲ ص ۴۶۲، مسند احمد جلد۶ ص ۱۹۴۔

دیا ہے اُس کا نہ کرنا ہی صحتِ نماز کے لئے ضروری ہے۔ وہی نماز قربِ ربِّ ذوالجلال کا ذریعہ بن سکتی ہے جو رسولِ کریم ﷺ کے اَحکام کے مطابق ہو اور ترک شدہ حرکات وسکنات کے ترک سے ہی ادا کی جائے گی۔

مسجدِ اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، نماز میں بلند آواز سے (ثناء) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا، اونچی آواز سے بِسْمِ اللّٰہِ شریف پڑھنا۔ رکوع و سجود میں رفع یدین کرنا، اونچی آواز سے آمین کہنا۔ رکوع کے دوران دونوں گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھنا۔ نماز میں ایک دوسرے کو سلام کر لینا وغیرہ وغیرہ۔ اوّل اوّل یہ سب کام ہوتے تھے۔ پھر وقت کے گزرنے اور تعلیم وتربیت کے بعد لوگوں کو رسولِ کریم ﷺ کے تابع فرمان بنانے کے لئے تبدیلیاں آتیں رہیں تا کہ ظاہر کیا جائے کہ کون رسولِ کریم ﷺ کے سچے پیروکار ہیں؟۔ چنانچہ تبدیلیٔ قبلہ کا ذکر کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ وَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ.... ط (البقرہ:۱۴۳) ''جس قبلہ پر آپ (ﷺ) پہلے سے تھے اُسے ہم نے صرف اِس لئے مقرر کیا تھا تا کہ ظاہر کریں کہ رسول (اللہ ﷺ) کا سچا تابعدار کون ہے اور کون اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟''۔

مومنین صادقین تو رسول اللہ ﷺ کے اشارۂ اَبرو کے منتظر رہا کرتے تھے، اِس لئے اُن کے لئے تو اِدھر سے اُدھر پھر جانا کوئی مشکل معاملہ نہ تھا۔ چنانچہ مسجد قبلتین (وہ مسجد جہاں ایک نماز دو قبلوں کی طرف رُخ کر کے پڑھی گئی) میں جب قبلہ کی تحویل کا حکم پہنچا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ کریم ﷺ کی پیروی میں نماز کی حالت میں ہی اپنا رُخ بیت اللہ شریف کی طرف پھیر لیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ تبدیلیٔ قبلہ کا واضح طور پر قرآن میں ذکرِ پاک آیا

ہے اگر صرف اَحادیثِ مبارکہ میں تبدیلیٔ قبلہ کا ذکر ہوتا تو وہ لوگ جو سُنّت کی بجائے اَحادیثِ مبارکہ پر عمل کے دعویدار ہیں وہ قبلہ کے بارے بھی اختلاف ڈالتے کیونکہ مسجدِ اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی حدیث شریف صحیح حدیث شریف ہے اور یہ حدیث شریف صحیح بخاری شریف میں ہے ''عمل بالحدیث'' کے دعویدار حضرات ''صحیح بخاری شریف'' کو ترجیح دیتے ہیں اور جب حوالہ مانگیں تو کہیں گے ''بخاری دکھاؤ'' حالانکہ کسی صحیح روایت میں نہیں ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے یا خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہو کہ ''بخاری دکھاؤ'' یہ ''عمل بالحدیث'' والے حضرات کا اُصول کہ بخاری دکھاؤ من گھڑت اور بدعت ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کا کوئی ایسا ارشادِ مبارک احادیثِ مبارکہ کی کسی بھی کتاب میں، خواہ وہ ''صحاح ستہ'' ہی کیوں نہ ہو، نہیں ملتا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو عَلَیْکُمْ بِحَدِیْثِی۔ ''تم پر میری حدیث (شریف) لازم ہے'' بلکہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی ''تم پر میری سُنّت لازم ہے'' یہ اِرشادِ پاک اَحادیثِ مبارکہ میں کئی کتابوں میں ملے گا۔ ملاحظہ ہو:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک دن رسولِ کریم ﷺ ہمارے درمیان (خطبہ اِرشاد فرمانے کے لئے) کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے ہمیں خوب نصیحت فرمائی۔ ہمارے دل اِس سے ڈر گئے۔ ہماری آنکھیں جوش مارنے لگیں (ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے)۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ تو نصیحت ایسی ہے جو (دنیا سے) رخصت ہونے پر کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا شَدِیْدًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ

تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة ۲۷

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنے کو لازم جانو اور بات سننے کو اور کہا ماننے کو اگر چہ تم پر ایک حبشی غلام حاکم ہو۔ تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے تو (ایسے وقت میں) تم میری سُنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سُنّت کو لازم پکڑنا۔ اِس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑنا (یعنی سُنّت کو مضبوطی سے تھام لینا، چھوڑنا نہیں) نئی باتوں سے دُور رہو اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

(نئی باتوں سے مراد نئے نئے عقیدے اور دین میں ایسی باتیں داخل کرنا ہے جو دین میں نہیں اور جن سے سُنّت مصطفیٰ ﷺ ختم ہوتی ہے)۔

ہر سُنّت لائقِ اتباع ہے (سوائے خصوصی اعجازات کے) ہر حدیث لائقِ اتباع نہیں کیونکہ اَحادیثِ مبارکہ میں حضور ﷺ کی خصوصیات، منسوخ احکام اور منسوخ اَعمال کا بھی ذکر ہے۔ اِس لئے حدیث شریف کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ سُنّت کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم فرمایا ہے۔

جو مقدّس کام رسولِ کریم ﷺ نے چھوڑ دیا، اُمت کے لئے وہ کام چھوڑنا صحیح پیروکار ہونے کی علامت ہے۔ جیسا کہ قبلہ مکرمہ کی تحویل سے واضح ہوتا ہے کہ لوگ نبی کریم ﷺ کی پیروی میں سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''وَاَنَّهٗ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا'' ۲۸ ''اور آپ (ﷺ) سولہ یا سترہ ماہ تک (مدینہ منورہ میں) بیت المقدس کی طرف (منہ

---

۲۷ ابوداؤد جلد۲ص ۲۸۷، ابن ماجہ ص ۴۲، ۴۳، مشکوٰۃ ص ۲۹، مسند احمد جلد۴ص ۱۲۷، ۱۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ص ۱۱۴، تلخیص الحبیر جلد۴ص ۱۹۰، نصب الرایہ جلد۱ص ۱۲۶، الترغیب والترہیب جلد۱ص ۷۸، دلائل النبوۃ جلد۶ص ۵۴۱، مستدرک حاکم جلد۱ص ۱۷۶، شرح السنۃ جلد۱ص ۱۸۱۔ ۲۸ بخاری جلد۱ص ۱۰۔

مبارک کر کے) نماز پڑھتے رہے''۔

رفع یدین کا مسئلہ بھی اُنہیں مسائل میں سے ہے جنہیں ترک کر دیا تھا۔ جن اَحادیثِ مبارکہ میں رفع یدین کرنا اور ترک کر دینے کا ذکر ہے، اُن کو خزانہ احادیث مبارکہ سے نکالا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ بھی خزانہ احادیثِ مبارکہ کا حصّہ ہیں۔

قرآنِ مجید میں بھی ایسی آیاتِ مبارکہ موجود ہیں جن پر عمل متروک ہو چکا ہے مگر اُن آیاتِ مبارکہ کو نہ تو غلط کہا جا سکتا ہے نہ اُن سے انکار کیا جا سکتا ہے بلکہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ عمل متروک ہونے سے پہلے کی آیاتِ مبارکہ ہیں اور حکیم حقیقی کی حکمت کے تحت آہستہ آہستہ تعلیم و تربیت کے لئے اور تابعداروں کی پرکھ کے لئے ایسا کیا گیا تا کہ واضح ہو جائے کہ کون صحیح متبعِ رسولِ کریم ﷺ ہے اور کون سچا غلام ہے۔؟

مثال کے طور پر شراب کے بارے میں مرحلہ وار تین آیاتِ مبارکہ کا بیان قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مقدّس ہے۔

(۱) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ ... (البقرہ:۲۱۹):

''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ (ﷺ) فرما دیجئے اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے نفع بھی ہے اور نفع کے مقابلے میں گناہ (نقصان) بڑا ہے''۔

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ یہاں شراب اور جوئے کا بہت رواج ہے۔ تب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارگاہِ نبوت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) شراب اور جوئے کا فیصلہ فرمائیے کیونکہ شراب عقل کو برباد کر دیتی ہے اور جواء مال کو، تب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں اِن دونوں کی برائیاں بیان کی گئی ہیں مگر اِنہیں ''صراحۃً'' حرام نہیں کہا گیا۔

---

۲۹ تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۵ ص ۱۳۰۔

حُرمت کے احکام آنے سے قبل ایک موقع پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت ہوئی جس میں پانی کے طور پر شراب بھی رکھی گئی۔ کھانے کے بعد لوگوں کو شراب پلائی گئی۔ اِتنے میں نماز مغرب کا وقت آ گیا۔ لوگوں نے ''حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اِمام بنا دیا'' اُنہوں نے سورۃ الکافرون کی تلاوت کی اور چاروں جگہ ''لا'' چھوڑ دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید کی یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی۔۲۹ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ...** (النسآء:۴۳)

''اے اِیمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو وہ سمجھو''۔

غزوۂ اُحد کے واقعہ کے بعد تین ہجری کو مکمل طور پر شراب کی حُرمت کے اَحکام نازل ہوئے۔ حُرمت کی آیاتِ مبارکہ کے نازل ہونے کا سبب ایک واقعہ بنا جسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب کی حُرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ''انصار نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی۔ اُنہوں نے کہا' آئیں ہم آپ کو کھانا اور شراب پیش کرتے ہیں۔ ہم سبھی لوگ پہنچ گئے۔ کھانا کھانے اور شراب پینے کے بعد تمام مہمان نشے میں چور ہو گئے۔ اِسی بے خبری کے عالم میں ایک صاحب بولے مہاجرین سے انصار افضل ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بولے نہیں! انصار سے مہاجرین افضل ہیں۔ اِس پر ایک انصاری نے اُونٹ کی ہڈی (حضرت) سعد رضی اللہ عنہ کی ناک پر ماری جس سے وہ لہولہان ہو گئے۔ نشہ کے اُترنے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس واقعہ سے بہت صدمہ پہنچا۔ اِس پر ذیل میں رقم آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں۔۳۰

---

۳۰ تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۸۵۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ۚ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ○ (المائدہ:۹۱۔۹۰)

''اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں' شیطانی کام ہیں۔ اِن سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آئے''؟

شراب اور جوئے کی حُرمت کے بارے میں ترتیب وار' مرحلہ وار مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں اور شراب اور جوئے کو حرام قرار دے دیا گیا۔ اَب کوئی شخص شراب اور جوئے کو حرام قرار دیئے جانے سے پہلے والی آیاتِ مبارکہ کے بارے میں نہیں کہہ سکتا کہ قرآنِ مجید میں ہے کہ شراب اور جوئے میں نفع و نقصان بھی ہے، پی لینے میں کیا حرج ہے؟ ایسے نادان کو سمجھایا جائے گا کہ اللہ کے بندے قرآنِ مجید کا نظام' تعلیم و تربیت و اِصلاح کا نظام ہے چونکہ لوگ شراب کے مدتوں سے عادی تھے' اِس لئے پہلے اُن کے دل میں نفرت پیدا کی پھر نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا۔ اب لوگوں کو شراب کے مقابلہ میں نماز سے زیادہ محبت اور قلبی لگاؤ ہو چکا تھا' لہٰذا اُنہوں نے نمازوں کے اوقات سے پہلے شراب پینا چھوڑ دی۔ بالآخر سورۃ المائدہ کی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں۔ اب سورۃ المائدہ والی آیاتِ مبارکہ پر عمل ہوگا پہلی دو آیاتِ مبارکہ کی تلاوت تو ہوگی مگر عمل تیسری آیتِ مبارکہ پر ہوگا۔

جب عظیم آفاقی الہامی کتاب، کلامِ قدیم، قرآنِ مجید میں اَحکام کی تنسیخ اور اَعمال کی اِصلاح میں ایک ترتیب اور اُصول کارفرما ہے تو اِسی طرح اَحادیثِ

مبارکہ میں بھی یہی اُصول کارفرما ہے۔ پہلے کچھ کام کئے جاتے رہے پھر وہ منسوخ کر دیئے گئے۔ اِس میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کام غلط تھے بلکہ تبدیلی سے پہلے اُنہی کو درست رکھا گیا۔ بعد ازیں اُنہیں تبدیل کر کے نئے اَحکام عطا فرمائے گئے۔ اب ہمیں بعد والے اَحکام اور اِرشادات کے مطابق چلنا ہے۔

ایسا ہی مسئلہ رفع یدین اور دیگر مسائل کا ہے۔ نماز کے فرض ہونے میں کسی ایسے شخص کو جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے، بحث نہیں۔ وہ نمازیں بھی پانچ ہی مانتا ہے مگر اُن کی ادائیگی کے آداب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ نماز کے بارے میں یہ اختلاف عقائد کا نہیں، مسائل کا ہے اور مسائل کا اختلاف کفر و شرک نہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ شروع شروع میں رفع یدین تکبیر تحریمہ سے لے کر سجدہ تک ہر رکن نماز میں ہوتا تھا۔ بعد ازیں یہ عمل منسوخ ہو گیا، اب یہ سُنّت نہیں رہا۔ لہٰذا رفع یدین نہ کرنے پر کفر و شرک کے فتوے سوائے نادانی اور کم فہمی کے اور کچھ بھی نہیں۔ بلکہ یہ بات بھی اظہر من الشّمس ہے کہ جو لوگ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں، اُن کی اکثریت کو یہ علم نہیں کہ رفع یدین کا نماز کے مسائل میں کیا مقام ہے۔ آیا یہ فرض ہے یا واجب، سُنّت ہے یا مستحب۔ مزید برآں اکثریت کو یہ بھی علم نہیں کہ رفع یدین نہ کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ رفع یدین کرنے والوں کی اکثریت بے علم اور علم حدیث سے عاری ہونے کی بناء پر کہتی ہے کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ رفع یدین کرنے والوں میں پڑھے لکھے حضرات سے اگر کوئی پوچھے کہ اگر کوئی شخص رفع یدین نہ کرے تو کیا اُس کی نماز ہوگی کہ نہیں؟ تو جواب ملے گا کہ نماز تو ہو جاتی ہے۔ پھر پوچھیں جھگڑا کس بات کا ہے؟ معلوم ہوتا ہے اپنے موجود ہونے کا احساس دلانے کے لئے جھگڑا کیا جاتا ہے۔ غیر مقلدین اور رفع یدین کرنے والے حضرات کے عالم وحید الزماں صاحب نے سنن ابوداؤد کی ایک حدیث پر بحث کرتے ہوئے ''یعنی'' اور ''شاید'' کہہ کر لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حدیث شریف اور بحث:

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا مَرَّةً [۳۱]

''حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسولِ کریم ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ بتاؤں' حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اُنہوں نے نماز پڑھی تو ہاتھ نہیں اُٹھائے مگر ایک بار''۔

(بحث) ف: ''یعنی'' شروع نماز میں اِمام احمد اور بخاری نے اِس حدیث شریف کو ضعیف کہا بوجہ عاصم بن کلیب کے۔ لیکن توثیق کی ابنِ معین نے اور حسن کہا اِس کو ترمذی نے۔ لیکن یہ حدیث عارض نہیں ہوسکتی اُن احادیثِ مبارکہ صحیحہ کثیرہ کے جن سے رفع یدین ثابت ہے۔ اِس واسطے کہ رفع یدین مستحب ہے' فرض یا واجب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِس کو ترک بھی کیا ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہی یاد رہا''۔

(اس کے بعد شارح نے لکھا ہے)

عبداللہ بن مسعود پر بعض مسائل مخفی رہ گئے ہیں۔ ''شاید'' یہ بھی اُن میں سے ہو..... باوجود اِس کے شک نہیں ہے کسی کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کثرت اور وسعت علم میں اور افقہ ہونے میں۔ راضی ہو اللہ اُن سے اور تمام صحابہ سے (من وعن سنن ابوداؤد مترجم جلد ا ص ۲۸۹) ''یہ لوگ اپنی بات ثابت کرنے کے لئے صحابی رضی اللہ عنہ سے مسائل مخفی کردیتے''۔

غیر مقلد شارح وحید الزماں صاحب نے رفع یدین کو ''مستحب'' لکھا ہے۔

نماز میں رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرنا متروک ہے۔ اِس لئے یہ عمل مکروہ اور خلافِ سُنّت ہے۔

---

[۳۱] ابوداؤد مترجم جلد ا ص ۲۹۸، عربی جلد ا ص ۱۱۶ باب ومن لم یذکر الرفع عند الرکوع (رکوع کے وقت ہاتھ نہ اُٹھانے کا بیان)۔

آپ ﷺ کی نماز کا نمونہ:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ رسولِ کریم ﷺ کی نماز کا حال بیان فرماتے ہیں۔ (حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں انصاری ہیں اپنے گاؤں میں رہتے تھے۔ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آتے رہتے تھے۔ (ابوداؤد میں ہے)، ایک موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب سے پوچھا: اے ابوحمید (رضی اللہ عنہ) تم رسولِ کریم ﷺ کی نماز کے زیادہ واقف کیسے ہو گئے جبکہ تمہیں رسولِ کریم کی صحبت زیادہ میسر نہ ہوئی؟ (حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ جب آتے تھے تو آپ ﷺ کی ادائیگیِ نماز کا بغور مطالعہ کرتے تھے)۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں اُنہوں نے فرمایا کہ میں رسولِ کریم ﷺ کی نماز کا سب سے زیادہ حافظ ہوں۔ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا: **اِذَا کَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْهِ حِذَاءَ مَنْکِبَیْهِ** "جب تکبیر کہتے تو اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی پاک) کندھوں کے مقابل کرتے"۔ (اِس طرح کہ ہاتھوں کے گٹے کندھوں کے مقابل ہوتے اور اُنگوٹھے کانوں کے مقابل۔ جس حدیث شریف میں یہ بیان آتا ہے کہ ہاتھ کانوں کے مقابل اُٹھاتے تھے، وہاں مراد یہ ہے کہ **"رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْهِ وَ حَاذٰی اِبْهَامَیْهِ اُذُنَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ"** آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھائے یہاں تک کہ کندھوں کے برابر ہو گئے اور اپنے اَنگوٹھوں کو کانوں کے برابر کر دیا اور ایک روایت میں ہے **یَرْفَعُ اِبْهَامَیْهِ اِلٰی شَحْمَةِ اُذُنَیْهِ** "اپنے اَنگوٹھوں کو کانوں کی گدیوں تک اُٹھاتے"۔ یہ عمل اُن تمام احادیثِ مبارکہ کی تشریح ہے جن میں کندھوں یا کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے گھٹنے مضبوط (طریقے سے) پکڑتے۔ اِس طرح کہ اُنگلیاں پھیلا کر مضبوطی سے پکڑ لیتے اور بازوؤں کو سیدھا رکھتے، دونوں بازوؤں کو کمان کی طرح ٹیڑھے نہ کرتے۔

سجدے میں اِستَقبَلَ بِاَطرَافِ اَصَابِعِ رِجلَیہِ القِبلَۃَ ''اپنے نورانی پاؤں کی مقدّس اُنگلیوں مبارک کے سرے قبلہ رخ کرتے'' اِس طرح کہ سجدے میں پاؤں کے پورے پنجے جما کر زمین پر رکھتے جس سے پاؤں مبارک کی ہر ایک اُنگلی شریف کا رخ قبلہ شریف کی طرف ہو جاتا۔ خیال رہے کہ پاؤں کی ایک اُنگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض ہے اور تین اُنگلیوں کا پیٹ لگنا واجب ہے اور دس کی دس انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگنا سُنّت ہے۔ اکثر نمازی اِس سے بے خبر ہیں۔

اَرکان کی تبدیلی اور تکبیر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یُکَبِّرُ حِینَ یَقُومُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِینَ یَرکَعُ ثُمَّ یَقُولُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ، حِینَ یَرفَعُ صُلبَہ، مِنَ الرَّکعَۃِ ثُمَّ یَقُولُ وَھُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِینَ یَھوِیْ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِینَ یَرفَعُ رَأسَہٗ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِینَ یَسجُدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِینَ یَرفَعُ رَأسَہٗ ثُمَّ یَفعَلُ ذٰلِکَ فِی الصَّلٰوۃِ کُلِّھَا حَتّٰی یَقضِیَھَا وَ یُکَبِّرُ حِینَ یَقُومُ مِنَ الثِّنتَینِ بَعدَ الجُلُوسِ ۳۲

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے اُٹھتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع سے کمر مبارک اُٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فرماتے پھر کھڑے کھڑے فرماتے رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ پھر جب جھکتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر انور اُٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر انور اُٹھاتے تو تکبیر کرتے پھر ساری نماز میں یونہی کرتے حتیٰ کہ اُسے پوری فرما لیتے اور دو رکعتوں (کے ادا کرنے کے بعد بیٹھتے) پھر جب بیٹھنے کے بعد اُٹھتے تو بھی تکبیر کہتے''۔

---

۳۲ شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۲۶، بخاری جلد۱ ص ۱۰۹، مشکوٰۃ ص ۷۶، مسلم جلد۱ ص ۱۶۹، حدیث نمبر ۳۹۲، نسائی حدیث نمبر ۱۱۵۰، مسند احمد جلد۲ ص ۴۵۴، مرقاۃ جلد۲ ص ۴۷۳۔

ہر دو رکعت کے بعد التحیات:

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ مَثْنٰی مَثْنٰی تَشَھُّدٌ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَ تَخَشُّعٌ وَّ تَضَرُّعٌ وَّ تَمَسْکُنٌ ثُمَّ تُقْنِعُ یَدَیْکَ یَقُوْلُ تَرْفَعُھُمَا اِلٰی رَبِّکَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِھِمَا وَجْھَکَ وَ تَقُوْلُ یَارَبِّ یَا رَبِّ وَ مَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَھُوَ کَذَا وَ کَذَا وَ فِیْ رِوَایَۃٍ فَھُوَ خِدَاجٌ ۳۳ ''نماز دو دو رکعتیں ہے' ہر دو رکعتوں میں التحیات ہے' عجز ہے، نیازمندی ہے اور اظہارِ غریبی ہے پھر ہاتھ اُٹھاؤ یعنی اپنے رب کی طرف پھیلاؤ جن کی ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں اور کہو اے مولا' اے مولا (یارب یارب) اور جو ایسا نہ کرے وہ ایسا ہے، ایسا ہے۔ ایک روایت ہے کہ وہ ناقص ہے''۔

مسئلہ: نفل نماز دو دو رکعتیں افضل ہے۔ یہ جو فرمایا گیا کہ ہر دو رکعتوں میں التحیات ہے' اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار یا چھ یا آٹھ رکعت نفل نماز کی نیّت باندھے، اُسے ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے بیٹھنا واجب ہے۔ اِسی طرح تین چار فرضوں وغیرہ میں۔

عجز اور نیازمندی میں بدن سے عاجزی ظاہر کرنے کو خضوع اور نگاہیں نیچی رکھنے کو خشوع کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ظاہری عجز خضوع اور دل کا عجز خشوع ہے۔ محولہ بالا حدیث شریف میں ہے کہ ہر نماز کے بعد دُعا کرنا سُنّت ہے اور ہر دُعا میں ہاتھ اُٹھانا سُنّت ہے اور ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھیں کہ وہ رب کی خاص تجلی گاہ ہے اور بندوں کے رزق کا خزانہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مقدّس

---

۳۳ مرآۃ جلد۲ ص ۲۷' مشکوٰۃ ص ۷۷' ترمذی جلد۱ ص ۸۷' شرح السنۃ جلد۲ ص ۳۲۱' مسند احمد جلد۱ ص ۲۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ ص ۴۸۷' دار قطنی جلد۱ ص ۴۱۸' الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۳۴۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۲۹۶' کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۰۹' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۲۱۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۸ ص ۱۹۵' مرقاۃ جلد۲ ص ۴۸۳۔

ہے: وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○ (الذاریات:۲۲) ''اور آسمان میں تمہارا رزق ہے جس کا تم سے وعدہ کیا ہے''- عام دُعاؤں میں سینہ تک ہاتھ اُٹھائے جائیں اور نمازِ اِستسقاء میں سر سے اوپر تک- رسولِ کریم ﷺ کے محولہ بالا اِرشاد سے یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ دُعا نماز کا تکملہ ہے- اگر نماز کے بعد دُعا نہ کی تو نماز کامل نہیں- رسولِ کریم ﷺ کا اِرشادِ مبارک بھی ہے: اَلدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ- ''دُعا عبادت کا مغز ہے''-

چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' صَلَّیْتُ خَلْفَ شَیْخٍ بِمَکَّةَ فَکَبَّرَ ثِنْتَیْنِ وَعِشْرِیْنَ تَکْبِیْرَةً قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ سُنَّةُ اَبِی الْقَاسِمِ ﷺ[۳۴] ''میں نے مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی تو اُنہوں نے بائیس تکبیریں کہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا' یہ بے وقوف ہیں' تو فرمایا: تیری ماں تجھے روئے' یہ حضرت ابوالقاسم ﷺ کی سُنّت ہے''-

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں بائیس تکبیریں کہنا سُنّت ہے اور اِمام کے لئے ہر تکبیر اونچی آواز سے کہنا بھی سُنّت ہے- حضرت عکرمہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام تھے- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اِسے تنبیہہ فرمائی کہ تم اپنی بے وقوفی سے سُنّت پر عمل کرنے والے کو بے وقوف بتا رہے ہو' تعجب اِس بات پر ہے کہ حضرت عکرمہ ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے تھے- نامعلوم اُن پر یہ مسئلہ کیسے چھپا رہا- یہ بات تو ہر نمازی جانتا ہے کہ چار رکعت میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں اور اِمام ہمیشہ ہر تکبیر باآوازِ بلند کہتا ہے-

---

[۳۴] بخاری جلد ا ص ۱۰۸' مشکوٰۃ ص ۷۷' مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۷' مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۸۵-

مقتدی اِمام کے پیچھے کیا کچھ پڑھے؟

مقتدی نے اِمام کے پیچھے تکبیرِ تحریمہ کے بعد قیام میں ثناء پڑھنی ہوتی ہے یہ بھی تب، جب کہ مقتدی نماز کے شروع میں اِمام کی تکبیر تحریمہ کہتے وقت نماز میں شامل ہو- اِس کے علاوہ تمام تکبیرات اور اِمام کے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے سننے پر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وغیرہ- اِس کی تفصیل کتبِ اَحادیثِ مبارکہ کے مختلف ابواب میں پھیلی ہوئی ہے- یہاں ایک ایسی حدیث شریف نقل کی جاتی ہے جس میں رکوع سے اُٹھنے تک کا ذکر ہے- ملاحظہ ہو-

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ فَاِذَا کَبَّرَ وَ رَکَعَ فَکَبِّرُوْا وَارْکَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْکَعُ قَبْلَکُمْ وَ یَرْفَعُ قَبْلَکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتِلْکَ بِتِلْکَ قَالَ وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یَسْمَعُ اللّٰہُ لَکُمْ [۳۵] ''جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرو پھر تم میں سے تمہارا کوئی اِمام بن جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب اِمام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ اِلٰی آخِرِہٖ کہے تو تم آمین کہو- (اللہ تبارک و تعالیٰ) تمہاری آمین قبول فرمائے گا پھر جب تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو- اِمام تم سے پہلے رکوع میں جائے گا اور تم سے پہلے سر اُٹھائے گا- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اِس کے بدلے میں ہوا اور جب اِمام کہے: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ تو تم کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔

---

[۳۵] مشکوٰۃ ص ۷۹، مرآۃ جلد ۲ ص ۴۶، مسلم جلد ص، نصب الرایہ جلد ۱ ص ۳۶۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۳۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۹۷۲، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۹۶، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۹۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۳۰۶۹-

رکوع

لغت میں رکوع کا معنیٰ ہے جھکنا یعنی پشت کو خم کرنا۔ کہتے ہیں رَکَعَ الشَّیْخُ ''بڑھاپے کی وجہ سے بوڑھے کی پشت خم ہوگئی''۔ ابنِ فارس نے بھی اِس کے بنیادی معنی جھکنے کے لکھے ہیں۔

اِمام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ رکوع کے معنی جھکنے کے ہیں اور نماز میں خاص شکل میں جھکنے پر بولا جاتا ہے اور کبھی محض عاجزی اور انکساری کے معنی میں آتا ہے خواہ بطورِ عبادت ہو یا بغیر عبادت کے۔ کبھی پوری رکعت کو بلکہ پوری نماز کو بھی رکوع کہہ دیتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ (البقرہ:۴۳) ''اور جو (ہمارے حضور بوقتِ نماز) جھکتے ہیں تم بھی اُن کے ساتھ جھکا کرو''۔ رکوع ہر رکعت کا رکن ہے کہ رکوع مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

رکوع وسجود میں تکبیر کہنا:

اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اَبْوَابُ الصَّلاۃِ'' میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ مَاجَآءَ فِی التَّکْبِیْرِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَ السُّجُوْدِ (باب رکوع وسجود کے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کے بیان میں)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُکَبِّرُ فِیْ کُلِّ خَفْضٍ وَّ رَفْعٍ وَّ قِیَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّاَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ[۱] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جھکنے کے وقت یعنی رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت

---

[۱] ترمذی جلد۱ص ۵۹، مسند احمد جلد۱ص ۴۲۲، شرح السنۃ جلد۲ص ۲۲۶، نسائی جلد۱ص ۱۶۰۔

اور اُٹھنے کے وقت، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت تکبیر کہتے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی ایسا ہی کرتے تھے"۔

رکوع کا ملنا:

جو شخص اُس وقت آئے جب اِمام حالتِ رکوع میں ہو، وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے تو اُس کی یہ رکعت شمار کی جاتی ہے اگرچہ اُس نے قرأت نہیں سنی، جب رکعت نکل جانے کے خوف سے یہ بات جائز ہے تو اِس بات کا احتمال ہے کہ یہ ضرورت کے تحت جائز ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اِس کا جواز اِس بنیاد پر ہو کہ اِمام کے پیچھے قرأت فرض نہیں۔

رکوع، سجود اور قومہ و جلسہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں "کَانَ رُکُوْعُ النَّبِیِّ ﷺ وَ سُجُوْدُہٗ وَ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ وَ اِذْ رَفَعَ مِنَ الرُّکُوْعِ مَاخَلَا الْقِیَامَ وَ الْقُعُوْدَ قَرِیْبًا مِّنَ السَّوَاءِ"[۲] "نبی کریم ﷺ کا رکوع (مبارک) اور سجدہ (شریف) اور دو (نورانی) سجدوں کے درمیان نشست (مبارک) اور جب رکوع (مبارک) سے سر (انور) اُٹھاتے، سوائے قیام اور بیٹھنے کے قریباً برابر تھا"۔ یعنی قیام مبارک تو تلاوت شریف کی وجہ سے اور قعود مبارک التحیات، دُرود شریف اور دُعاؤں کی وجہ سے دراز ہوتے تھے، اِن کے سوا باقی ارکان نماز مثلاً رکوع و سجود وغیرہ برابر ہوتے تھے، نہ بہت دراز نہ بہت مختصر۔

رکوع میں زائد الفاظ:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،

---

[۲] بخاری جلد ۱ ص ۱۱۹، مسلم جلد ۱ ص ۱۶۹، مسلم جلد ۱ ص ۱۸۹، مشکوٰۃ ص ۸۲، مرآۃ جلد ۲ ص ۶۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۳۶، نسائی حدیث نمبر ۱۰۶۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۵۴۔

فرماتی ہیں، کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ رُکُوْعِہٖ وَ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ یَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ [۳]

''نبی کریم ﷺ اپنے رکوع و سجود میں یہ الفاظ زیادہ پڑھتے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ''پاک ہے تیری ذات اے اللہ (جل جلالک) ساتھ تیری تعریف کے اے اللہ (جل شانک) مجھے بخش دے''۔ آپ ﷺ قرآنِ (مجید) میں جو حکم اُترتا اُس پر عمل کرتے تھے۔

جب سورۃ النصر نازل ہوئی اور اُس میں فرمایا گیا کہ ''فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ط'' تو آپ ﷺ نوافل خصوصاً تہجد کے رکوع و سجود میں یہ پڑھا کرتے تھے۔ اِس آیت مقدسہ میں سرکارِ کائنات ﷺ کو اپنے رکوع و سجود میں تسبیح و استغفار کا حکم دیا گیا ہے جب کہ اُمّت کے لئے اِس میں تعلیم ہے۔

رکوع کی ایک اور تسبیح:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِہٖ وَ سُجُوْدِہٖ ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِکَۃِ وَالرُّوْحِ'' [۴] ''بے شک نبی کریم ﷺ اپنے رکوع و سجود میں فرماتے تھے فرشتوں اور روحوں کا (سب کا) ربّ ذوالجلال پاک ہے''۔ روح سے مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں۔ اِنہیں روح الامین علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔

---

[۳] بخاری جلد ا ص ۱۱۳، مسلم جلد ا ص ۱۹۲، مشکوٰۃ ص ۸۲، مرآۃ جلد ۲ ص ۷۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۳۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۷، نسائی حدیث نمبر ۱۱۲۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۹، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۹۰، مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۴۶-۴۔ مشکوٰۃ ص ۸۲، مرآۃ جلد ۲ ص ۷۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۵، نسائی جلد ا ص ۱۶۰، مسند احمد جلد ا ص ۲۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۸۸، مسلم حدیث نمبر ۴۸۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۲۔

رکوع میں تلاوت کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَلَا اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاکِعًا وَّ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّکُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِیْهِ الرَّبَّ وَ اَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِی الدُّعَآءِ فَقَمِنٌ اَنْ یُّسْتَجَابَ لَکُمْ [۵] ''مجھے رکوع یا سجدے میں تلاوتِ قرآنِ مجید سے منع کیا گیا ہے- رکوع میں تو ربّ (ذوالجلال) کی تعظیم کرو اور سجود میں دُعا میں کوشش کرو کہ وہ دُعائیں قبولیت کے لائق ہیں''-

(۱) رکوع و سجود کی حالتوں میں اِنسان کے انتہائی عجز کا اظہار ہے- لہٰذا اِس وقت کتاب عظیم کا پڑھنا مناسب نہیں ہے- رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمَ پڑھ کر اپنے عجز کا اظہار ہے اور قولاً ربّ کریم کی عظمت کا اقرار ہے- نفل نمازوں میں صراحتاً دُعائیں مانگیں اور دیگر نمازوں کے سجدوں میں ربّ کریم کی تسبیح و تحمید کریں کہ یہ بھی ضمنی دُعا ہے- اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف بھی دُعا ہے- سجدے میں بندے کو ربّ کا انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے، اس حالت میں دُعا (انشاء اللہ) قبول ہوگی۔

فرشتوں کی موافقت سے قبولیتِ دُعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ [۶]

---

[۵] نسائی جلد ا ص ۶۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۸۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۷۳' مسلم حدیث نمبر ۴۷۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۶' مسند احمد جلد ا ص ۱۵۵۔ [۶] مشکوٰۃ ص ۸۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۳۷' بخاری جلد ا ص ۱۰۹' مسلم جلد ا ص ۱۷۶' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۴۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷' نسائی حدیث نمبر ۱۰۶۳۔

''جب اِمام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا کلام فرشتوں کے کلام سے موافق ہوگا اُس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے''۔

مسئلہ: جماعت میں اِمام صرف ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'' کہے گا اور مقتدی صرف اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہے گا اور مقتدی یہ کلمات آہستہ کہے گا۔

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ سے زیادہ حصّہ ''مستحب'':

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر انور اُٹھایا تو فرمایا: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک شخص نے کہا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ ''اے ہمارے ربّ اور تیرے ہی لئے بہت حمد ہے طیّب برکت والی حمد''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں (جس شخص نے یہ کلمات پڑھے تھے) اُس نے عرض کیا میں نے یہ کلمات پڑھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رَاَیْتُ بِضْعَۃً وَّ ثَلَاثِیْنَ مَلَکًا یَبْتَدِرُوْنَھَا اَیُّھُمْ یَکْتُبُھَا اَوَّلُ[۷] ''میں نے چند اور تیس فرشتوں کو دیکھا کہ اُن میں جلدی کر رہے ہیں کہ پہلے اُن کو کون لکھے''؟

خصائص (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ نماز جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فرشتوں کے حالات دیکھ لیتے ہیں۔ ایسے ہی اُن کے کلمات کو بھی سن لیتے ہیں اور یہ دیکھنا اور سننا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خشوع و خضوع میں خلل نہ ڈالتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ مبارک

---

[۷] مرآۃ جلد۲ ص ۱۷، مشکوٰۃ ص ۸۲، مسند احمد جلد۴ ص ۳۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۸۸، نسائی جلد۱ ص ۱۶۰، بخاری حدیث نمبر ۷۹۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۷۷۰، نسائی حدیث نمبر ۱۰۶۲۔

ایسا بنایا گیا کہ بیک وقت خالق کا ارشاد مبارک بھی سنے اور مخلوق کی باتیں بھی، خالق سے انوار و تجلیات لیتا ہے اور مخلوق کو دیتا ہے۔ (۲) مقتدی نے آہستہ آواز سے محولہ بالا کلمات پڑھے مگر رسولِ کریم ﷺ نے اُنہیں سُن لیا۔ آپ ﷺ کا پوچھنا دوسروں کو سنانے کے لئے تھا۔ (۳) ہر فرشتہ یہ چاہتا تھا کہ پہلے میں لکھ کر بارگاہِ الٰہی میں پیش کردوں تا کہ مجھے قربِ الٰہی نصیب ہو۔ یہ فرشتے نامۂ اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔

مسئلہ: فرض نمازوں میں محولہ بالا کلمات قومہ میں کہنا جائز ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب آیت مبارکہ: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ نازل ہوئی تو رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اِجْعَلُوْهَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ [۸] ''اسے اپنے رکوع میں کرلو'' اور جب آیتِ مبارکہ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اپنے سجدے میں کہو۔ یعنی رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' کہو اور سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' کہو۔ اِس حدیث شریف کی تشریح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ فِیْ رُکُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُکُوْعُهٗ وَ ذٰلِکَ اَدْنَاهُ ''جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہہ لے تو اُس کا

---

[۸] مرآۃ جلد۲ ص ۷۴، مشکوٰۃ ص ۸۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۶۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۷، مسند احمد جلد۴ ص ۱۵۵، مرقاۃ جلد۲ ص ۵۵۴-۹ مشکوٰۃ ص ۸۲، مسند احمد جلد۴ ص ۱۵۵، دارمی جلد۱ ص ۲۹۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۶۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص ۳۲۲، نصب الرایۃ جلد۱ ص ۳۷۶۔

رکوع پورا ہو گیا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے"۔

وَ اِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَ ذٰلِکَ اَدْنَاہُ [۹] "اور جب سجدہ کرے تو اپنے سجدوں میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" تین بار کہہ لے تو اُس کے سجدے پورے ہو گئے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے"۔

نماز کا چور:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ کَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ؟ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَ لَا سُجُوْدَھَا [۱۰] "لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ اپنی نماز میں چوری کیسے کرے گا؟ فرمایا رکوع اور سجود پورے نہ کرے"۔

مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پاتا ہے تو کچھ ناجائز نفع بھی اُٹھا لیتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا نفع کچھ حاصل نہیں کرتا۔ مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے، نماز کا چور اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق مارتا ہے۔ نماز کے ہر رکن کو پورا کرنا چاہئے کیونکہ ارکان نماز کو پورا نہ کرنے والا بدترین چور ہے۔

بدترین چور:

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا تَرَوْنَ فِی الشَّارِبِ وَالزَّانِیْ وَالسَّارِقِ؟ وَذَالِکَ

---

[۱۰] الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۳۵، مشکوٰۃ ص ۸۳، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۱۰، مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۲۲۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۲۷۳، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۲۰۔

قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ فِیْھِمُ الْحُدُوْدُ قَالُوْا اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھُنَّ فَوَاحِشُ وَ فِیْھِنَّ عُقُوْبَۃٌ وَّ اَسْوَءُ السَّرِقَۃِ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا وَ کَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ لَایُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَاسُجُوْدَھَا [۱۱]

''تم زانی، شرابی اور چور کے متعلق کیا سمجھتے ہو؟ اور یہ سوال اُن کی سزائیں اُترنے سے پہلے تھا۔ لوگ بولے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کا رسول (ﷺ) جانیں۔ فرمایا یہ گناہ کبیرہ ہیں۔ اِس میں سخت عذاب ہے اور بدترین چوری اُس کی ہے جو اپنی نماز میں سے چرائے، لوگوں نے عرض کیا، نماز میں سے کیسے چرائے گا؟ فرمایا: اُس کا رکوع اور سجود پورے نہ کرے''۔

رکوع کیسے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰکُمْ مِنْ بَعْدِیْ [۱۲] ''رکوع اور سجدے پورے کرو، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں''۔

---

[۱۱] الترغیب والترہیب جلد۱ص ۳۳۹، مشکوٰۃ ص ۸۳، مرآۃ جلد۲ص ۷۸۔ [۱۲] مشکوٰۃ ص ۸۲، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۲۹، مسلم جلد۱ص ۱۸۰، بخاری جلد۱ص ۱۰۲، مرآۃ جلد۲ص ۶۸۔

تاریخِ وضو و مسائل

تالیف: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور۔ 6846677

☆☆☆

سجدہ

سجدہ اور اُس کی بزرگی:

لغت میں سجدہ ''زمین پر سر رکھنے، عاجزی کرنے اور سر نیچا کرنے'' کو کہتے ہیں- اِس کے اصل معنی فروتنی اور عاجزی کرنے کے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے عاجزی اور اُس کی عبادت کرنے کو سجود کہا جاتا ہے اور انسان، حیوانات اور جمادات سب کے حق میں ہے- اِس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سجدۂ اختیاری (۲) سجدۂ تسخیری

سجدۂ اختیاری اِنسان کے ساتھ خاص ہے اور اِس سے وہ ثواب الٰہی کا مستحق ہوتا ہے- سورۃ النجم کی آخری آیتِ مبارکہ میں ہے: (ترجمہ) ''سو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے سجدہ کرو اور اُسی کی عبادت کرو''-

سجدۂ تسخیری وہ ہے، جو اِنسان، حیوانات اور جمادات سب کے حق میں عام ہے- چنانچہ فرمایا: ''(فرشتے) جو آسمان میں ہیں اور جو اِنسان زمین میں ہیں، چار و ناچار اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور صبح وشام اُن کے سائے (بھی اُس کو سجدہ کرتے ہیں)''۔ (الرعد:۱۵)

نیز فرمایا: ''اور جتنی چیزیں آسمانوں اور جتنی جاندار چیزیں زمین میں ہیں اور فرشتے سب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے آگے سربسجود ہیں''۔ (النحل:۴۹)-

اصطلاحِ شریعت میں ''سجود'' کو نماز کا خاص رکن قرار دیا گیا ہے اور اِس کا اطلاق سجودِ قرآنِ مجید اور سجودِ شکر پر بھی ہے-

سجدہ کی اقسام:

سجدہ کی تین اقسام ہیں:

(۱) سجدۂ عبادت (۲) سجدۂ تعظیمی (۳) سجدۂ تحیۃ

سجدۂ عبادت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہوتا ہے- سجدۂ تعظیمی وہ تھا جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا اور سجدۂ تحیت وہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا- سجدۂ عبادت اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو جائز نہیں- اگر کسی کو ایسا سجدہ کیا جائے تو شرک ہے- سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ تحیت اِسلام میں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں- سجدہ اندرونِ نماز بھی عبادت ہے اور بیرونِ نماز بھی۔ جیسے سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت- جبکہ قیام اور رکوع اندرونِ نماز تو عبادت ہے لیکن بیرونِ نماز عبادت نہیں- مثلاً بنک میں بلوں کی ادائیگی کے لئے اپنی باری کے انتظار میں کھڑے رہنا، قیام کرنا۔ جوتوں کے تسمے باندھنے کے لئے رکوع کی حد تک جھکنا- یا گری ہوئی چیز کو اُٹھانے کے لئے جھکنا۔

قربِ اِلٰہی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ** [1] ''بندہ اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس حالت میں کثرت سے دُعا کرو''-

سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنا:

حضرت مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے اور حضرت

---

[1] مسلم جلد ۱ ص ۱۹۱، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۲، مشکوٰۃ ص ۸۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۷-

عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی: فَكَانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ كَبَّرَ وَاِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِیْ ''وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے اور دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا''۔ فَقَالَ لَقَدْ ذَكَّرَنِیْ هٰذَا قَالَ كَلِمَةً يَعْنِیْ صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم [۲] ''تو اُنہوں نے فرمایا' اِنہوں نے (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے) حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی''۔

سجدہ کے لئے جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھیں یا گھٹنے؟

دو روایات مبارکہ اور بحث:

(۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَ اِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ [۳] ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اُٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے''۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ [۴] ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اُونٹ کی طرح نہ بیٹھے' چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے''۔

---

[۲] نسائی جلد ا ص ۱۶۴-[۳] ترمذی جلد ا ص ۶۱' نسائی جلد ا ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۳۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۲' مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۹۔ [۴] نسائی جلد ا ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۹۹' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۴۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۴۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۹۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی محولہ بالا دوسری حدیث شریف بظاہر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی پہلی حدیث شریف کے خلاف ہے کیونکہ اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے اور اوّل حدیث شریف اِس پر دلالت کرتی ہے کہ زانو پہلے زمین پر رکھے جائیں۔ حضرت اِمام اعظم ابوحنیفہ، حضرت اِمام شافعی اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے اِن کے مشہور قول کے مطابق حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف پر عمل کیا ہے اور ہاتھوں سے پہلے زانو زمین پر رکھتے ہیں۔ علماء نے یہاں یہ بھی کہا ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف کی ناسخ ہے۔ صحیح ابنِ خزیمہ میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدۂ مبارکہ کی ابتداء فرماتے تو پہلے نورانی گھٹنے مبارک زمین پر رکھتے جب کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اَحادیثِ مبارکہ میں ہے کہ ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ مبارک زمین پر رکھتے تھے تو ہمیں فرمایا گیا کہ ہم پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ ص ۲۵۰ مترجم فرید بک سٹال لاہور)۔

سُنّت یہ ہے کہ سجدے میں جاتے وقت زمین سے قریب والا عضو، زمین پر پہلے رکھے یعنی پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور سجدے سے اُٹھتے وقت اِس کے برعکس کرے کہ پہلے پیشانی اُٹھائے پھر ناک پھر گھٹنے۔ (مرآۃ جلد۲ ص ۸۵)۔

صاحبِ مشکوٰۃ المصابیح نے لکھا ہے وَ قِیْلَ ھٰذَا مَنْسُوْخٌ اور کہا گیا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف)۔

سجدہ کی ترکیب:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم

ﷺ نے فرمایا: اِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَ ارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ ۵
''جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں رکھو اور کہنیاں اُٹھاؤ''۔ (یہ حکم مردوں کے لئے ہے)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى لَوْ اَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ ۶ ''نبی کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھتے حتیٰ کہ اگر بکری کا بچہ آپ ﷺ کے ہاتھوں (یعنی کہنیوں) کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا''۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ۷
''نبی کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں (یعنی بازوؤں اور کہنیوں) کے درمیان کشادگی فرماتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی''۔

سجدہ میں ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بِالْاَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِيْ وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهٗ ثُمَّ اِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَاِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ ۸ ''جو (نماز میں) جہاں اپنی پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی وہیں رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے۔ جب (سجدہ سے) سر اُٹھائے تو ہاتھ بھی اُٹھائے

---

۵ مسلم جلد ا ص ۱۹۴' مشکوٰۃ ص ۸۳' مسند احمد جلد ۹ ص ۲۸۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۳۔
۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۸۹۸' مشکوٰۃ ص ۸۳' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۶' کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۸۹۵' حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۱۰۰' نسائی جلد ا ص ۱۶۷' مسلم جلد ا ص ۱۹۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۰' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۳۱۔ ۷ مشکوٰۃ ص ۸۴' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۵' بخاری حدیث نمبر ۳۹۰' مسلم حدیث نمبر ۴۹۵' نسائی حدیث نمبر ۱۱۰۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۳-۸۔ مرآۃ جلد ۲ ص ۸۸' نسائی جلد ا ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۹۲۔

کیونکہ جیسے چہرہ سجدہ کرتا ہے ویسے ہی ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں''۔

مطلب یہ کہ ہاتھ بھی اُسی جگہ کے قریب رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے۔ پیشانی کے آس پاس، ہاتھوں کو چہرے سے دُور اور آگے یا پیچھے نہ رکھے یا عبارت کا یہ معنی ہے کہ ہاتھ بھی زمین پر اِسی طرح رکھے جس طرح اِس نے پیشانی رکھی ہے یعنی اُنگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

سات ہڈیوں پر سجدہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتُ الثِّيَابَ وَ لَا الشَّعْرَ** [۹] ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے کناروں پر اور یہ کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں''۔

اگرچہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اَصل ہے اور ناک اِس کی تابع، اِس لئے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں۔ اِس طرح کہ دس کی دس اُنگلیوں کے سرے کعبۃ اللہ کی طرف رہیں۔

محولہ بالا حدیث مبارکہ پر شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی بحث:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز محولہ بالا حدیث شریف پر بحث

---

[۹] بخاری جلد ا ص ۱۱۲، مسلم جلد ا ص ۱۹۳، مشکوٰۃ ص ۸۳ مرآۃ جلد ۲ ص ۷۹، نسائی جلد ا ص ۱۶۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۳، مسند احمد جلد ا ص ۲۹۲، ترمذی جلد ا ص ۶۲، تلخیص الحبیر جلد ا ص ۲۵۱، قرطبی جلد ا جزا حدیث نمبر ۳۴۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۰۔

کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اِن تمام اعضاء کو سجدہ میں زمین پر رکھنا چاہئے۔ ایک روایت میں جَبْہٌ کی بجائے وَجْہٌ کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں جَبْہٌ (پیشانی) کے ساتھ اَنْفٌ یعنی ناک کا ذکر بھی آیا ہے۔ اِسی بنا پر اکثر ائمہ حضرات اِس طرف گئے ہیں کہ ناک اور پیشانی دونوں زمین پر رکھنی چاہئیں اور دونوں کے بغیر سجدہ جائز نہ ہوگا۔ فقہ حنفی میں پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرنا افضل ہے اور اگر دونوں میں سے ایک پر کریں تو بھی کافی ہے۔ اگر صرف پیشانی سے سجدہ کریں تو ایک روایت میں حضرت اِمام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔ ایک دوسری روایت میں جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ البتہ ہاتھوں اور زانوؤں کا زمین پر رکھنا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک سُنّت ہے اور حضرت ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر زانوں زمین پر نہ رکھے تو سجدہ جائز نہ ہوگا جیسا کہ شرح ابن الہمام (رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ہے اور پاؤں کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر دونوں (پاؤں) اُٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اُٹھائے رکھا تو نماز مکروہ ہوگی''۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ص۲۴۲ مترجم)

کپڑے پر سجدہ کریں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اِتِّقَآءِ الْحَرِّ [۱۰] ''جب ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوپہر کو نماز پڑھتے تو گرمی کی وجہ سے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے''۔

دو سجدوں کے درمیان اکڑوں بیٹھنا منع ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا عَلِيُّ اِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ

---

[۱۰] نسائی جلد۱ص۱۶۷۔

لِنَفْسِیْ وَ اَکْرَہُ لَکَ مَا اَکْرَہُ لِنَفْسِیْ لَا تُقْعِ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ [۱۱]

''اے علی (رضی اللہ عنہ) میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تیرے لئے وہی چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں- دو سجدوں کے درمیان اکڑوں نہ بیٹھنا''-

اقعا: دو سجدوں کے درمیان **اقعا** نہ کرنا' **اقعا** کا معنی ہے' سرین زمین پر رکھ لینا اور دونوں زانوں کھڑے کر لینا'' ہدایہ شریف میں **اقعا** کی یہی تفسیر کی گئی ہے اور صاحب ہدایہ شریف نے یہ تفسیر کر کے فرمایا: **وھو الصحیح** (یعنی **اقعا** کی یہی تفسیر صحیح ہے) نمازی جب بھی بیٹھے دو زانو بیٹھے-

سجدوں کی تسبیح:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: **سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی** تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: **اِجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ** [۱۲] ''اِس کو اپنے سجدوں میں کیا کرو''-

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: **اِذَا سَجَدَ قَالَ (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) ثَلٰثَ مَرَّاتٍ** [۱۳] ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو تین مرتبہ پڑھتے' **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** پاک ہے میرا ربّ جو سب سے اعلیٰ ہے''-

سجدہ میں دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے ایک رات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر نہ دیکھا' میں دیکھنے چلی

---

[۱۱] ترمذی جلد ا ص ۶۳' مشکوٰۃ ص ۸۴' مرآۃ جلد ۲ ص ۸۷' مسند احمد جلد ا ص ۱۴۶' مصنّف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۸۳۶' کنزالعمال حدیث ۴۱۸۷۷- ۴۴۰۰۲- ۴۴۰۵۹- [۱۲] ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۷- [۱۳] ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۸' ابوداؤد جلد ا ص ۱۳۳-

تو آپ ﷺ کو سجدے میں پایا۔ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے (پنجے زمین پر لگے ہوئے تھے' اس طرح کہ انگلیوں مبارک کا رخ قبلہ شریف کی طرف تھا) اور آپ ﷺ یہ دُعا فرما رہے تھے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ** [۱۴] ''یا اللہ (جل جلالک) میں تیرے غصّے سے تیری خوشی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری مغفرت کی تیرے عذاب سے اور تیری پوری تعریف نہیں کرسکتا تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تو ہم سے ہر وقت قریب ہے، ہم اُس سے دُور رہتے ہیں۔ البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اُس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے۔ لہٰذا اِس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں' مانگ لیں۔

مسئلہ: نوافل کے سجدوں میں اکثر دُعائیں کی جاسکتی ہیں

مسئلہ: فرائض کے سجدوں میں تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** اور کبھی کبھی جب تنہا نماز فرض ادا کرتے ہوں تو اور دُعا بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: اِمام کو نمازِ فرض کے سجدوں میں تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** تین مرتبہ ہی پڑھنی چاہئے۔

سجدوں کی ایک اور دُعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِہٖ** ''نبی کریم ﷺ سجدہ میں یہ دُعا (اُمّت کی تعلیم

---

[۱۴] نسائی جلد ا ص ۱۶۹' مشکوٰۃ ص ۸۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۳۳۔۸۷۹' ترمذی حدیث نمبر ۳۴۹۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۴۱' مسند احمد جلد ا ص ۹۶' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۵۵' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۰۶' مسلم حدیث نمبر ۴۸۶۔

کے لئے) پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَّتَہٗ وَسِرَّہٗ [۱۵] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میرے سارے گناہ بخش دے، چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، کھلے چھپے''۔ ظاہر یہ ہے کہ دُعا نفلوں کے سجدے میں تھی یا کبھی کبھار فرائض کے سجدے میں بیانِ جواز کے لئے ایسی تمام دُعائیں اُمّت کی تعلیم کے لئے ہیں۔

دو سجدوں کے درمیان (یعنی جلسہ میں) دُعا: ''مستحب''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دُعا فرماتے تھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ [۱۶] ''الٰہی مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھ کو ہدایت عطا فرما، مجھے عافیت اور رزق عطا فرما''۔

''یہ دُعا نوافل میں ہمیشہ فرماتے، فرائض میں کبھی کبھی کیونکہ فرائض میں جماعت اور اختصار کا اہتمام ہے جبکہ نوافل میں آزادی ہے''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ [۱۷] ''نبی کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان دُعا کرتے تھے رَبِّ اغْفِرْلِیْ ''اے میرے ربّ مجھے بخش دے''۔ یہ حدیث شریف پہلی حدیث شریف کے خلاف نہیں کیونکہ رسولِ کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان کبھی مختصر کلمات والی دُعا فرماتے کبھی حضرت عبداللہ بن

---

[۱۵] مسلم جلد ا ص ۱۹۱، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۱، مشکوٰۃ ص ۸۴، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۸۔ [۱۶] ابوداؤد جلد ا ص ۱۳۰، ترمذی حدیث نمبر ۲۸۶، مشکوٰۃ جلد ص ۸۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۶، مسند احمد جلد ا ص ۱۸۰، مستدرک حاکم جلد ا ص ۲۶۲، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۷۴۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۹۸، مسند احمد جلد ا ص ۳۷۱، مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۷۱۔ [۱۷] مشکوٰۃ ص ۸۶، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۹۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۲۲۔

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کلمات والی دُعا۔

سجدہ میں ٹھونگیں مارنا:

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَّقْرَةِ الْغُرَابِ وَ اِفْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُّوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ[۱۸] ”نبی کریم ﷺ نے کوّے کی طرح ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح ہاتھ بچھانے سے منع فرمایا اور اِس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص مسجد میں جگہ مقرر کر لے جیسے اُونٹ مقرر کر لیتا ہے“۔ بعض اَحادیثِ مبارکہ میں نقر دیک (مرغ کا دانہ چگنا) کے الفاظ واقع ہوئے ہیں۔ اِس لفظ میں نَقْرَةِ الْغُرَابِ سے بھی زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ ساجد (نمازی) سجدہ میں ایسی جلدی نہ کرے جیسے کوّا زمین پر چونچ مار کر فوراً اُٹھا لیتا ہے اور بازو ایسے نہ بچھائے جیسے درندے (کتا، بھیڑیا یا شیر وغیرہ) اپنے بازو بچھا لیتے ہیں۔

مسئلہ: اِس حدیث شریف میں نمازی مرد کو اِس سے منع فرمایا ہے کہ وہ مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کرے اور دوسروں کو اِس سے روک دے۔ جیسا کہ اُونٹ کرتا ہے کہ وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ متعین کر لیتا ہے اور دوسروں کو وہاں بیٹھنے نہیں دیتا اور چونکہ مسجد سب لوگوں کی جگہ ہے اِس لئے تمام مسلمان اِس میں جس جگہ چاہیں بیٹھنے اور عبادت کرنے کا حق رکھتے ہیں تو مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لئے مختص کر لینا اور دوسروں کو اِس سے روکنا مکروہ وممنوع ہے۔ البتہ شرعی ضرورت کے لئے جگہ مقرر کر لینا جائز ہے۔ جیسے:۔

(۱) اِمام کے لئے محراب مقرر ہے یا مصلّائے اِمامت مقرر ہے۔

(۲) بعض مسجدوں میں مکبّر کے لئے جگہ مقرر ہوتی ہے کہ وہ اِمام کے پیچھے، محاذی یا کچھ دائیں جانب بیٹھتا ہے مگر سنتیں اور نوافل ہٹ کر پڑھے۔

(۳) مسجد میں جو پہلے جس جگہ بیٹھے وہاں کا وہی مستحق ہے۔

---

[۱۸] ابوداؤد جلد ا ص ۱۳۲، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۷، مشکوٰۃ ص ۸۴، نسائی جلد ا ص ۱۶۶ (مختصراً)۔

(۴) حاکم وقت معذوری کی بنا پر حفاظتی اقدامات کے طور پر اپنے لئے امام کے پیچھے جگہ مقرر کرتے ہیں یا کراتے ہیں۔

(۵) جو نمازی جس جگہ بیٹھا ہو اگر وہاں سے کسی ضرورت کی بنا پر اُٹھے اور دوبارہ آنے کا ارادہ ہو تو اُس جگہ اپنی کوئی چیز رکھ لے تاکہ نئے آنے والے کو اطلاع ہو کہ یہاں پہلے سے کوئی نمازی شخص بیٹھا ہوا ہے۔

سجدہ پورا کرنا اور شانِ مصطفیٰ ﷺ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰكُمْ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِیْ فِیْ رُكُوْعِكُمْ وَسُجُوْدِكُمْ [۱۹] ''رکوع وسجود کو پورا کرو مجھے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم میں اپنے پیچھے سے تمہیں تمہارے رکوع وسجود کو دیکھتا ہوں''۔

سجدہ میں قرآنِ مجید پڑھنے کی ممانعت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْرَأَ رَاكِعًا وَّ سَاجِدًا [۲۰] ''مجھے رسولِ کریم ﷺ نے رکوع اور سجود میں قرآنِ مجید پڑھنے سے منع فرمایا''۔

نگاہِ کرم سے محرومی:

حضرت طلق بن علی حنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی صَلٰوةِ عَبْدٍ لَّا یُقِیْمُ فِیْهَا صُلْبَهٗ بَیْنَ خُشُوْعِهَا وَ سُجُوْدِهَا [۲۱] ''اللہ (عزوجل) اُس بندے کی طرف

---

[۱۹] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۸-۲۰ [۲۰] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۸-۲۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۵، مشکوٰۃ ص ۸۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۷، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۳۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۷۵۸-۱۹۷۸۹-

نگاہِ (کرم) نہیں فرماتا جو نماز پڑھتے وقت رکوع وسجود میں اپنی پشت (یعنی پیٹھ) سیدھی نہیں کرتا''۔

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونا یعنی قومہ کرنا واجب ہے اور دوسجدوں کے درمیان سیدھا نہ بیٹھنا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی ناراضگی کا سبب ہے۔ نظرنہ فرمانے سے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ ایسے نمازی کی نماز قبول نہ فرمانا یا شرعاً نماز قبول نہ ہونا- پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک اُنگلی کا پیٹ لگنا شرط۔ تو اگر کسی نے اِس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف اُنگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نہ ہوئی اِس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے۔

مسئلہ: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اَب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کمانی دار گدے پر سجدے میں پیشانی خوب نہیں دبتی، لہٰذا نماز نہ ہوگی۔ ریل گاڑی کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اِسی قسم کے گدے ہوتے ہیں اِس گدے سے اُتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ: عمامہ شریف کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہوگیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصّہ لگا، تو سجدہ نہ ہُوا۔

قعدۂ اَخیرہ

تشہد: (واجب)

لغت میں تشہد کے معنی ہیں گواہ بننا یا گواہی دینا اور دِل میں جو بات ہو اُسے ظاہر کرنا۔ عرف میں کلمہ شہادت پڑھنا اور شہادت کا معنی ہے ایسی سچی خبر دینا جس میں زبان و دل ایک دوسرے کے موافق ہوں اور گواہی دینے اور علم یقینی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مگر شریعت میں التحیات کو تشہد کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اِس میں توحید و رسالت کی گواہی ہوتی ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور یہ وہ ذکر کرنا ہے جو نماز کے قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخریٰ میں کیا جاتا ہے۔

قعدۂ اخیرہ (فرض):

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

تشہد:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدْنَا فِی الرَّكْعَتَيْنِ اَنْ نَّقُوْلَ ''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سکھایا کہ جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں تو ہم کہیں: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ [۱] ''سب عبادتیں زبانی، بدنی اور مالی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ ﷺ پر اے نبی (صلی اللہ علیک وسلم) اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمتیں اور برکتیں۔ اور سلام ہو ہم پر اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے تمام نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (تبارک وتعالیٰ کے محبوب) بندے اور (سب سے پیارے محبوب) رسول ہیں (ﷺ)۔

التحیات ایسے سکھانا جیسے قرآنِ مجید کی سورت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ [۲] ''رسولِ کریم ﷺ ہمیں تشہد یعنی التحیات ایسے سکھاتے تھے، جیسے قرآنِ مجید کی سورت سکھاتے تھے''۔ یعنی جیسا اہتمام قرآنِ مجید کے سکھانے میں کرتے تھے، ویسا ہی التحیات کے سکھانے میں بھی۔ (اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں التحیات واجب ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندوں کی طرف سے اللہ (جلّ مجدہٗ الکریم) پر سلام ہو، (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) پر سلام ہو، (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) پر سلام

---

[۱] مسند احمد جلد ۱ ص ۴۳۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۳۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۴۲، ترمذی جلد ۱ ص ۶۵، نسائی جلد ۱ ص ۱۸۸، ابن ماجہ ص ۶۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۴۷، دار قطنی جلد ۱ ص ۳۵۰۔

[۲] ترمذی جلد ۱ ص ۶۵، نسائی جلد ۱ ص ۱۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۴، ابن ماجہ ص ۶۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۴۷، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۷۲، مشکوٰۃ ص ۸۵۔

ہو فلاں پر سلام ہو'۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلٰوةِ ''جب نبی کریم ﷺ (نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف رُخِ زیبا فرماتے ہوئے) پھرے' ہماری طرف اپنے نورانی چہرۂ مبارک سے متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ نہ کہو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر سلام ہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو خود سلام ہے (یعنی سلام ایک قسم کی دُعا ہے یہ رَبُّ العالمین کے لائق نہیں)' ربِّ کریم ہر عیب سے پاک' ہر آفت سے دور ہے بلکہ وہ (سلام) یعنی سب کو سلامت رکھنے والا ہے۔ اِسی لئے ایک دُعا میں عرض کیا گیا: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ (الٰہی تو سلامت رکھنے والا ہے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز میں بیٹھے: فَلْيَقُلْ، تو کہے: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نمازی بندۂ مومن جب یہ کہے گا تو: اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (تو زمین وآسمان میں ہر نیک بندے کو (سلام) پہنچ جائے گا) پھر ساتھ ہی یہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ[۳] ''پھر جو دُعا اُسے پسند ہو اختیار کرے اور اُس سے دُعا کرے''۔

مسئلہ: معلوم ہوا نمازی جب بھی نماز میں قعدہ کرے تو التحیات پڑھے، خواہ امام کے تابع ہو کر بیٹھے یا خود بیٹھا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی نمازی امام کے ساتھ التحیات میں ملے اور اُس کے بیٹھتے ہی امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیر دے تو التحیات پوری کر کے کھڑا ہو۔

مسئلہ: یہ حدیث شریف احناف کے بہت سے مسائل کا ماخذ ہے۔ جب

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۸۵' مرآۃ جلد ۲ ص ۹۰-۹۲' نسائی جلد ۱ ص ۱۸۸' ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۴۶' بخاری جلد ۱ ص ۱۱۵' مسلم جلد ۱ ص ۱۷۳' ابن ماجہ ص ۶۴' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۷۵-

التحیات واجب ہوئی تو اِس کے رہ جانے پر سجدۂ سہو واجب ہوا جیسا کہ واجبات کا حکم ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ، صَلَوٰتُ اور اَلطَّیِّبَاتُ اِن تین کلموں کی بہت شرحیں ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تحیۃ سے مراد قولی یا زبانی عبادات ہیں، صلوٰت سے مراد بدنی عبادات ہیں اور طیبات سے مراد مالی عبادات ہیں۔

مطلب یہ کہ ہر قسم کی عبادتیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے خاص ہیں چونکہ اِن تینوں عبادات میں سے ہر ایک کی کئی اقسام ہیں، اِس لئے اِن تینوں کو جمع فرمایا گیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اشعۃ اللمعات'' میں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مرقاۃ'' میں اور امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''احیاء العلوم'' میں ''التحیات'' کے باب میں لکھا ہے ''نبی کریم ﷺ کے وجود باجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور اپنے دل میں سچی آرزو کرو کہ یہ سلام آپ ﷺ کی خدمت میں کو پہنچ جائے گا اور تمہیں اُس کا جواب تمہارے سلام کی نسبت سے کامل تر عنایت فرمائیں گے۔ پھر تم اپنے اوپر اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سب نیک بخت بندوں پر سلام کہو اور یہ توقع کرو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں اِس سلام کے جواب میں نیک بندوں کی تعداد کے برابر پورے سلام مرحمت فرمادے گا۔ [۴] صاحب مرقاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نماز میں حضور ﷺ سے خطاب اور کلام، حضور ﷺ کی خصوصیت ہے اگر نمازی کسی اور کو غائبانہ یا حاضرانہ سلام کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [۵]

جب شبِ معراج میں رسولِ کریم ﷺ مقام قاب قوسین پر پہنچے تو ربّ عزّوجلّ سے آپ ﷺ کا محبت بھرا مکالمہ ہوا۔ اولاً رسولِ کریم ﷺ نے عرض کیا:

---

[۴] احیاء العلوم جلد ۱ ص ۳۱۹ (مترجم)۔ [۵] مرآۃ جلد ۲ ص ۹۵۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ

توربّ عزّوجلّ کی طرف سے ارشاد ہوا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

نبی کریم ﷺ نے زائد عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ [۶]

اِس جواب میں حضور ﷺ نے صالح بندوں کو الگ ذکر کر کے گنہگارانِ اُمّت کو غایت کرم سے سلام میں اپنے ساتھ شامل رکھا اور اِس واسطے صیغہ جمع (عَلَیْنَا) اِستعمال فرمایا۔

''اِن دونوں قسموں کے کلاموں کو ادا کر کے نمازی اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید اور رسولِ کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے لیکن نمازی التحیات پڑھتے وقت معراج کی اِس گفتگو کی نقل کی نیّت نہ کرے بلکہ خود بارگاہِ الٰہی میں تحیّۃ اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں سلام عرض کرنے کی نیّت کرے''۔ [۷]

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ''اشعۃ اللمعات'' میں لکھتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کو یہاں مخاطب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اِس کلام کو اپنی اصلی حالت پر رکھا گیا ہے کہ یہ کلام وگفتگو دراصل شبِ معراج کو ربُّ العالمین کی طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ کی گئی ہے اور سلام کے ساتھ آپ ﷺ کو مخاطب کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے تعلیم کے وقت وہی اصل کلمات باقی اور قائم رکھے تاکہ اُمت کو وہ حال یاد دلایا جائے نیز وہ حالت ہمیشہ کے لئے تمام حالات و واقعات میں مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، خصوصاً حالتِ عبادت میں۔ بالخصوص نماز کے آخر میں کہ نورانیت وانکشاف کا وجود اِس

---

[۶] سیرت رسول عربی ''نور بخش توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ (باب اُمّت پر شفقت ورحمت)۔ [۷] مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد۲ص ۸۸ حاشیہ نمبر۳ بحوالہ شامی۔

مقام میں زیادہ اور قوی تر ہے اور بعض عارفین نے کہا کہ یہ خطاب (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ) اِس بنا پر ہے کہ حقیقتِ محمدیہ (ﷺ) جملہ موجودات ذرّوں اور تمام افرادِ ممکنات میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس نبی کریم ﷺ نمازیوں کی ذوات کے درمیان حاضر موجود ہوتے ہیں تو نمازی کو چاہئے کہ اِس معنی وحقیقت سے آگاہ رہے اور مشاہدہ سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے منور اور فیض یاب ہو''۔[۸]

التحیات آہستہ پڑھنا سُنّت ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مِنَ السُّنَّةِ اِخْفَآءُ التَّشَهُّدِ[۹] ''التحیات آہستہ کہنا سُنّت ہے''۔

مسئلہ: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا التحیات آہستہ پڑھنی چاہئے۔

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ فِی التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَ فِیْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ يَدْعُوْا بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا[۱۰] ''رسول اللہ ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ (مبارک) بائیں گھٹنے (مبارک) پر رکھتے اور دایاں ہاتھ مبارک دائیں نورانی گھٹنے (مبارک) پر رکھتے اور ۵۳ کا عقد باندھتے اور کلمہ کی

---

۸ اشعۃ اللمعات جلد۲ ص ۲۵۸ مترجم۔ ۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۹۸۶، ترمذی جلد۱ ص ۶۵، مرآۃ جلد۲ ص ۹۶، مشکوٰۃ ص ۸۵، شرح السنۃ جلد۲ ص ۱۸۰، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۲۳۰۔ ۱۰ مسلم جلد۱ ص ۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۸۵، مرآۃ جلد۲ ص ۸۸، ترمذی جلد۱ ص ۶۵، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۷۲۔

اُنگلی مبارک سے اِشارہ فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی داہنی اُنگلی جو اَنگوٹھے سے ملی ہے' اُسے اُٹھاتے' اِس سے اشارہ کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھاتے''۔

دوسری صورت عقد تسعین (نوے) کے عدد کی گرہ ہے۔ اِس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلیا اور ساتھ والی انگلی بند کرے۔ انگشت شہادت پھیلائے اور انگوٹھے کے سر کو درمیانی انگلی کے سر پر رکھے اور دائرہ بنائے۔ احناف کے نزدیک اور اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختار مذہب میں یہی طریقہ ہے۔ اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے قول قدیم میں اِسی طریقہ کے قائل ہیں۔ [۱۱] بعض اَحادیثِ مبارکہ میں گرہ کے بغیر بھی اِشارے کا ذکر آتا ہے اور بعض احناف کا پسندیدہ مذہب یہی ہے۔ غالباً اِس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک مختلف تھا کہ کبھی گرہ کی صورت میں اشارہ کرتے اور کبھی بغیر گرہ کے اور یہ طریقہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی مسلم کی حدیث شریف میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيَلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ** [۱۲] نبی کریم ﷺ جب بیٹھتے تو کلمہ شریف پڑھتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور اپنی کلمہ والی نورانی اُنگلی شریف سے اشارہ کرتے اور اپنا نورانی اَنگوٹھا مبارک اپنی بیچ والی اُنگلی پر رکھتے (یعنی اَنگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ بنا کر اِشارہ فرماتے) اور بائیں ہتھیلی سے گھٹنے مبارک کو پکڑ لیتے (یہ عمل بیانِ جواز کے لئے ہے) پہلی حدیث شریف کا

---

[۱۱] اشعۃ اللمعات جلد۲ ص ۲۵۵ (مترجم)۔ [۱۲] مسلم جلد۱ ص ۲۱۶' شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۷۳' مشکوٰۃ ص ۸۵۔

عمل التحیات کے لئے تھا یعنی دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر بچھا دینا بہتر ہیں تا کہ دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں قبلہ رو رہیں اور بائیں گھٹنے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لینا جائز ہے۔ لہٰذا نہ تو اَحادیثِ مبارکہ میں تعارض (ٹکراؤ) ہے اور نہ مسلمانوں کا عمل اِس حدیث شریف کے خلاف۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ اِشارہ صرف کلمہ شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ہے جو کلمہ ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے- اوّل سے ہاتھ بچھا ہوتا ہے پھر بعد میں بھی بچھا دیا جاتا ہے تا کہ انگلیاں متوجہ قبلہ ہوں-

نماز کے قعدہ میں تین کام:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِذَاجَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ اَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ وَ اَتْبَعَهَا بَصَرَهٗ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ [۱۳]

"جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی نگاہ اُس پر لگاتے پھر فرمایا: رسولِ کریم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے۔ "یہ شیطان پر لوہے سے زیادہ گراں ہے یعنی یہ اُنگلی"-

آپ نماز کے قعدہ میں تین کام کرتے:

(۱) رانوں پر ہاتھ رکھنا، اِس طرح کہ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں تک پہنچ جائیں-

(۲) کلمہ شہادت کے وقت دائیں ہاتھ کے کلمہ کی اُنگلی سے اِشارہ کرنا-

(۳) اِشارے کے وقت نگاہ اُنگلی پر رکھنا (یہ اُنگلی کا اِشارہ شیطان کو نیزے اور تیر اور میزائل سے زیادہ تکلیف پہنچاتا ہے)-

---

[۱۳] مسند احمد جلد۲ ص ۱۱۹، مرآۃ جلد۲ ص ۹۶، مشکوٰۃ ص ۸۵، مجمع الزوائد جلد۲ ص ۱۳۰-[۱۴] نسائی جلد۱ ص ۱۸۷، شرح السنۃ جلد۲ ص ۴۷۲-

دو اُنگلیوں سے اِشارہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّ رَجُلاً كَانَ يَدْعُوْ بِاِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحِّدْ اَحِّدْ [۱۴] ''ایک شخص اپنی دو اُنگلیوں سے اِشارہ کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سے کرو، ایک سے کرو''۔ یعنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی سے اِشارہ کرو، بائیں ہاتھ کی اُنگلی نہ اُٹھاؤ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَمَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَ قَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَ حَلَقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهُ فَرَاَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْ بِهَا [۱۵] ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں (مبارک) بچھایا اور اپنا بایاں (نورانی) ہاتھ بائیں ران مبارک پر رکھا اور اپنی دا ہنی کہنی (مبارک) دا ہنی ران پر دراز کی۔ دو اُنگلیاں بند کیں اور حلقہ بنایا پھر اپنی اُنگلی شریف اُٹھائی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اُسے ہلاتے تھے اور اُس سے اشارہ فرماتے تھے۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کلمہ شہادت کے ساتھ والی یعنی) بیچ والی اُنگلی کا اَنگوٹھے سے حلقہ بنایا۔ (۲) یہاں ہلانے سے مراد ہے اُنگلی کا اُٹھانا اور گرانا ہے۔ کیونکہ اِس سے بھی اُنگلی کو حرکت ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَا يُجَاوِزُ بَصَرُهٗ اِشَارَتَهٗ [۱۶] ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا کرتے تو اپنی

---

[۱۵] مشکوٰۃ ص ۸۵، مرآۃ جلد ۲ ص ۹۳۔ [۱۶] مشکوٰۃ ص ۸۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۴۹، نسائی جلد ۱ ص ۱۸۷، مرآۃ جلد ۲ ص ۹۴، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۷۴۔

(نورانی) اُنگلی (مبارک) سے اِشارہ فرماتے مگر اُسے ہلاتے نہ تھے۔ ابوداؤد نے یہ زیادہ کیا ہے کہ آپ ﷺ کی نگاہ اِشارے سے آگے نہ بڑھی''۔ یعنی اُنگلی اُٹھا کر گھماتے نہ تھے اور اِشارے کے وقت آپ ﷺ اپنی انگلی مبارک کو دیکھتے۔

مسئلہ: نماز کی نشست میں نگاہ گود میں ہونی چاہئے۔ گود میں نگاہ ہوتے ہوئے اُنگلی بخوبی نظر آجاتی ہے یعنی اِس کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ اِشارہ کے وقت آسمان یا سجدہ گاہ کو نہ دیکھتے تھے۔

مسئلہ: قیام ورکوع وسجود وقعدۂ اَخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کرلیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہوجائے گی ورنہ نہیں، یونہی رکوع کرنے سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع کیا پھر سجدہ کرلیا ہوجائے گی ورنہ نہیں (بہارِ شریعت)

مسئلہ: جو چیزیں فرض ہیں اُن میں اِمام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی اُن میں کا کوئی فعل اِمام سے پیشتر ادا کر چکا اور اِمام کے ساتھ یا اِمام کے ادا کرنے کے بعد نہ کیا تو نماز نہ ہوگی مثلاً اِمام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرلیا اور اِمام رکوع یا سجدہ میں اَبھی آیا بھی نہ تھا کہ اُس نے سر اُٹھالیا تو اگر اِمام کے ساتھ یا بعد کو ادا کرلیا ہوگئی ورنہ نہیں (بہارِ شریعت)۔

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو تو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کرلیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کرلیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کرلیا تو اِن سب صورتوں میں فرض باطل ہوگئے مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملائے۔ (نفلی ثواب حاصل ہوگا مگر فرض دوبارہ پڑھنا پڑھیں گے۔)

نماز میں دُرود شریف پڑھنا

صلوٰۃ کے معنی ہیں، رحمت یا طلبِ رحمت۔

جب اِس کا فاعل ربِّ ذُوالجلال ہو تو اِس کا معنیٰ رحمت ہوتا ہے، جب اِس کے فاعل بندے ہوں تو اِس کا معنیٰ طلبِ رحمت ہوتا ہے۔ نماز کے آخری قعدے میں دُرود شریف احناف و دیگر ائمہ کے نزدیک سُنّت مؤکدہ ہے۔

حضرت کعب بن حجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب آیت کریمہ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ نازل ہوئی تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہمیں صلوٰۃ وسلام کا حکم فرمایا ہے۔ التحیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا تو ہمیں آ گیا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کیسے عرض کریں؟

صحیح مسلم شریف میں اِمام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب باندھا ہے: بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ التَّشَهُّدِ [1] اِس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا تھا کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر دُرود شریف بھیجو۔ تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سوال کیا۔

نماز میں وہی دُرود شریف پڑھیں گے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں جن میں سے کچھ باحوالہ تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بات ہر شخص کے علم میں آ جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے کسی بھی دُرود شریف کو نماز میں پڑھ لیں تو جائز ہے اور پھر یہ بات یاد رہے کہ جس دُرود شریف میں حضرت ابراہیم

---

[1] مسلم جلد ۱ ص ۱۷۵۔

علیہ السلام کا نام مبارک آتا ہے وہ دُرود شریف ''دُرودِ ابراہیمی'' کہلاتا ہے۔ جب آپ سرکار ﷺ نے مختلف دُرود شریف اِرشاد فرمائے ہیں تو ہمیں کسی خاص دُرود شریف کی قید لگا کر یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم یہ کہیں کہ فلاں دُرود شریف پڑھو اِس کے علاوہ کوئی اور دُرود شریف نہیں پڑھ سکتے۔

(۱) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک صاحب (جن کا نام حضرت بشیر بن سعد المتقدم رضی اللہ عنہ ہے) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ (بے کس پناہ) میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی وہاں موجود تھے، اُنہوں نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلَاتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ؟ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجنا ہے وہ تو ہم جانتے ہیں مگر جب ہم نماز میں آپ (ﷺ) پر دُرود شریف بھیجیں تو کیسے دُرود شریف بھیجیں؟ اللہ (تبارک وتعالیٰ) آپ (ﷺ) پر دُرود (شریف) بھیجے''۔ راوی کہتے ہیں (اُس شخص کا سوال سن کر) نبی کریم (ﷺ) خاموش ہوگئے یہاں تک کہ ہم نے اِس بات کو پسند کیا کہ یہ صاحب سوال نہ ہی کرتے تو اچھا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم ہم پر دُرود شریف بھیجو تو کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ [۲]

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ حضرت) محمد (ﷺ) پر دُرود (شریف) بھیج

---

[۲] جلاء الافہام ص ۵، دار قطنی جلد ۱ ص ۳۵۵، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۱۹، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۲۶۸، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۷۱۱۔

جو نبی اُمّی (ﷺ) ہیں اور آپ (ﷺ) کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرمائی اور (حضرت) محمد (ﷺ) پر برکت بھیج اور اُن کی آل پر جس طرح تو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور اُن کی آل پر جہانوں میں برکت عطا فرمائی ہے۔ بے شک تو تعریفوں والا اور عظمت والا ہے۔ اور سلام اُسی طرح ہے جس طرح تم جان چکے ہو"۔

نوٹ: حضور ﷺ نبی بھی ہیں اور اُمّی (بے پڑھے) بھی۔ آپ (ﷺ) کسی اِنسان یا کسی اور مخلوق یعنی ملائکہ سے بھی نہیں پڑھے ہوئے، لیکن آپ ﷺ بڑی شان والے ہیں۔

نبی کے معنی ہیں خبر دینے والے۔ کون سی خبر؟ غیب کی خبر۔ یہ لفظ نبیٔ نباء سے بنا یا نبوۃ سے۔ شریعت میں نبی وہ اِنسان ہوتے ہیں جن پر وحی ہو، تبلیغ کا حکم ہو یا نہ ہو۔ رسول وہ ہیں جن پر وحی بھی ہو اور تبلیغ کا حکم بھی۔

اُمّی، اُم کی طرف منسوب ہے بمعنی ماں یا اصل۔

رسولِ کریم ﷺ کے اُمّی (ﷺ) ہونے کے معنی یہ بھی ہیں کہ آپ ﷺ اُمُّ القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ مکہ مکرمہ چونکہ ساری زمین کی اَصل ہے۔ لہٰذا اُمُّ القریٰ کہلاتی ہے یا یہ کہ آپ ﷺ بغیر کسی سے سیکھے شکمِ مادر سے عالم، عارف باللہ پیدا ہوئے یا یہ کہ اُم الکتاب یعنی لوحِ محفوظ کے عالم و حافظ ہیں، آپ ﷺ بڑی عظمتوں، رفعتوں اور شان والی والدہ محترمہ معظّمہ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی ماں نہ تو کوئی ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی۔

آل=اہل سے بنا ہے بمعنی "والا" جیسے "اہلِ بیت" (گھر والا) "اہلِ علم" (علم والا)۔ قرآنِ مجید میں متبعین کو بھی آل فرمایا گیا ہے جیسے وَاِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ (البقرۃ:۴۹) "اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں آلِ فرعون یعنی

فرعون والوں، (فرعون کے متبعین) سے نجات بخشی"۔ قرآنِ مجید میں بیوی یا بیویوں کو بھی اہلِ بیت کہا گیا ہے جیسے

(۱) وَاِذْ رَاٰنَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا (طٰہٰ:۱۰) "اور جب اُس (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے ایک آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے فرمایا، ٹھہرو۔

(۲) قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ... (ھود:۷۳) "فرشتے بولے کیا (آپ) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے کام پر اچنبھا کرتی ہیں، اللہ (جل شانہ) کی رحمت اور اُس کی برکتیں آپ پر ہوں (اے) اہلِ بیت"۔

(۳) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ (الاحزاب:۳۳) "اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی (کریم ﷺ) کی اہل بیت تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے ستھرا فرمادے"۔

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ میں اہلِ بیت سے مراد بیویاں ہیں۔

دُرودِ ابراہیمی میں حضور ﷺ کی آل سے مراد ساری اولاد ہے یعنی آپ ﷺ کے چاروں بیٹے اور چاروں بیٹیاں اور تا قیامت خاتونِ جنت سیّدۃ النساء حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسل پاک۔

اٰلٌ نوعین آل دو قسم کی ہوتی ہے ایک حسبی اور ایک نسبی۔ كُلُّ تَقِيٍّ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ) ۳ رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں "ہر متقی اور پرہیزگار محمد (ﷺ) کی اولاد ہے"۔

یہاں صحیح یہ ہے کہ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور اولاد پاک بشمول بیٹیوں اور بیٹوں رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کے اہل وآل ہیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم لوگوں نے نبی

---

۳ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۶۹، درمنثور جلد ۳ ص ۱۸۳۔

کریم ﷺ سے عرض کیا: کَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْکَ ؟ ''ہم آپ (ﷺ) پر کیسے دُرود شریف بھیجیں''؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِس طرح کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ [۴] اور سلام تو تم لوگ جانتے ہو۔

(۳) اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم.) کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فِی الصَّلٰوۃِ ؟ ہم نماز میں آپ ﷺ پر کیسے دُرود شریف بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِس طرح دُرود شریف پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ [۵]

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ سلام (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ) آپ ﷺ پر بھیجنا تو ہم جانتے ہیں مگر یہ اِرشاد فرمائیں، آپ ﷺ پر دُرود شریف بھیجنا کیسے بھیجیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ ۔ [۶]

---

[۴] جلاء الافہام ص ۱۳۔ [۵] جلاء الافہام ۱۳۔ [۶] بخاری جلد ۲ ص ۷۰۸-۹۴۰، نسائی جلد ۱ ص ۱۹۱، ابن ماجہ ص ۶۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۰۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۵۱، درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۶، جلاء الافہام ص ۹۔

''اے اللہ (جل جلالک' حضرت) محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما جو تیرے بندے اور پیارے رسول (ﷺ) ہیں، اُن پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی اور (حضرت) محمد (ﷺ) اور اُن کی آل کو برکت عطا فرما جس طرح تو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر اور اُن کی آل پر برکت نازل فرمائی''۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ''جسے پسند ہو کہ اُس کو ناپ (میں) پورا (ثواب) ملے تو جب ہم اور اہلِ بیت پر دُرود شریف پڑھے''۔ تو یوں کہے:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ [۷] ''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نبی اُمّی (حضرت) محمد (ﷺ) پر اور حضور نبی کریم ﷺ کی (عظیم) بیویوں' ایمان والوں کی ماؤں، اُن کی اولاد، اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) پر دُرود شریف (یعنی رحمت) بھیج، جیسے تو نے آل (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت بھیجی۔ بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے''۔

(۶) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ ''ہم آپ ﷺ پر کیسے دُرود شریف بھیجیں'' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا

---

[۷] مسلم جلد ا ص ۱۷۵، ابوداؤد جلد ا ص ۱۴۸، ابن ماجہ ص ۲۵، نسائی جلد ا ص ۱۹۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۵۱، درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۷، ۲۱۶، قرطبی جلد ا جز ا حدیث نمبر ۳۸۲، جلاء الافہام ص ۸۔

بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ [۸] ''اے اللہ (جل جلالک، حضرت) محمد (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کی (عظیم بے مثال پاک) بیویوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور آپ (ﷺ) کی اولاد (پاک رضی اللہ عنہم) پر ویسی رحمتیں نازل فرما جیسی آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں بھیجیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کی (عظمت وشان والی پاک) بیویوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور آپ (ﷺ) کی آلِ (پاک رضی اللہ عنہم) پر ویسی برکتیں نازل فرمایا جیسے تو نے آلِ ابراہیم (رضی اللہ عنہم) پر برکتیں اتاریں۔ بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے۔''

یہاں تشبیہ شہرت کی بنا پر ہے ورنہ حضور ﷺ اور حضور ﷺ کی صلوٰۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی صلوٰۃ سے افضل ہے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے لئے دُعا مانگی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (البقرہ:۱۲۹) ''اے ہمارے ربّ اور مبعوث فرما اُن میں ایک رسول (ﷺ) اُنہی میں سے جو اُن پر تیری آیاتِ مبارکہ تلاوت فرمائیں اور اُنہیں تیری (عظیم) کتاب اور پختہ علم سکھائیں اور اُنہیں خوب ستھرا کریں۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔''

یہ آپ علیہ السلام کی محبت کے جواب میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیّدنا و مولانا محمد ﷺ سے کی ہے، ہم لوگ ہر نماز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آلِ پاک پر دُرود شریف بھیجتے ہیں اور دُعائیں کرتے ہیں دُرودِ ابراہیمی، اُس دُرود شریف کو کہتے ہیں جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام یا اُن کی آل پاک کا ذکر آتا ہے اور نماز میں یہی دُرود شریف پڑھا

---

[۸] بخاری جلد۲ص ۹۴۱، مسلم جلد۱ص ۱۷۵، ابوداؤد جلد۱ص ۱۴۸، ابن ماجہ ص ۲۶، نسائی جلد۱ص ۱۹۱، مسند احمد جلد۵ص ۱۴۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۱۵۱، درمنثور جلد۵ص ۲۱۷، ۲۱۶، قرطبی جلد۱ جز۱ حدیث نمبر ۳۸۲، جلاء الافہام ص ۸، شرح السنۃ جلد۲ص ۲۸۲۔

جائے گا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام یا اُن کی آلِ پاک کا ذکر آتا ہے اور کوئی دُرود شریف نماز میں نہیں پڑھا جائے گا مگر نماز کے علاوہ یہ دُرود شریف (دُرود وسلام کی حیثیت سے) غیر مکمل ہوگا کیونکہ اس میں سلام نہیں ہے اور قرآنِ مجید میں ایمان والوں کو صلوٰۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا خارج از نماز وہ دُرود شریف پڑھنا چاہئے جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں۔ نماز میں چونکہ التحیات میں سلام آجاتا ہے اس لئے یہاں سلام نہ آنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ ضد برائے ضد یا فرقہ وارانہ سوچ کی بنیاد پر کہتے ہیں دُرودِ ابراہیمی کے سوا کوئی اور دُرود شریف نہیں، محض غلط ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محدثین اور فقہا کہتے ہیں: **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم** یہ دُرود شریف یعنی صلی اللہ علیہ وسلم دُرود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔

(۷) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے تو فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: ہاں! آپ مجھے وہ ہدیہ ضرور عطا فرمائیں۔ فرماتے ہیں، ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ ؟ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت (رضی اللہ عنہم) پر دُرود (شریف) کیا ہے؟ (رہا سلام) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ تو ہمیں سکھا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیسے عرض کریں؟''۔ (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: یوں کہو: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ** [۹]

---

[۹] جلاء الافہام ص ۱۷، بخاری جلد۲ ص ۷۰۸، ۹۴۰، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۸۱، مشکوٰۃ ص ۸۶، ابوداؤد جلد۱ ص ۱۴۸، ترمذی جلد۱ ص ۱۱۰، ابن ماجہ ص ۶۵، نسائی جلد۱ ص ۱۹۰۔

''اے میرے اللہ (جل جلالک' حضرت) محمد (ﷺ) پر اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی آل (پاک رضی اللہ عنہم) پر دُرود (شریف) بھیج جیسے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی آل (پاک) پر دُرود (شریف) بھیجے' بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے۔ اے میرے اللہ (جل جلالک' حضرت) محمد (ﷺ) اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی آلِ (پاک رضی اللہ عنہم) پر ایسی ہی برکتیں بھیج جیسی برکتیں (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی آلِ پاک پر اُتاریں۔ بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے''۔

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے

عام فہم اور آسان سلیس اُردو میں بیسیوں

حوالہ جات سے مزین' دورِ جدید میں

منفرد حیثیت کا حامل

زیرادارت

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

جامع مسجد نگینہ A-977' بلاک بی III'

گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ 042-6823128

اور نمازوں کے آخری قعدے میں اِس دُعا کو بھی پڑھنا چاہیے۔

(۲) اِس کے علاوہ دیگر دُعائیں بھی کی جاسکتی ہیں جو قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں ہیں۔ جیسے: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ o رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o (ابراہیم:۴۱۔۴۰) ''اے میرے ربّ مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے ربّ اور ہماری دُعا سن لے۔ اے ہمارے ربّ مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

(۳) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نماز میں یوں بھی (دُعا) فرماتے تھے (تعلیمِ اُمّت کے لئے)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَ الْعَزِیْمَۃِ عَلَی الرُّشْدِ وَ اَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاتَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ [۲]

''الٰہی میں تجھ سے دین میں اِستقامت اور ہدایت پر مضبوطی مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری نعمت کا شکر اور تیری اچھی عبادت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے قلبِ سلیم اور سچی زبان مانگتا ہوں اور میں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے اور اُس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو تو جانتا ہے اور اُس سے بخشش مانگتا ہوں، جو تو جانتا ہے''۔

(۴) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم ﷺ نماز میں یہ دُعا بھی کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

---

[۲] ترمذی حدیث نمبر ۳۴۰۷، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۳، نسائی جلد ۱ ص ۱۹۲، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۶۷، درمنثور جلد ۱ ص ۱۵۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۵، مرآۃ جلد ۲ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۸۸۔

اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ ''الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ قرض سے اتنی زیادہ پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ تو رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جب مقروض ہوتا ہے تو جب بات کرتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے، تو خلاف کرتا ہے''۔ [۳]

دجال ''دجل'' سے بنا ہے بمعنی فریب دجال فریبی اور مکار۔ مسیح یا مسح سے ہے یا مساحتہ سے، مسح = چھونا = مساحتہ = ناپنا یا سیر کرنا ہے۔ چونکہ دجال کی ایک آنکھ ممسوح یعنی پونچھی ہوئی ہے یا چونکہ وہ سوائے حرمین شریفین کے باقی ساری دنیا کی سیر کرے گا۔ لہٰذا اُسے مسیح کہا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اِس لئے ''مسیح'' کہتے ہیں کہ آپ مردہ کو چھوکر زندہ فرماتے اور بیمار کو چھوکر تندرست کرتے یا اِس لئے کہ آپ نے کہیں گھر نہ بنایا ہمیشہ سفر پر رہے۔

''الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے'' یہ کیسا جامع کلمہ ہے۔ کفر، گمراہی، گناہ اور وہ آفتیں جو ربّ سے غافل کردیں، وہ مال، اولاد اور سلطنت جو سرکش کردے، سب زندگی کے فتنے ہیں۔ موت کے وقت شیطانی وسوسے یہ سب موت کے فتنے ہیں۔ گناہ سے مراد چھوٹے بڑے سارے گناہ اور گناہوں کے اسباب ہیں۔ قرض سے مراد وہ قرض ہے جو گناہ کے لئے لیا جائے یا وہ مقروض پر بوجھ بنے اور اُس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ آپ ﷺ نے اُمّت کی تعلیم کے لئے محولہ بالا دُعا پڑھی اور پڑھائی۔

---

[۳] بخاری جلد ا ص ۱۱۵، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۸۷، مسلم جلد ا ص ۲۱۷، کتاب الاذکار ص ۵۵، نسائی جلد ا ص ۱۱۳، مشکوٰۃ ص ۸۷۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا فَرَغَ اَحَدُکُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ [۴] "جب کوئی تم میں سے دوسری التحیات سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے پناہ مانگے (۱) دوزخ اور (۲) قبر کے عذاب سے۔ (۳) زندگی اور موت کے فتنوں سے، (۴) مسیح دجال کی شرارت سے۔

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا کہ نماز نفل ہو یا فرض، دُعا اُس کے آخری قعدے ہی میں مانگی جائے گی۔ البتہ چار سنت غیر مؤکدہ یعنی عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتوں اور چار نفلوں کی نماز میں دُرود ابراہیمی دونوں قعدوں میں پڑھا جائے گا۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں "نبی کریم ﷺ اُنہیں یہ دُعا ایسے سکھاتے تھے جیسے قرآنِ مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے، کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ [۵] "الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، مسیح الدجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے"۔

---

[۴] ابوداؤد جلد ا ص ۱۴۸، مسلم جلد ا ص ۲۱۷، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۸۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۰۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۷، دارمی جلد ا ص ۳۱۰، تلخیص الحبیر جلد ا ص ۲۶۹، حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۷۹، نصب الرایہ جلد ا ص ۴۲۲، کتاب الاذکار ص ۵۵، مرآۃ جلد ۲ ص ۶۹، مشکوٰۃ ص ۸۷۔

[۵] ابوداؤد جلد ا ص ۱۴۸، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۸۷، مسلم جلد ا ص ۲۱۷، صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۳۵۷، مرآۃ جلد ۲ ص ۱۰۹، مشکوٰۃ ص ۸۶۔

یہ اور دیگر ایسی تمام دُعائیں اُمّت کی تعلیم کے لئے ہیں وگرنہ نبی کریم ﷺ عذابِ قبر تو کیا، حسابِ قبر سے بھی محفوظ ہیں۔ اِسی طرح جو اُن کے دامن سے وابستہ ہوئے وہ بھی زندگی اور موت کے فتنے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

(۷) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے۔۔۔ پھر سب سے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان کہتے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [۶]

''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے بخش دے جو میں نے پہلے اور آخر میں (گناہ) کئے اور جو میں نے چھپایا اور جو کچھ میں نے اِعلان کیا اور جو تو میرے عملوں میں سے مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تُو مقدم کرنے والا ہے اور تُو مؤخر کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔

(۸) حضرت ابوصالح ذکوان رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

''نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اُس نے عرض کیا، میں تشہد پڑھتا ہوں۔ پھر عرض کرتا ہوں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ [۷] ''الٰہی میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

محولہ بالا دُعاوں میں سے کوئی بھی دُعا نماز میں پڑھی جا سکتی ہے۔

---

[۶] ترمذی حدیث نمبر ۳۴۲۱، ترمذی مترجم جلد ۲ ص ۶۵۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۷۵۷، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۹۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۲، دار قطنی جلد ۱ ص ۲۹۷، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۵۸ حدیث نمبر ۷۴۳۔ [۷] ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۲۲، کتاب الاذکار ص ۵۶۔

واجباتِ نماز

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔ (۲ تا ۸) الحمد شریف پڑھنا اِس کی ساتوں آیاتِ مبارکہ، ہر ایک آیتِ مبارکہ مستقل واجب ہے۔ اِن میں ایک آیتِ کریمہ بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترکِ واجب ہے۔ (۹) سُورت ملانا یعنی آیاتِ مبارکہ کی تعداد کے لحاظ سے ایک چھوٹی سُورت اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ یا تین چھوٹی آیاتِ مبارکہ جیسے ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَکْبَرَ ۝ یا ایک یا دو آیاتِ مبارکہ تین چھوٹی آیاتِ مبارکہ کے برابر پڑھنا۔ (۱۰۔۱۱) نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ (۱۲۔۱۳) الحمد شریف اور اُس کے ساتھ سُورت ملانا، فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سُنّتوں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ (۱۴) الحمد شریف کا سورت سے پہلے ہونا۔ (۱۵) ہر رکعت میں سُورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد شریف پڑھنا۔ (۱۶) الحمد شریف اور سُورت کے درمیان کسی اجنبی کلمہ کا فاصل نہ ہونا۔ آمین تابع الحمد شریف ہے اور بسم اللہ تابع سُورت، یہ کلمہ اجنبی نہیں۔ (۱۷) قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا۔ (۱۸) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں کے درمیان کوئی رُکن فاصل نہ ہو۔ (۱۹) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ (۲۰) یونہی قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ (۲۱) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (۲۲) قعدۂ اُولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو۔ (۲۳) فرض و وتر و سنن رواتب میں قعدۂ اُولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ

خروج بصنعہ

یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو، بقصد کرنا۔ مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصداً پایا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمّم والا پانی پر قادر ہوا یا موزہ پر مسح کئے ہوئے تھا اور مدت پوری ہوگئی یا عملِ قلیل کے ساتھ موزہ اُتار دیا۔

واجباتِ نماز

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔ (۲ تا ۸) الحمد شریف پڑھنا اِس کی ساتوں آیاتِ مبارکہ، ہر ایک آیتِ مبارکہ مستقل واجب ہے۔ اِن میں ایک آیتِ کریمہ بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترکِ واجب ہے۔ (۹) سُورت ملانا یعنی آیاتِ مبارکہ کی تعداد کے لحاظ سے ایک چھوٹی سُورت اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ یا تین چھوٹی آیاتِ مبارکہ جیسے ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَکْبَرَ ۝ یا ایک یا دو آیاتِ مبارکہ تین چھوٹی آیاتِ مبارکہ کے برابر پڑھنا۔ (۱۰۔۱۱) نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ (۱۲۔۱۳) الحمد شریف اور اُس کے ساتھ سُورت ملانا، فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سُنّتوں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ (۱۴) الحمد شریف کا سورت سے پہلے ہونا۔ (۱۵) ہر رکعت میں سُورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد شریف پڑھنا۔ (۱۶) الحمد شریف اور سُورت کے درمیان کسی اجنبی کلمہ کا فاصل نہ ہونا۔ آمین تابع الحمد شریف ہے اور بسم اللہ تابع سُورت، یہ کلمہ اجنبی نہیں۔ (۱۷) قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا۔ (۱۸) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں کے درمیان کوئی رُکن فاصل نہ ہو۔ (۱۹) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ (۲۰) یونہی قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ (۲۱) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (۲۲) قعدۂ اُولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو۔ (۲۳) فرض و وتر و سنن رواتب میں قعدۂ اُولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ

بڑھانا (۲۴۔۲۵) دونوں قعدوں میں پورا التشہد پڑھنا۔ (۲۶) یونہی جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا التشہد واجب ہے' ایک لفظ بھی چھوڑے گا' ترکِ واجب ہوگا۔ (۲۷) لفظ السّلام دو بار اور لفظ علیکم واجب نہیں۔ (۲۸) وتر میں دُعائے قنوت پڑھنا۔ (۲۹) تکبیرِ قنوت۔ (۳۰۔۳۵) عیدین کی چھ کی چھ تکبیریں۔ (۳۶) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع۔ (۳۷) اِس تکبیر کے لیے لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہونا۔ (۳۸) ہر جہری نماز میں اِمام کا جہر سے قرأت کرنا۔ (۳۹) غیر جہری میں آہستہ قرأت کرنا۔ (۴۰) ہر واجب وفرض کا اُس کی جگہ پر ہونا۔ (۴۱) رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا (۴۲) سجود کا دو ہی بار ہونا (۴۳) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا (۴۴) چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔ (۴۵) سجدہ کی آیتِ مبارکہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ (۴۶) سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔ (۴۷) دو فرض یا دو واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر وقفہ نہ ہونا (۴۸) اِمام جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ' اُس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔ (۴۹) سوائے قرأت کے تمام واجبات میں اِمام کی متابعت کرنا۔

الحج والعمرة والزيارة

[redacted] منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ' A-977' بلاک بی ۱۱۱' گجر پورہ سکیم لاہور

0300-4274936

سننِ نماز

تکبیرِ تحریمہ کی سنتیں:

(۱) تکبیرِ تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھانا۔ (۲) ہاتھوں کی اُنگلیاں اپنے حال پر چھوڑ نا یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلّف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔ (۳۔۴) ہتھیلیوں اور اُنگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ (۵) بوقتِ تکبیر سر نہ جھکانا۔ (۶) تکبیر سے پہلے ہاتھ اُٹھانا۔ (۷۔۸) تکبیرِ قنوت اور تکبیراتِ عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور اِن کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اُٹھانا سُنّت نہیں۔ (۹) عورت کے لیے سُنّت یہ ہے کہ مونڈھوں (کندھوں) تک ہاتھ اُٹھائے۔ (۱۰ تا ۱۲) اِمام کا بلند آواز سے **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** اور **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** اور **سَلام** کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اتنا ہی بلند کرنا اور بلا حاجت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اِمام کو تکبیرِ تحریمہ اور تکبیراتِ انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔

مسئلہ: اگر اِمام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہ پہنچتی ہو تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے تکبیر کہے کہ نماز شروع ہونے اور انتقالات کا حال سب کو معلوم ہو جائے لیکن بلاضرورت مکروہ و بدعت ہے۔

قیام کی سنتیں:

(۱۳) تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہاتھ فوراً باندھ لینا یوں کہ مرد ناف کے نیچے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رکھے چھنگلیا اور اُنگوٹھا کلائی کے اَغل بَغل رکھے اور باقی اُنگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے اور عورت و خنثیٰ

بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اُس کی پشت پر داہنی ہتھیلی کو رکھے (غنیہ وغیرہ) بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیے بلکہ تکبیر کہہ کر ناف کے نیچے لا کر باندھ لے۔ (۱۴ تا ۱۷) ثناء، تعوّذ، تسمیہ اور آمین کہنا۔ (۱۸) اِن سب کا آہستہ ہونا۔ (۱۹) پہلے ثناء پڑھنا۔ (۲۰) پھر تعوّذ۔ (۲۱) پھر تسمیہ۔ (۲۲) ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھنا، وقفہ نہ کرنا (۲۳) تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ثناء پڑھنا اور ثناء میں وَجَلَّ ثَنَاءُکَ غیر جنازہ میں نہ پڑھنا اور دیگر اذکار جو احادیثِ مبارکہ میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لئے ہیں۔

مسئلہ: اِمام نے بالجہر قرأت شروع کردی تو مقتدی ثناء نہ پڑھے اگرچہ بوجہ دُور ہونے یا بہرے ہونے کے اِمام کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جمعہ اور عیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دور ہونے کے قرأت نہیں سنتے (عالمگیری، غنیہ) اِمام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: نماز میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں لہٰذا تعوّذ و تسمیہ بھی اُس کے لئے مسنون نہیں، ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے گا اُس وقت اِن دونوں کو پڑھے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: تعوّذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں مسنون ہے سورۂ فاتحہ شریف کے بعد کسی سورت کے پڑھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مستحسن ہے۔ قرأت خواہ سرّی ہو یا جہری مگر بِسْمِ اللّٰہ بہرحال آہستہ پڑھی جائے (درمختار)۔

مسئلہ: اگر ثناء، تعوّذ اور تسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قرأت شروع کردی تو اِعادہ نہ کرے کہ اِن کا محل ہی فوت ہو گیا یونہی اگر ثناء پڑھنا بھول گیا اور تعوّذ شروع کردیا تو ثناء کا اعادہ نہ کرے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: مسبوق شروع میں ثناء نہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی رکعت پڑھنا شروع

کرے اُس وقت پڑھ لے۔(غنیۃ)

مسئلہ: فرائض میں نیت کے بعد یا تکبیرِ تحریمہ سے پہلے یا بعد اِنِّی وَجَّھْتُ الخ نہ پڑھے اور پڑھے تو اُس کے آخر میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کی جگہ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہے۔(غنیۃ)۔

رکوع کی سنتیں:

(۲۴) رکوع کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔(۲۵) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہنا۔ (۲۶) رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا۔ (۲۷) اُنگلیاں خوب کھلی رکھنا یہ حکم مَردوں کے لئے ہے۔(۲۸) عورتوں کے لئے سُنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور اُنگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے۔ اکثر مَرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور اُنگلیاں ملا کر رکھتے ہیں، یہ خلافِ سُنّت ہے۔ حالتِ رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔[1] رکوع کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔[1]

مسئلہ: ہر تکبیر میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی ''ر'' کو جزم کے ساتھ پڑھے۔(عالمگیری)

مسئلہ: مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ اِمام نے رکوع یا سجدہ سے سر اُٹھا لیا تو مقتدی پر اِمام کی متابعت واجب ہے۔

(۲۸) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اُس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔(فتح القدیر)۔

مسئلہ: رکوع میں سر نہ جھکائے نہ اُونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔(ہدایہ)

حدیث شریف میں ہے اُس شخص کی نماز ناکافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع وسجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔ یہ حدیث شریف ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث شریف حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکوع وسجود کو پورا

---

[1] عالمگیری جلد ۱ ص ۷۴

کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔(۲۹) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اِس قدر کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مَردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کردے۔(عالمگیری)۔ (۳۰) رکوع سے جب اُٹھے تو ہاتھ نہ باندھے لٹکا ہوا چھوڑ دے۔(عالمگیری)۔

قومہ کی سنتیں:

(۳۱) سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ' کی ''ہ'' کو ساکن پڑھے اور اِس پر حرکت ظاہر نہ کرے نہ ''د'' کو بڑھائے (عالمگیری) (۳۲) رکوع سے اُٹھنے میں اِمام کے لئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا۔(۳۳) مقتدی کے لئے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَاوَ لَکَ الْحَمْدُ کہنا۔(۳۴) منفرد کو دونوں کا کہنا سُنّت ہے۔

مسئلہ: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ سے بھی سُنّت ادا ہوجاتی ہے مگر ''واو'' ہونا بہتر ہے اور اَللّٰھُمَّ ہونا اِس سے بہتر ہے اور سب میں بہتر یہ ہے کہ دونوں ہوں (دُرِمختار)

حضور نبی کریم ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں جب اِمام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوا' اُس کے اگلے گناہ کی مغفرت ہوجائے گی۔ اِس حدیث شریف کو بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ: منفرد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا رکوع سے اُٹھے اور سیدھا کھڑا ہوکر اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے (درمختار)۔

سجدہ کی سنتیں:

(۳۵ اور ۳۶) سجدہ میں جانے کے لئے اور سجدہ سے اُٹھنے کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا (۳۷) سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔ (۳۸) سجدہ میں دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی طرح دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا۔

(۳۹ تا ۴۱) سجدے میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور جب سجدے سے اُٹھے تو اِس کے برعکس کرے یعنی پہلے پیشانی اُٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے (عالمگیری)۔ رسولِ کریم ﷺ جب سجدے کو جاتے تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اُٹھتے تو پہلے ہاتھ اُٹھاتے پھر گھٹنے۔ اصحابِ سُنن اربعہ اور دارمی نے اِس حدیث شریف کو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (۴۲) مَرد کے لئے سجدے میں سُنّت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جُدا ہوں (۴۳) پیٹ رانوں سے (۴۴) کلائیاں زمین پر نہ بچھائے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جُدا نہ ہوں گے (ہدایہ وعالمگیری) (۴۵) کُتے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔ (۴۶) عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے۔ (۴۷) پیٹ ران سے (۴۸) ران کو پنڈلیوں سے (۴۹) پنڈلیاں زمین سے (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو تو پہلے دایاں رکھے پھر بایاں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: سجدے میں ایک پاؤں اُٹھا ہوا رکھنا مکروہ وممنوع ہے (درمختار)

جلسہ کی سنتیں:

دونوں سجدوں کی بیچ میں بیٹھنا' اسے جلسہ کہتے ہیں۔ (۵۰) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا اِس طرح کہ بایاں قدم بچھانا اور دایاں کھڑا رکھنا (۵۱) ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔ (۵۲) سجدوں میں اُنگلیاں قبلہ رو ہونا۔ (۵۳) ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوئی ہونا۔ (۵۴) سجدہ میں دونوں پاؤں کی تمام اُنگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سُنّت ہے۔ ہر پاؤں کی تین تین اُنگلیاں زمین پر لگنا واجب اور تمام کا قبلہ رُو ہونا سُنّت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ)

دوسری رکعت کے لئے اُٹھنے کی سنتیں:

(۵۵) دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھے' یہ سُنّت ہے۔ ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اُٹھا جب بھی

حرج نہیں (بہارِ شریعت)۔(۵۶) اب دوسری رکعت میں ثناء وتعوذ نہ پڑھے۔

قعدہ کی سنتیں:

(۵۷) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سُرین اُس پر رکھ کر بیٹھنا۔(۵۸) دایاں قدم کھڑا رکھنا۔(۵۹) دائیں پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ رُو کرنا یہ مَرد کے لئے ہے۔(۶۰) عورت دونوں پاؤں دائیں جانب نکال دے۔(۶۱) بائیں سرین پر بیٹھے۔(۶۲) دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھنا (۶۳) بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا (۶۴) اُنگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی۔(۶۵) اُنگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا' گھٹنے پکڑنا نہ چاہئے۔(۶۶) شہادت پر اِشارہ کرنا یوں کہ چھنگلیا اور (۶۷) اُس کے پاس والی اُنگلی کو بند کر لے اُنگوٹھے اور بیچ والی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لآ پر کلمہ کی اُنگلی اُٹھائے اور اِلّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کر لے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو اُنگلی سے اِشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔(۶۸) قعدۂ اُولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر' ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔(غنیہ)(۶۹) نمازِ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں' سورۂ فاتحہ (شریف) پڑھنا افضل ہے۔(۷۰) دوسرے قعدہ میں بھی اِسی طرح بیٹھے جیسے پہلے میں بیٹھا تھا اور تشہد بھی پڑھے۔تشہد کے بعد دوسرے قعدہ میں دُرود شریف پڑھنا جو پہلے مذکور ہوا۔

مسئلہ: دُرود شریف میں نبی کریم ﷺ اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اَسمائے طیّبہ کے ساتھ لفظ سیّدنا کہنا بہتر ہے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ: دُرود شریف کے بعد دُعا پڑھنا' دُعا عربی زبان میں پڑھے، غیر عربی میں مکروہ ہے۔ (درمختار)

سلام پھیرنے کی سنتیں:

مقتدی کے تمام انتقالات، اِمام کے ساتھ ہونا' السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ دوبار کہنا پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔

مسئلہ: سُنّت یہ ہے کہ اِمام دونوں سلام بلند آواز سے کہے مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔

مسئلہ: اِمام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے جس کی کوئی رکعت باقی نہ رہی ہو' البتہ اگر اُس نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ اِمام نے سلام پھیر دیا تو اِمام کا ساتھ نہ دے بلکہ واجب ہے کہ تشہد پورا کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ: پہلی بار لفظ سلام کہتے ہی اِمام نماز سے باہر ہو جاتا اگرچہ علیکم نہ کہا ہو۔ اگر کوئی اُس وقت شریک جماعت ہوا تو اقتداء صحیح نہ ہوئی' ہاں اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا اور اُس کے بعد کوئی شریک جماعت ہوا تو اقتداء صحیح ہو گئی۔

مسئلہ: اِمام دائیں جانب سلام میں خطاب سے اُن مقتدیوں کی نیّت کرے جو دائیں طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی مگر عورت کی نیّت نہ کرے اگرچہ شریک جماعت ہوں نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور اُن ملائکہ کی نیّت بھی کرے جن کو اللہ عزّ وجل نے حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے اور نیّت میں کوئی عدد معیّن نہ کرے۔

مسئلہ: مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں' اُس طرف والے مقتدیوں اور ملائکہ کی نیّت کرے نیز جس طرف اِمام ہو اُس طرف کے سلام میں اِمام کی بھی نیّت کرے اور اِمام اُس کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں اِمام کی بھی نیّت کرے اور منفرد صرف اُن فرشتوں ہی کی نیّت کرے۔

سلام پھیرنے کے بعد کی سنتیں:

مسئلہ: سلام کے بعد سُنّت یہ ہے کہ اِمام دائیں یا بائیں کو اِنحراف کرے (یعنی

پھرے) اور دائیں طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے بیٹھ سکتا ہے جب کہ کوئی مقتدی اُس کے سامنے نماز میں نہ ہو اگرچہ وہ کسی پچھلی صف میں نماز پڑھتا ہو۔

مسئلہ: منفرد بغیر اِنحراف کئے (پھرے) اگر وہیں دُعا مانگے تو جائز ہے۔

مسئلہ: سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے یا گھر جا کر پڑھے۔

مسئلہ: جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں اُن میں بعد فرض کلام نہ کرنا چاہیے اگرچہ سنتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہوگا اور سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے یونہی بڑے بڑے وظائف واوراد کی بھی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ نمازِ فجر کے بعد بلندی آفتاب تک وہیں بیٹھا رہے۔

سنتوں کا ایک اہم مسئلہ:

کچھ لوگ سُنّت قَبْلِیہ یا سُنّت بَعْدِیّہ پڑھ کر آمد و رفت اور بات چیت میں لگ جاتے ہیں وہ اِمام اہلسنّت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِس فتویٰ مبارکہ سے درس حاصل کریں چنانچہ ایک استفتاء کے جواب میں اِرشاد ہے سُنّت قبلیہ میں اَولیٰ اوّل وقت ہے بشرطیکہ فرض وسُنّت کے درمیان کلام یا کوئی فعل منافی نماز نہ کرے اور سُنّت بعدیہ میں مستحب فرضوں سے اِتّصال ہے مگر یہ کہ مکان پر آ کر پڑھے تو فصل (یعنی فاصلہ) میں حرج نہیں لیکن اجنبی افعال سے فصل نہ چاہئے یہ فصل (فاصلہ) سُنّت قبلیہ وبعدیہ دونوں کے ثواب کو ساقط اور اُنہیں طریقۂ مسنون سے خارج کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۵ ص ۱۳۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سجدۂ سہو کا بیان

سہو کے معنے ''بھول جانے'' کے ہیں۔ نبیٔ کریم ﷺ نے چاہا کے نماز کے اندر جو چیزیں ضروری ہیں اُن کے لئے دو حدیں مقرر کی جائیں۔ ایک تو وہ حد مقرر کی جائے کہ اُس میں کمی کرنے سے اِنسان بری الذّمہ نہ ہو سکے اور ایک وہ حد مقرر کی جائے جو نماز کے فائدہ کو پورا اور کامل کرنے والی ہو۔

چنانچہ حدِّ اوّل اُن اُمورِ واجبہ پر مشتمل ہے جن کے بھولے سے ترک ہو جانے پر اور کمی یا زیادتی ہو کر نماز میں نقصان آجاتا ہے، اُس نقصان کو دُور کرنے کے لئے آخری قعدہ میں جو دو سجدے کئے جاتے ہیں اُن کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔ (ترمذی)

اِس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں **التّحیّات** پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے، پھر دو سجدے کرے، پھر **التّحیّات**، دُرود شریف اور دُعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے اور نماز ختم کرے۔ (بخاری و مسلم۔ ردالمحتار)

مسئلہ: کسی نے بھول کر بغیر سلام پھیرے ہی سجدہ کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی (ہدایہ) لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ (دُرّ مختار وغیرہ)

مسئلہ: سجدۂ سہو نماز کے کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا کسی فرض یا واجب میں دیر ہو جانے سے یا کسی فرض یا واجب کو پہلے کر دینے سے یا کسی فرض یا واجب کو دوبار کر دینے سے یا کسی واجب کی کیفیت بدل دینے سے، واجب ہوتا ہے۔ (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ: یہ باتیں بھول کر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اگر قصداً کی جائیں تو سجدۂ سہو سے نقصان دُور نہیں ہوتا بلکہ نماز کو لوٹانا ضروری ہے (مراقی) خواہ کوئی

نماز ہو۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر بھول جانے سے نماز میں الحمد شریف کی جگہ کوئی اور سورت پڑھ دے یا سورت کی جگہ الحمد شریف پڑھ دے یا درمیان کا قعدہ بھول جائے یا غیر نفل نماز کے درمیان کے قعدہ میں التحیات کے بعد دُرود شریف بھی پڑھ دے یا آخری قعدہ کے کرنے کے بعد کھڑا ہو جائے تو اِن سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔(ردالمحتار)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ شریف کی ہر آیاتِ مبارکہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اِس لئے فاتحہ شریف سے اگر کوئی آیتِ مبارکہ یا آیتِ مبارکہ کا حصّہ پڑھنا بھول جائے تو سجدۂ سہو کرے۔(طحطاوی)

مسئلہ: اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور واجب، سُنّت یا نفل نماز کی کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ شریف پڑھتے ہوئے سہو ہو جائے تو لوٹا کر پڑھے تو سورۂ فاتحہ شریف کا اکثر حصّہ (کم از کم چار آیاتِ مبارکہ) لوٹانے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا کم سے نہیں۔(شامی۔درمختار)

مسئلہ: اگر فرض نماز میں الحمد شریف کو بھول کر دوبارہ پڑھ دے تو اگر پہلی دو رکعتوں میں پڑھی ہے تو سجدۂ سہو کرے اور دوسری دو رکعتوں میں پڑھی ہے تو سجدۂ سہو نہ کرے۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر (پہلی رکعت میں) الحمد شریف سے پہلے التحیات پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب نہیں، چاہے پوری التحیات پڑھے یا اَدھُوری البتہ اگر (سوائے فرض کے دوسرے دوگانہ کے کسی رکعت میں) الحمد شریف کے بعد کم از کم (تین لفظ) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(بحر و درر)

مسئلہ: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں اور واجب، سُنّت اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں سُورت کا ملانا واجب ہے۔ اِس لئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو کرے۔(ہدایہ)

مسئلہ: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت کا ملانا بھول جائے تو پچھلی دونوں

رکعتوں میں سُورت مِلا دے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سُورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سُورت مِلا دے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا نہ پہلی رکعت میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں اور اخیر میں یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ (فتاویٰ ہندیہ)

مسئلہ: اگر الحمد شریف کے بعد بقدرِ ضرورت قرأت مکمل کرنے پر سورت میں کہیں اٹک جائے اور یاد نہ آتا ہو تو فوراً رکوع کر دینے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (شامی وغیرہ)

مسئلہ: اگر قرأتِ نماز میں کسی نے بھول کر (مثلاً) سورۂ بقرہ میں وَرُسُلِہٖ کے بعد وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں کیوں کہ یہ الفاظ خلافِ قرآن نہیں۔

مسئلہ: اگر نماز میں ایک سجدہ بھول جائے تو جب یاد آئے اُسی وقت ادا کر لے پھر جس رکن سے اُس سجدہ میں آیا ہے اُسی کی طرف چلا جائے اور اَخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص (نماز کے کسی) قعدہ میں اَلتحیات کی بجائے الحمد شریف پڑھ دے تو کم از کم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اور کچھ اور پڑھ دے تو کم از کم تین لفظ) پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی (فرض، واجب یا سُنّتِ مؤکّدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کو بھولے سے لوٹا کر پڑھے تو آدھی یا آدھی سے کم التحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: سورت کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدۂ سہو نہیں ہے کیوں کہ اِس کو لمبی قرأت سمجھا جائے گا اور التحیات اگر پہلے قعدہ میں دو بار پڑھی ہے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر آخری قعدہ میں پڑھی ہے تو واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر (فرض، واجب اور سُنّت مؤکّدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد بھولے سے دُرود شریف کم از کم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا زیادہ پڑھ دے تو جہاں یاد آئے وہیں' سے چھوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اَخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (مراقی وغیرہ)

مسئلہ: اگر نماز میں کسی جگہ غلط کو درست کر کے صحیح پڑھ دیا تو نماز ہوگئی اور اِس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا (شرح منیہ) البتہ اِس صورت میں اگر پوری سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر تمام لوٹائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (کبیری)

مسئلہ: اگر آہستہ آواز کی فرض نماز میں کوئی شخص بلند آواز میں قرأت کر دے یا بلند آواز کی نماز میں اِمام آہستہ آواز میں قرأت کرے تو اُس کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے البتہ اگر اتنی تھوڑی قرأت کی جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے یا آہستہ نکل گئے تو سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ: نیّت باندھنے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دُعائے قنوت پڑھنے لگا یا وِتر میں دُعائے قنوت کی جگہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ دیا پھر جب یاد آیا تو دُعائے قنوت پڑھی یا فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اَلْحَمْد شریف کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگا یا اَلْحَمْد شریف کے ساتھ سُورت ملا دی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (بحر و عالمگیری)

مسئلہ: نمازِ وتر میں بھولے سے دُعائے قنوت لوٹا کر پڑھنے یا دوبارہ پڑھ دینے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: دو سے زیادہ رکعتی نفل نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ دُرود شریف بھی پڑھنا جائز ہے۔ اِس لئے نفلوں (یا غیر مؤکّدہ سُنّتوں) کے درمیانی قعدہ میں اگر کوئی بھولے سے دُرود شریف پڑھ دے تو بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر نماز پڑھتے پڑھتے درمیان میں کسی جگہ رُک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور

سوچنے میں کم از کم تین دفعہ **سبحان اللہ**، کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی تو اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر چار رکعت والی نماز میں بھولے سے پہلی یا تیسری رکعت میں تشہد کے لئے بیٹھ گیا اور تین دفعہ **سبحان اللہ** کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی یا کم از کم **اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ** پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا اور اگر اس سے کم بیٹھا یا کم پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا۔ (غایۃ الاوطار)

مسئلہ: تین یا چار رکعت والی (فرض یا واجب) نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے۔ فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آئے گا اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور سجدۂ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر چار رکعت (سُنّتِ مؤکّدہ یا غیر مؤکّدہ یا) نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہئے۔ اگر سجدہ کر لیا (اور درمیانی تشہد کیلئے نہ بیٹھا) تو خیر تب بھی (چار رکعت ادا کرنے سے) نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ: اگر (امام یا اکیلا نمازی) فرض (یا واجب) نماز کی آخری مثلاً چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جاوے اور التحیات، دُرود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تب بھی بیٹھ جاوے بلکہ اگر الحمد شریف اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کر لے۔ البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو نماز پھر سے پڑھے یہ نماز

نفل ہوگی۔ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت پوری کر لے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی، پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت بے کار ہوگئی۔

مسئلہ: اگر فرض نماز کی آخری (مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہوگیا تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے، چار فرض ہوگئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرے۔اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو بُرا کیا، چار فرض ہوئے اور ایک رکعت بے کار گئی۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر فجر کی سُنّت یا فرض اور عصر کی فرض نماز کا قعدۂ اَخیر کر کے بھولے سے کھڑا ہوگیا یہاں تک کہ ایک رکعت اور پڑھ لی تب یاد آیا تو فوراً بیٹھ کر سجدۂ سہو سے نماز درست کر لے۔(درمختار) یا ایک رکعت اور ملا لے لیکن فجر وعصر کے فرض اور فجر کی سُنّتوں کے بعد (نفل کی ممانعت ہونے کی وجہ سے) اِس موقع پر ایک رکعت اور ملانا بہتر ہے۔(شامی)

مسئلہ: اگر کسی نے قعدۂ اَخیر میں پہنچ کر التحیات پڑھی پھر دُرود شریف یا دُعا کے دوران خیال آیا کہ فلاں بات پر سجدۂ سہو کرنا تھا جو یاد نہیں رہا تو اب یاد آتے ہی فوراً ایک طرف سلام پھیر کر (اور سلام پھیرتے ہوئے یا دونوں طرف پھیر کر یاد آئے تو بھی اُس کے بعد) دو سجدے کرے پھر التحیات، دُرود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

مسئلہ: اگر تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر بھولے سے ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، یاد آنے پر فوراً کھڑا ہو کر باقی رکعت پڑھ لے اور اَخیر میں سجدۂ سہو کرے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور تین پر سلام پھیر دیا اور پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا یا سینہ قبلہ سے پھر گیا تو دو رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت بے کار گئی، وہ نماز پھر سے پڑھے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر وتر کی تیسری رکعت میں دُعائے قنوت پڑھنا بھول گیا ہو تو جب رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اَب لوٹ کر دُعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے اخیر میں سجدۂ سہو کر لے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر رکوع میں جانے کے بعد پھر لوٹ کر دُعائے قنوت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور سجدۂ سہو اَب بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نماز پوری ہو چکنے (مکمل ہونے) اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کسی نمازی کو گمان ہوا کہ اُس کی فرض نماز کی چار رکعتوں کے بجائے تین رکعتیں ہوئی ہیں تو وہ اِسی خیال سے باقی رکعت پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا، پھر اِسی رکعت کے دوران یاد آیا کہ نہیں، تمام رکعتیں ٹھیک ہو کر نماز پوری ہو چکی ہے تو وہ (رکوع کے بعد یاد آنے اور یہ نماز عصر کی نہ ہونے کی صورت میں) اُسی زائد رکعت کو پوری کر کے ایک رکعت اور ملا لے۔ اس کی چار رکعتیں فرض ہو جائیں گی اور دو نفل۔ اِس صورت میں اُسے اَخیر میں سجدۂ سہو کرنے کی بھی ضرورت نہیں .... اور اگر یاد آنے پر اُسی وقت سلام پھیر کے نماز سے نکل آئے تب بھی فرض نماز درست ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو جائیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدۂ سہو سب کی طرف سے ہو جائے گا ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے، اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ: سجدۂ سہو واجب ہو گیا تھا اور کسی نے تشہّد کے بعد جان کر یا بھولے سے ادا نہ کیا یہاں تک کے دُرود شریف یا دُعا پڑھنے لگا تب بھی سجدۂ سہو کر لے۔

(عالمگیری ومراقی)

مسئلہ: سجدۂ سہو واجب تھا اور کسی نے جان کر یا بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی ہے سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔ (ردالمحتار)

ایسی صورت میں بغیر سلام پھیرے سجدۂ سہو کرے، اگر سجدۂ سہو نہ کرے گا تو نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

دیگر مسائل

(۱) کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصّہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (۲) آیتِ سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیاتِ مبارکہ یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدۂ سہو کرے۔ (غنیہ)۔ (۳) سورت پہلے پڑھی اُس کے بعد الحمد شریف یا الحمد شریف اور سُورت کے درمیان دیر تک یعنی تین بار **سبحان اللہ** کہنے کی قدر چپ رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (درمختار) (۴) جو چیزیں واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ اُنہیں ادا کرے مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی کو واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو۔ (۵) ایک رکعت میں تین سجدے کئے یا دو رکوع یا قعدۂ اُولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔ (۶) فرض و وتر و سنن رواتب کے قعدۂ اُولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ** تو اگر سہواً ہو تو سجدۂ سہو کرے عمداً ہو تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: مقتدی قعدۂ اُولیٰ میں اِمام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے، دُرود شریف و دُعا کچھ نہ پڑھے اور مسبوق کو چاہیے کہ قعدۂ اَخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ اِمام کے سلام کے وقت فارغ ہو اور سلام سے پیشتر فارغ ہو گیا تو کلمہ شہادت کی تکرار کرے۔ (درمختار)

عورتوں کی نماز

عورتوں کی نماز کا طریقہ:

عَنْ یَزِیْدِ بْنِ حَبِیْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سَتَرَ عَلٰی اِمْرَاَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْتُّمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلٰی بَعْضِ الْاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْاَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ (المراسیل لابی داؤد ص ۸)

''حضرت یزید بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ دو نماز پڑھنے والی عورتوں کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا' جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین سے خوب چپٹا لیا کرو کہ عورت' نماز میں مرد کی طرح نہیں''۔

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ فَلْتَحْفِزْ (المسند لامام الاعظم ص ۷۳)

''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عورت نماز پڑھے تو خوب چپٹ جائے''۔

عورتوں کو تکبیر تحریمہ کے وقت (دوپٹہ وغیرہ سے ہاتھ باہر نکالے بغیر) کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے چاہئیں اور تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے سینہ پر دائیں ہتھیلی' بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دیں' رکوع میں صرف اِس قدر جھکیں کہ اُن کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ رکوع میں اُنگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھیں۔ حالت رکوع میں

کہنیاں پہلو سے ملی ہوئی ہوں اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملا دیں۔ سجدہ میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے ملے ہوئے ہوں۔ ہاتھوں کی اُنگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور بانہیں زمین پر رکھنی چاہئیں۔ سجدہ میں ہاتھ پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ کی طرف رہیں مگر پاؤں کھڑے نہ کریں بلکہ دائیں طرف کو نکال دیں اور خوب سمٹ کر دب کر سجدہ کریں۔ جلسہ اور قعدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملا کر رکھیں۔ بائیں حصّے کے بل بیٹھنا چاہئے دونوں پاؤں دائیں طرف اِس طرح نکال دیں کہ دائیں ران بائیں ران پر آجائے اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں اور اُنگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔ (عالمگیری، درمختار)

مسائل

مسئلہ: عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ اُن کو ہر وقت آہستہ آواز میں قرأت کرنا چاہئے۔ (درمختار)۔

مسئلہ: عورتوں کو (خواہ حافظہ ہو) نماز میں محرموں کے سامنے بھی آواز سے قرأت کرنا جائز نہیں۔ (شامی)۔

مسئلہ: عورتوں کو فجر کی نماز (برخلاف مَردوں کے) اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور باقی اوقات میں افضل ہے کہ انتظار کریں یہاں تک کہ مَرد جماعت سے فارغ ہو جائیں۔ (درمختار) فرمایا: کریم نبی ﷺ نے، عورتوں کے لئے سب سے اچھی مسجد اُن کے گھروں کا اندرونی حصّہ ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

مسئلہ: اگر سر کے بال کھلے چھوڑ دیں یا بازو کھلے رکھیں تو نماز نہیں ہوتی۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر عورت نامحرموں سے پردہ کیلئے برقعہ اَوڑھ کر چہرہ ڈھانک کر نماز پڑھے تو درست ہے لیکن جہاں ضرورت نہ ہو وہاں چہرہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہِ (تنزیہی) ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو پردہ کی وجہ سے (یا لاپرواہی سے) نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ برقعہ کا پردہ ایسے وقت میں کافی ہے لیکن قضاء نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ نماز بالکل معاف ہوجاتی ہے، روزہ معاف نہیں ہوتا۔ پاک ہونے کے بعد قضاء رکھے۔ (ردالمحتار)۔

مسئلہ: استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو، ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے، قضاء نہ کرنا چاہئے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں، اِس کی قضاء رکھنا چاہئے۔ (ردالمحتار)۔

مسئلہ: حیض ونفاس والی عورت کو جماع، مسجد میں جانا، طواف خانہ کعبہ شریف کرنا، قرآن شریف پڑھنا اور قرآن شریف کو چھونا درست نہیں۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ: قرآن شریف کو رومال وغیرہ (الگ کپڑے) سے پکڑنا یا اُٹھانا اور ایک ایک لفظ کے درمیان وقفہ کرکے پڑھنا جائز ہے۔ (شامی)۔ نیز دُعائیہ آیات مبارکہ کو دُعا کی نیت سے پڑھنا وظیفہ تسبیح وغیرہ بھی دُرست ہے۔ (بحرالرائق وشرح تنویر)

داتا کون کون؟

[redacted] منیر احمد یوسفی (ایم-اے)، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

[redacted] جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ رابطہ نمبر: 0300-4274936

مفسداتِ نماز

کلام، مفسدِ نماز ہے، عمداً ہو یا خطاً یا سہواً سوتے میں ہو یا بیداری میں، اپنی خوشی سے کلام کیا یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا یا اُس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قرأت وغیرہ یا اذکارِ نماز کہنا چاہتا تھا، لیکن غلطی سے کوئی بات زبان سے نکل گئی اور سہو کے یہ معنی ہیں کہ اُسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا (درمختار)۔

مسئلہ: مقتدی نے بتانے کو کہا کہ بیٹھ جا یا ہُوں کہا، نماز جاتی رہی۔ (درمختار۔ عالمگیری)

مسئلہ: قصداً کلام سے اُسی وقت نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: کسی شخص کو سلام کیا عمداً ہو یا سہواً نماز فاسد ہوگئی۔ اگرچہ بھول کر سلام کہا تھا تو یاد آیا کہ سلام کرنا نہ چاہیے اور سکوت کیا۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ: مسبوق نے یہ خیال کیا کہ اِمام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، سلام پھیر دیا، نماز فاسد ہوگئی (عالمگیری)۔

مسئلہ: دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے، سلام کی نیّت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

مسئلہ: کسی کو چھینک آئی، اُس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور کسی اور کو چھینک آئی اُس مُصَلّی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہُ کہا، نماز ہوگئی اور جواب کی نیّت سے کہا تو نماز جاتی رہی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا اور اُس نے جواب میں کہا: آمین، نماز فاسد ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نماز میں چھینک آئے تو سکوت کرے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اُس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خوشی کی خبر سن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: اللہ عزّ وجل کا نام مبارک سن کر جل جلالہ کہا یا نبی ﷺ کا اسم مبارک سُن کر دُرود شریف پڑھا، یا امام کی قرأت سن کر صَدَقَ اللّٰہُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہٗ کہا تو اِن سب صورتوں میں نماز جاتی رہی جب کہ بقصد جواباً کہا ہو۔ اگر اذان کا جواب دیا، نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ: شیطان کا ذکر سُن کر اُس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی، وسوسہ دُور کرنے کے لیے لاحول پڑھی اگر اَمورِ دنیا کے لیے ہے، نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: چاند کو دیکھ کر رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ کہا یا بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کیا، نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: مُصَلّی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا، نماز جاتی رہی۔ اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسدِ نماز ہے۔

مسئلہ: کھنکارنے میں جب دو حرف ظاہر ہوں جیسے اَخ مفسدِ نماز ہے جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے اِس لیے کھنکارتا ہے کہ درست کر لے یا اِس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اُس کا نماز میں ہونا معلوم ہو تو اِن سب صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن شریف پڑھنا مطلقاً مفسدِ نماز ہے یونہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہو اُسے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسدِ نماز ہے۔

مسئلہ: عملِ کثیر کہ نہ اعمالِ نماز سے ہو نہ نماز کی اِصلاح کے لئے کیا گیا ہو، نماز فاسد

کر دیتا ہے۔ عملِ قلیل مفسدِ نماز نہیں۔ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عملِ کثیر ہے اور دُور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عملِ قلیل ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے منہ میں گرا اور اُس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اُس کو نگل گیا۔ اگر چنے کے دانے سے کم ہے، نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے کے دانے کے برابر ہے تو فاسد ہو گئی۔ دانتوں سے خون نکلا اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہو گی، نماز ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری) غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق سے خون کا مزہ محسوس ہو، نماز توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔

مسئلہ: سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسدِ نماز ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو یعنی اِتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس درجے ہٹ جائے۔

مسئلہ: عورت نماز پڑھ رہی تھی بچہ نے اُس کی چھاتی چُوسی اگر دُودھ نکل آیا، نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: عورت نماز میں تھی مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اُس کے بدن کو ہاتھ لگایا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: کسی آدمی کو نماز پڑھتے میں طمانچہ یا کوڑا مارا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے نماز جاتی رہتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ اُٹھا لیا علیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجایا کہا جائے گا۔ (عالمگیری، غنیہ)۔

مسئلہ: تکبیراتِ انتقال میں **اللہ یا اکبر** کے الف کو دراز کیا **اللہ یا اکبر** کہا یا بے کے بعد الف بڑھایا (اکبار) کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی (درمختار وغیرہ)۔

مکروہات کا بیان

حدیث شریف:

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔

اَحکام فقہ:

کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا کپڑا سمیٹنا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اُٹھا لینا اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ۔ کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے (کندھے) پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یہ سب مکروہِ تحریمی ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ: رومال، شال، رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں (کندھوں) سے لٹکتے ہوں یہ ممنوع و مکروہِ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک مونڈھے پر ڈالا اِس طرح کہ اُس کا ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر جیسے عموماً اِس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو یا دامن سمیٹے نماز پڑھنا بھی مکروہِ تحریمی ہے، خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی۔ (درمختار)

مسئلہ: شدت کا پاخانہ، پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبۂ ریاح کے وقت نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلاء جانا ہو تو پہلے بیت الخلاء کو جائے۔ اِس حدیث شریف کو امام ترمذی علیہ الرحمہ

نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابوداؤد نسائی و مالک نے بھی اِس کی مثل روایت کی ہے۔

مسئلہ: جُوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی اور نماز میں جُوڑا باندھا' تو فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سُنّت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے۔

مسئلہ: اُنگلیاں چٹخانا' اُنگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالنا مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ: کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہئے۔

مسئلہ: اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہِ تحریمی ہے کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو کراہتِ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کُتّے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینے سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا۔ مرد کا سجدے میں کلائیوں کا بچھانا، کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ یونہی دوسرے شخص کو مُصَلّی نمازی کی طرف منہ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے یعنی اگر مصلّی کی جانب سے ہو تو کراہت مُصَلّی پر ہے ورنہ اُس دوسرے شخص پر۔

مسئلہ: کپڑے میں اِس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اعتجار یعنی پگڑی اِس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہِ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اِس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ یونہی ناک اور منہ کو چھپانا اور بلا ضرورت کھنکار نکالنا' یہ سب مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ: نماز میں بالقصد جمائی لی تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اِس پر بھی نہ رُکے تو دایاں یا بایاں ہاتھ منہ پر رکھ دے یا آستین سے منہ چھپالے قیام میں دائیں

ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔ (مراقی الفلاح) انبیاء کرام علیہم السّلام اِس سے محفوظ ہیں۔ اِس لئے کہ اِس میں شیطانی مداخلت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے۔ اِس حدیث شریف کو اِمام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ شیطان منہ میں گھُس جاتا ہے، بعض میں ہے شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جو جمائی میں منہ کھول دیتا ہے شیطان اُس کے منہ میں تھوک دیتا ہے اور جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اِس کا منہ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت ہے وہ شیطان کا تھوک ہے۔ اِس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب جمائی آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اِس سے محفوظ ہیں، فوراً رُک جائے گئی۔ (بہارِ شریعت)۔

مسئلہ: جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اُسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یوں ہی مُصَلّی کے سر پر یعنی چھت پر ہو، معلق (لٹکائی ہوئی) ہو یا محلِ سجود میں ہو کہ اُس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہِ تحریمی ہوگی۔ یوں ہی مُصَلّی کے آگے دائیں یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہِ تحریمی ہے اور پسِ پشت ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ اِن تینوں صورتوں میں کراہت اُس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دائیں بائیں معلق ہو یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو۔ اگر فرش میں ہو اور اُس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے جیسے دریا پہاڑ وغیرہ کی تو اِس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: اُلٹا قرآنِ مجید پڑھنا، کسی واجب کو ترک کرنا، مکروہِ تحریمی ہے مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا یونہی قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلے جانا، قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآنِ مجید پڑھنا یا رکوع میں قرأت ختم کرنا۔ اِمام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود وغیرہ میں جانا اور اُس سے پہلے سر اُٹھانا۔

مسئلہ: صرف پاجامہ یا تہبند باندھ کر نماز پڑھی اور کرتہ یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہِ تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں تو معافی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اِمام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر شامل ہو گیا پھر صف میں شامل ہوا، یہ مکروہِ تحریمی ہے (عالمگیری)

مسئلہ: زمینِ مغصوب (یعنی غصب شدہ) یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، قبر کا سامنے ہونا اور مصلی و قبر کے درمیان اگر کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہِ تحریمی ہے (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اُلٹا کپڑا پہن کر یا اَوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم یوں ہی انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا اگر اِس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہراً کراہت تحریم ہے اور نیچے کرتہ وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ یہاں تک تو وہ مکروہات بیان ہوئے جن کا مکروہ تحریمی ہونا کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔

مسئلہ: کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ نمازی کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔

مسئلہ: منہ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا اور پڑھانا مکروہ ہے جب کہ قرأت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قرأت ہو مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اِس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآنِ مجید کے نہ ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار، بہارِ شریعت)۔

مسئلہ: سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر یہ سمجھ کر کہ نماز کوئی ایسی مہتمم بالشان چیز نہیں جس کے لئے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے، تو یہ کفر ہے۔ (درمختار بہارِ شریعت)

مسئلہ: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اُٹھا لینا افضل ہے جب کہ عملِ کثیر کی حاجت نہ پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: پیشانی سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز میں ناک سے پانی بہا اُس کو پونچھ لینا زمین سے گرنے سے بہتر ہے اور اگر مسجد میں ہے تو ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نماز میں اُنگلیوں پر آیاتِ مبارکہ اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے۔ نماز فرض ہو خواہ نفل دل میں شمار رکھنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا اور سب اُنگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ پر ہوں۔ اِس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: ہاتھ یا سر کے اِشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے (درمختار)۔

مسئلہ: نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اِس نشست میں کوئی حرج نہیں۔ (درمختار)۔

مسئلہ: دامن یا آستین سے اپنے آپ کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ: انگڑائی لینا اور بالقصد کھانسنا یا کھنکارنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: صف میں منفرد کو کھڑا ہونا کہ قیام وقعود وغیرہ افعال لوگوں کے مخالف ادا کرے گا مکروہ ہے۔ یونہی مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ: سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اُٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اُٹھانا بلا عذر مکروہ ہے۔

مسئلہ: رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: عمامہ کو سر سے اُتار کر زمین پر رکھ دینا یا زمین سے اُٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسدِ نماز نہیں البتہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے۔

مسئلہ: دائیں بائیں جھومنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اُٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اُٹھانا مکروہ ہے اور سجدہ کو جاتے وقت دائیں جانب زور دینا اور اُٹھتے وقت بائیں پر زور دینا مستحب ہے۔

مسئلہ: نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے اُنگلیوں کو پھیر دینا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اِمام نیچے اور مقتدی بلند جگہ پر ہو یہ بھی مکروہ اور خلافِ سُنّت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: کعبہ معظّمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اِس میں ترکِ تعظیم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے خاص کر لینا کہ وہیں نماز پڑھے مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعثِ کراہت ہے۔ شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ہاتھ میں کوئی ایسا مال ہو جس کے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس کو لئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظِنّۂ نجاست ہو مکروہ ہے۔ (عالمگیری، ردالمختار)

مسئلہ: مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت اور لہو ولعب کی چیزیں وغیرہ۔

مسئلہ: نماز کے لیے دوڑنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: عام راستہ، کوڑا ڈالنے کی جگہ، مذبح، قبرستان، غسل خانہ، حمام، نالا، مویشی خانہ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، اصطبل، پاخانہ کی چھت اور صحرا میں بلا سُترہ کے جب کہ خوف ہو کہ آگے سے گزریں گے اِن جگہوں میں نماز مکروہ ہے۔ (درمختار)

نماز کے بعد مختلف اذکار اور دُعائیں

ہمارے معاشرے میں قوتِ برداشت کا تقریباً فقدان ہے۔ بہت کم لوگ برداشت کی خوبی سے مزّین ہیں۔ ہم لوگ بات بات پر حقائق کو نظر انداز کرنے کے عارضہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ عارضہ دینی محاذ میں بہت زیادہ ہے۔ ہم مخالفت اور انکار کے جذبات میں قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے خلاف کلام کرنے سے بھی نہیں گھبراتے۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی اَحادیثِ مبارکہ قابلِ قبول ہیں اور جب صحاح ستّہ کی اَحادیثِ مبارکہ پیش کی جاتی ہیں پھر بعض لوگ اپنے خود ساختہ نظریات کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے من گھڑت تاویلیں شروع کر دیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے واضح اِرشادات کو یعنی، چونکہ اور چنانچہ کی نذر کرنے کی نامناسب حرکت کرتے ہیں۔ کئی لوگ اِسلامی تعلیمات کے سکالر ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ کی اِطاعت واتباع سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔

اَحادیثِ مبارکہ کے خزانہ میں نبیٔ کریم ﷺ کے معمولات میں یہ کہیں نہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر مسجد سے نکل جاتے تھے۔ اب تو بعض لوگوں نے اِس کو معمول بنا رکھا ہے جونہی نماز کا سلام پھرتا ہے، جوتا اُٹھاتے ہیں اور مسجد سے نکل جاتے ہیں، نہ ذکر و دُرود اور نہ دُعا و استغفار۔ حالانکہ یہ طرزِ عمل صریحاً طریقۂ محمدی ﷺ کے خلاف ہے۔ کوئی عذر ہو تو اور بات ہے لیکن ایسا معمول نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ایک عذر کی روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کی گردنیں

پھلانگتے ہوئے اپنی زوجہ مطہرہ کے حجرہ مبارک میں گئے۔لوگ آپ ﷺ کی جلدی دیکھ کر گھبرا گئے پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے جلدی جانے پر متعجب ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا:''ہمارے پاس سونے کا ایک ڈلا رہ گیا تھا' مجھے اُس میں دل لگا رہنا بُرا معلوم ہوا'میں نے اُس کے بانٹنے کا حکم دیا۔[۱] (اِس حدیث شریف میں جانے کی وجہ اور پھر آنے کا ذکر ہے)۔

قارئینِ کرام کی خدمت میں صحاح ستّہ کے حوالہ جات سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرض نمازوں کے بعد کے معمولات اور ذکر واذکار اور دُعاؤں کو بیان کیا جاتا ہے۔جتنے بھی اذکار اور دُعائیں صحاح ستّہ میں بیان ہیں'اُن کو تسلیم کرنا'ایمان وعقل اور قلبِ سلیم کی پہچان ہے۔رسولِ کریم ﷺ کے اذکار اور معمولات اِسلام اور ایمان کا خزانہ ہیں۔جنہیں ہر کلمہ پڑھنے والا جانتا ہے لیکن ضد اور فرقہ وارانہ ذہنیّت رکھنے والے حضرات نے اپنی تیز طراز گفتگو سے لوگوں سے حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔عوام الناس ایسے لوگوں کے ہاتھوں نالاں اور بیزار ہیں۔عوام الناس کی علمی حالت تو پہلے ہی ناگفتہ بہ ہے'اِس لئے ایسے حضرات لوگوں کی کم علمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُن سے حقائق کو پوشیدہ رکھ کر'اپنے خود ساختہ نظام کی بقاء کی جنگ کر رہے ہیں۔ربِ کائنات ہمیں محبوبِ کریم ﷺ کا اتباع نصیب فرمائے۔آمین!

اَحادیثِ مبارکہ:

(۱) بخاری شریف:بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ(نماز کے بعد ذکرِ الٰہی کرنا)۔

حضرت ابوسعید جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام ہیں،فرماتے ہیں،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُنہیں خبر دی اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ

---

[۱] بخاری جلد ا ص ۱۱۷۔

عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهٗ [۲] ''کہ فرض نماز سے فارغ ہو کر ذکر کرنا نبی کریم ﷺ کے زمانے سے جاری تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' مجھے لوگوں کا نماز سے فراغت پانا' اِسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا ہے''۔

وحید الزماں (غیر مقلد) صاحب لکھتے ہیں ''اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ پکار کر یعنی جہر کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا بدعت نہیں ہے جیسے بعض لوگوں نے سمجھا''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۴ من وعن)

نماز کے بعد تکبیر کہنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِیِّ ﷺ بِالتَّكْبِیْرِ [۳] ''نبی کریم ﷺ کی نماز کا ختم ہونا اُس وقت پہچانتا جب تکبیر کی آواز سنتا''۔ یہ حدیث شریف سنن نسائی میں بھی ہے۔ [۴]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف:

حضرت وردا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی تھے' اُنہوں نے فرمایا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک خط میں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام تھا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے لکھوایا: کہ نبی کریم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ فرماتے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [۵] ''اللہ (تبارک

---

۲ بخاری جلد ا ص ۱۱۶، تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۴۔ ۳ بخاری جلد ا ص ۱۱۶، تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۵، مسلم جلد ا ص ۲۱۷۔ ۴ نسائی جلد ا ص ۱۲۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۹۸، بخاری جلد ا ص ۱۱۷، تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۲، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۳۰۰۔ ۵ سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۷۔

وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں، اُس کی بادشاہت ہے اور اُسی کو تعریف زیب دیتی ہے، وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) تو جو دینا چاہے اُس کو کوئی نہیں روک سکتا اور جو تُو روک دے اُس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ اور مالدار کو اُس کی مالداری تیرے کچھ کام نہیں آسکتی''۔ (اُس زمانے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو کہلا بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دُعا پڑھتے تھے وہ مجھے لکھ کر بھیجو، تب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منشی سے محولہ بالا دُعا لکھوا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجی۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۶) یہ حدیث شریف سنن نسائی اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔ [۲]

سنن نسائی: بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ''سلام کے بعد ذکر کرنے کا باب''۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو فرماتے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی کی سلطنت ہے اور اُسی کے لئے تعریف بجا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، نہیں طاقت گناہوں سے بچنے کی اور نہیں ہمت نیکی کرنے کی مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی مدد سے، ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے سوائے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے، اُسی کو لائق ہے نعمت اور فضل اور اچھی تعریف، کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ)۔ ہم اُس کی خاص عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر بُرا مانیں''۔ دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے۔

---

[۲] صحیح مسلم جلد ا ص ۲۱۸۔ [۳] سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۲، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۳۰۱، مسند الشافعی جلد ا ص ۹۴۔۹۳، سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۷۔

ہر نماز کے بعد دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی عذابِ قبر (جسم یا کپڑوں پر) پیشاب لگنے سے ہوتا ہے۔ فرماتی ہیں، میں نے کہا تم غلط کہتی ہو۔ اُس نے کہا، نہیں سچ ہے۔ ہم کو حکم ہے کہ اگر پیشاب کھال یا کپڑوں پر لگے تو اُسے کاٹ ڈالیں۔ رسولِ کریم ﷺ نماز کے لئے نکلے اور باتیں کرتے ہوئے ہماری آوازیں اونچی ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ آپ فرماتی ہیں، جو کچھ اُس یہودی عورت نے کہا تھا میں نے بتا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سچ کہتی ہے۔ بعد ازیں اُس روز سے آپ ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر ہر نماز کے بعد دُعا فرمائی: رَبِّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۸ ''اے حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل (علیہم السلام) کے رب مجھے جہنم کی گرمی اور دوزخ کے عذاب سے بچا''۔

نماز کے بعد معوّذات پڑھنے کا حکم:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہر نماز کے بعد معوّذات پڑھنے کا حکم فرمایا: یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ ۹

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اِستغفار اور دُعا:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (رسولِ کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم جب نماز سے سلام پھیرتے تو اِسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ

---

۸ سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۷۔ ۹ سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۲۔

وَالْاِکْرَامِ [10] ''تین بار استغفار پڑھتے (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ) پھر عرض کرتے' اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو سلام ہے ہر برائی اور عیب سے اور تیری طرف سے ہماری سلامتی ہے' تو بڑی برکت والا ہے اے بزرگی اور عزت والے''۔ یہ حدیث شریف صحیح مسلم میں بھی ہے۔ [11]

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایت میں: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کا بیان ہے۔

نماز کے بعد دُعائے پناہ:

حضرت مسلم بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میرے والدِ گرامی ہر نماز کے بعد اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہِ اَقدس میں عرض کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ [12]

''اے اللہ (جل جلالک) میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر' فقر اور عذاب قبر سے''۔ میں بھی کہنے لگا۔ میرے والد گرامی نے پوچھا تو نے یہ کلمات کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا آپ ہی سے سیکھے ہیں' انہوں نے فرمایا: ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِن کلمات کو نماز کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے''۔

نماز کے بعد ایک اور طرح کی دُعا:

حضرت ابو مروان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اُن کے سامنے حلف اٹھایا۔ ''اُس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو چیر دیا۔ ہم نے تورات کو دیکھا ہے حضرت

---

[10] سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۸۔ [11] سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۷۔ [12] صحیح مسلم جلد ا ص ۱۹۸، سنن نسائی جلد ا ص ۱۹۸، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۹۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۸۳، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۵، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۰۲۔

داوٗد علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے:

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَہُ لِیْ عِصْمَۃٌ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْھَا مَعَاشِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَعُوْذُ یَعْنِیْ بِعَفْوِکَ مِنْ نَقْمَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ [۱۳] ”یا اللہ (جل جلالک) میرے دین کو درست کردے جس سے میرا بچاؤ ہے اور میری دنیا کو درست کردے جس میں میری روزی ہے۔ یا اللہ (جل جلالک) میں پناہ مانگتا ہوں تیری معافی کی، تیرے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری تجھ سے۔ تیرے دیئے ہوئے کو کوئی روک نہیں سکتا اور تیرے روکے کو کوئی دینے والا نہیں اور مالدار کا مال تجھ سے کچھ کام نہ آئے گا“۔

ابو مروان فرماتے ہیں، میں نے کہا مجھے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اُن سے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو ان کلمات کو پڑھتے۔

نماز کے بعد دُعا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّکَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَللّٰھُمَّ رَبُّنَا وَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَ رَسُوْلُکَ اَللّٰھُمَّ رَبُّنَا وَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ کُلَّھُمْ اُخُوَّۃٌ اَللّٰھُمَّ رَبُّنَا وَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ اِجْعَلْنِیْ

---

[۱۳] سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۹۷، مسلم جلد ۲ ص ۳۴۹، (باختلاف الفاظ)، کتاب السنی ص ۴۹ حدیث نمبر ۱۲۷۔

مُخْلِصًا لَّکَ وَ اَھْلِیْ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ [۱۴] ''اے میرے پروردگار تو ہمارا مالک ہے اور ہر شے کا مالک ہے۔ میں گواہ ہوں اِس بات کا کہ تو ہی اکیلا پروردگار ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں ہے۔ اے میرے پروردگار تو ہمارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے اور میں گواہ ہوں اِس بات پر کہ (حضرت) محمد (ﷺ) تیرے (محبوب) بندے اور تیرے رسول (ﷺ) ہیں۔ الٰہی تو ہمارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے۔ میں گواہ ہوں اِس بات کا کہ بندے سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور میرے گھر والوں کو بھی خلوص عطا فرما، ہر گھڑی میں، دنیا میں اور آخرت میں، اے بزرگی والے اور عزت والے میری اِس التجا کو سن اور قبول فرما (اے اللہ) تو اللہ (جل جلالک) بڑا ہے اور سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ (جل جلالک) تو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، تو بڑا ہے اور سب سے بڑا ہے۔ میرے لئے اللہ (ہی الٰہ) کافی ہے اور بہترین وکیل ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) بڑا ہے اور سب بڑوں سے بڑا ہے''۔

نماز کا سلام پھرنے کے بعد دُعا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو اُمّت کی تعلیم کے لئے دُعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ [۱۵] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) مجھے بخشش عطا

---

[۱۴] ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۸، مسند احمد جلد۴ص ۳۲۹، کتاب السنی ص ۴۵۔ [۱۵] ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۹، مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۱۷۲، دار قطنی جلد۱ص ۲۹۷، صحیح ابن خزیمہ جلد۱ حدیث نمبر ۷۴۳، مسند احمد جلد۲ص ۲۹۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۲۱۔

فرما- جو کچھ پہلے ہوا' جو بعد میں ہوا' جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے اور جو میں نے زیادتی کی ہے اور تو جس کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو سب سے مقدم ہے اور تو جسے چاہے پیچھے کرتا ہے' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تو ہی الٰہ ہے''-

ہر نماز کے بعد دُعا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا' اور فرمایا: ''اے معاذ۔۔۔ اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اِس دُعا کو پڑھنا نہ چھوڑنا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ [۱۶] ''اے اللہ (جل جلالک) میری مدد فرما اپنے ذکر' اپنے شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے میں کہ میں تیری خوب عبادت کروں''۔

اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع ترمذی میں لکھا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ بھی کہا کرتے تھے۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ [۱۷] ''تیرا رب پاک ہے' عزت والا رَبّ ہے' وہ اِس شرک سے پاک ہے جو وہ بتاتے ہیں (کہ کوئی اور بھی الٰہ ہے) اور سلام ہے رسولوں (علیہم السلام) پر اور تمام (بالواسطہ اور بلاواسطہ) تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے''۔

صبح کی نماز کے بعد کی خصوصی دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں'

---

[۱۶] ابوداؤد جلد ا ص ۲۲۰، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۴، کتاب السنی ص ۴۶۔ [۱۷] ترمذی جلد ا ص ۶۶، کتاب السنی ص ۴۷، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۰۳۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی الصُّبْحَ حِیْنَ یُسَلِّمُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّ عَمَلاً مُّتَقَبَّلاً ۱۸؎ ''نبی کریم ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے تو سلام پھیرنے کے بعد یہ دُعا کرتے ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے نفع دینے والا علم مانگتا ہوں اور پاک حلال روزی اور مقبول عمل''۔

اِس حدیث شریف سے یہ مسئلہ حاصل ہوتا ہے کہ مشہور و معروف دُعا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ اور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا کے علاوہ یہ دُعا بھی نماز کے بعد پڑھی جاسکتی ہے۔ اُسی جگہ بیٹھے ہوئے جہاں نماز پڑھی ہے۔ مختلف اَحادیثِ مبارکہ میں مختلف اَذکار اور دُعائیں صحاح ستّہ اور دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اِس لئے ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف چلنے سے توبہ کرنی چاہیئے۔ من گھڑت مسئلوں اور فتوؤں سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی پیروی میں نجات ہے۔

نماز کے بعد کی ایک اور دُعا:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسولِ کریم ﷺ ہر نماز کے بعد اِن کلمات سے تعوّذ فرماتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ ۱۹؎ ''اے میرے اللہ (جل جلالہ) میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور رذیل عمر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دنیا کے فتنوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

۱۸؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۲۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۴، کتاب السنی ص ۲۴۔ ۱۹؎ مشکوٰۃ ص ۸۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۷۔

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد ذکر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَعْتِقَ اَرْبَعَۃً مِّنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِیْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَعْتِقَ اَرْبَعَۃً [۲۰] ''میرا اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جو فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے رہتے ہیں، مجھے اِس سے زیادہ پیارا ہے کہ اولادِ اسمٰعیل (رضی اللہ عنہم) کے چار غلام آزاد کروں اور میرا اِس قوم کے ساتھ بیٹھنا جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کریں مجھے اِس سے زیادہ پسند ہے کہ چار غلام آزاد کروں''۔

ہر نماز کے بعد بیٹھنا اور ذکر و دُعا کرنا:

حضرت ارزق بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہمیں ہمارے اِمام نے نماز پڑھائی۔ جن کی کنیت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ تھی۔ اُنہوں نے فرمایا: میں نے یہی نماز یا اِس کے علاوہ کوئی اور نماز رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اگلی صف میں حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہوئے تھے اور ایک شخص نماز کی پہلی تکبیر میں حاضر ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیرا حتیٰ کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے نورانی رخساروں کی سفیدی دیکھی پھر حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ میری طرف آئے تو جس نے نماز کی پہلی تکبیر پائی تھی وہ نفل پڑھنے کھڑا

---

[۲۰] مشکوٰۃ ص ۸۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۰۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۶۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۵۲۔

ہو گیا' تب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اُس کے کندھے پکڑ کر ہلائے پھر فرمایا: بیٹھ جا۔ کیونکہ اہلِ کتاب صرف اِس لئے ہلاک ہوئے کہ اُن کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ تھا۔ (یعنی اُنہیں حکم دیا گیا تھا کہ فرائض اور نوافل کے درمیان دُعا کا فاصلہ رکھیں اور جگہ کا بھی مگر اِس پر عمل نہ کیا۔ فرائض و نوافل ملا کر پڑھے جن سے اُن کے دل سخت ہو گئے اور ہزاروں گناہ کر بیٹھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہِ مبارک اُٹھا کر فرمایا: اَصَابَ اللّٰہُ بِکَ یَاابْنَ خِطَّابٍ [۲۱] ''اے خطاب کے بیٹے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تجھے مصیب رکھے''۔

ہر نماز کے بعد عظیم ورد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مہاجر فقراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مالدار حضرات بڑے درجے اور دائمی نعمتیں لے گئے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کیسے؟ اُنہوں نے عرض کیا' وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ خیرات کرتے ہیں۔ ہم (غریب ہونے کی وجہ سے) خیرات نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم غلام آزاد نہیں کرتے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جس سے تم آگے والوں کو پکڑ لو اور پیچھے والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور تم میں سے کوئی افضل نہ ہو گا اُس کے سوا جو تمہارے جیسے کام کرے''۔ سب نے عرض کیا' جی! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُسَبِّحُوْنَ وَ تُکَبِّرُوْنَ وَ تُحَمِّدُوْنَ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثاً وَّ ثَلٰثِیْنَ مَرَّۃٍ ''ہر نماز کے بعد ۳۳' ۳۳ بار تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ)

---

[۲۱] مشکوٰۃ ص ۸۹، مرآۃ جلد ۲ ص ۱۲۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۰۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص حدیث نمبر ۷۰، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۲۷۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۹۰۔

تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اور حمد (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) پڑھا کرو"۔

(حضرت) ابو صالح فرماتے ہیں فقراء مہاجرین رسولِ کریم ﷺ کے حضور لوٹے اور عرض کیا: سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَھْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ "ہمارے امیر بھائیوں نے ہمارے اِس عمل کے بارے میں سُن لیا ہے (اَب) وہ بھی ایسا ہی کر رہے ہیں" تب رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ ۲۲ "یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے"۔

ذکرِ الٰہی اور مقررہ تعداد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: "جو ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ) اور ۳۳ بار حمدِ الٰہی (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) اور ۳۳ دفعہ تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہہ لیا کرے۔ یہ ۹۹ ہوئے اور سو پورا کرنے کے لئے کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ "کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کا ملک ہے اُسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ تو اُس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ ۲۳

خواب میں نماز کے بعد ذکر کی تلقین:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں،

اُمِرْنَا اَنْ نُّسَبِّحَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ

---

۲۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۸۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۶۵-۲۳ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۱، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۹۔

نُحَمِّدَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ نُکَبِّرَ اَرْبَعًا وَّ ثَلَاثِیْنَ فَاَتٰی فِی الْمَنَامِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقِیْلَ لَهٗ اَمَرَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُسَبِّحُوْا فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ کَذَا وَ کَذَا قَالَ الْاَنْصَارِیُّ فِیْ مَنَامِهٖ نَعَمْ قَالَ اجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ وَاجْعَلُوْا فِیْهَا التَّهْلِیْلَ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَافْعَلُوْا [۲۴] ''ہمیں حکم فرمایا گیا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح پڑھیں، ۳۳ مرتبہ حمد اور ۳۴ بار تکبیر کہیں۔ پھر ایک انصاری کے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور آپ سے کہا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد اتنی اتنی تسبیح پڑھو۔ انصاری نے خواب ہی میں کہا ہاں! اُس نے کہا اُنہیں ۲۵، ۲۵ بار کرلو اور اِن میں تہلیل بھی کرلو۔ ''یعنی سو پورا کرنے کے لئے ۲۵ بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی پڑھ لیا کرو۔ جب صبح ہوئی تو یہ حضور ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اُنہیں خبر دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسے بھی کرو۔ (یعنی کبھی ایسے کبھی ایسے، خیال رہے کہ یہ خواب حضور نبی کریم ﷺ کے تائید فرمانے کی وجہ سے قابل عمل ہوگیا ورنہ نص کے مقابلے میں کسی کا خواب معتبر نہیں کیونکہ نص معصوم (ﷺ) کی ہے جبکہ غیر نبی یعنی ہم بیداری اور خواب میں غیر معصوم ہیں۔''

بعد از نمازِ فرض:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض آگے پیچھے آنے والی چیزیں وہ ہیں، جن کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان میں نہیں رہتا- ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ دفعہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ [۲۵]

---

[۲۴] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۶۶، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۲ ص ۱۸۷- [۲۵] الترغیب والترھیب جلد ۲ ص ۴۵۱۔

نمازِ فجر کے بعد ذکر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَیَذْکُرُ اللّٰهَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَهٗ کَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ ۲۶

''جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرے پھر سورج نکلنے تک a اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے پھر دو رکعت (نمازِ اشراق) پڑھے تو اُسے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا''۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورے کا پورا۔ (یعنی پورے حج اور پورے عمرے کا ثواب)۔

a سورج نکلنے سے مراد آفتاب کا بلند ہونا ہے۔ یہ وقت طلوع آفتاب کے ۲۰ منٹ بعد ہوتا ہے۔ بیٹھنے سے مراد مسجد میں رہنا ہے۔ لہٰذا اُس وقت تک مسجدِ حرام کی صورت میں طواف یا عام مسجد میں وعظ کرنے، سننے یا طلبِ علم کے لئے مسجد کے کسی گوشے میں منتقل ہونا اِس کے خلاف نہیں''۔

بہتر غنیمت والے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بہت جلد لوٹ آیا اور بہت غنیمتیں لایا، تو ہم میں سے ایک شخص بولا، جو اُن کے ساتھ نہ گیا تھا کہ ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اُس لشکر سے جلد لوٹا ہو اور زیادہ مال غنیمت لایا ہو۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ قوم نہ بتاؤں جو غنیمت اور لَوٹنے میں بہتر ہے۔ وہ قوم ہے جو فجر کی نماز میں حاضر ہو پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کرے۔ تو یہ لوگ جلدی لَوٹنے والے اور بہتر غنیمت

---

۲۶ مشکوٰۃ، شرح السنۃ، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۵۰۸۔

والے ہیں''۔[۲۷]

مغرب اور فجر کی نماز کے بعد خصوصی ذکر:

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نمازِ مغرب اور نمازِ فجر سے پھرنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے دس بار کہہ لے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[۲۸] تو اُس کے لئے ہر ایک کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور دس درجے بلند کئے جائیں گے' ہر برائی سے اُس کی حفاظت اور مردود شیطان سے اَمان ہوگی اور شرک کے سوا کوئی گناہ اُسے نہ چھو سکے گا اور وہ لوگوں سے عمل میں افضل ہوگا۔ سوائے اُس کے جو اُس سے زیادہ کہہ لے وہ اُس سے بڑھ جائے گا''۔

نماز کا سلام پھیرتے ہی ذکرِ مبارک اور دُرود شریف:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور اُس نے نماز پڑھی (اور نماز پڑھنے کے بعد اُس نے) کہا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ ''اے میرے اللہ (جل جلالہ) مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما''۔ تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص سے فرمایا: عَجَّلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ ''اے نمازی تو نے جلدی کی''۔ پھر فرمایا: ''جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر دُرود شریف بھیج پھر دُعا کر''۔ فرماتے ہیں' اُس کے بعد دوسرے شخص

---

[۲۷] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۷۷' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۹۷' ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۱' کنز العمال حدیث نمبر ۴۹۸۹-۲۸۔ [۲۸] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۷۵-۹۷۶' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۰۷' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۰۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۳۲۔

نے نماز پڑھی: ''(اُس نے نماز کے بعد) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد کی اور نبی کریم ﷺ پر دُرود شریف بھیجا''۔ اُس دوسرے شخص سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ [۲۹] ''اے نمازی دُعا کر (اللہ تبارک وتعالیٰ) کے ہاں تیری دُعا قبول ہوگی''۔

اِس حدیث شریف کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام غور فرمائیں کہ جو شخص نماز کا سلام پھیرتے ہی بغیر ذکرِ الٰہی و دُرود شریف کے دُعا کرے، بحکمِ نبی کریم ﷺ وہ ''جلد باز'' ہے تو جو سلام پھیرتے ہی بلا وجہ، بغیر عذر کے جوتا پکڑے اور مسجد سے نکل جائے وہ کون ہوا؟ ایسے نمازیوں سے پوچھا جائے کیا رسولِ کریم ﷺ کا کوئی اِرشادِ مبارک ہے کہ جونہی سلام پھیرو تو جوتے پکڑو اور دُعا کئے بغیر تتر بتر ہو جاؤ اور کیا رسولِ پاک ﷺ کی کوئی حدیث شریف ہے جس میں نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد دُعا نہ کرنا؟

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی اپنے قارئین کرام کی خدمت میں صحاح ستّہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف کا حوالہ بطور دلیل پیش کرتا ہے کہ فرض نماز کے بعد کی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اُسْمِعَ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَ دُبُرَ الصَّلٰوتِ الْمَکْتُوبَاتِ [۳۰] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سی دُعا زیادہ سنی جاتی ہے۔ فرمایا: آخری رات کے بیچ میں اور فرض نمازوں کے بعد''۔

جو حضرات فرض نماز کے بعد دُعا نہیں کرتے خدا معلوم اُن کو دُعا کرنے

---

[۲۹] ترمذی جلد۲ ص ۱۸۵، مشکوٰۃ ص ۸۶، مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۱۵۵، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۸۷، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۷۹-۳۰۔ [۳۰] ترمذی جلد۲ ص ۱۸۶، کتاب الاذکار ص ۵۷، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۸۹۔

میں کیا پریشانی ہے؟ کیا وہ لوگ پروردگار سے دُعا مانگنے میں بھی عجز وانکساری کی نعمت سے فارغ ہیں۔ دُعا تو عجز وانکساری کا اظہار ہے۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ دُعا کرنے والوں سے خوش ہے یا ناراض ہے؟

جواب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا نہ کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس سے ناراض ہوتا ہے''۔ ۳۱

اللہ جل جلالہ کے ہاں پسندیدہ عمل:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مقدس ہے: ''اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے نزدیک دُعا سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں''۔

اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب باندھا ہے

(بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ) ۳۲ ''نماز کے بعد دُعا کرنے کا باب'' اِس باب کے تحت غیر مقلدین اہلحدیث کے عالم وحید الزماں نے تیسیر الباری شرح بخاری میں جو بحث کی ہے وہ قارئین کرام کی نذر کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو!

''حافظ نے کہا یہ باب لاکر اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے نماز کے بعد دُعا مشروع نہیں ہے اور دلیل لیتا ہے مسلم کی حدیث سے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد اُس جگہ نہ ٹھہرتے مگر اتنا کہ: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کہنے کے موافق یعنی یہ کہہ کر اُٹھ جاتے۔ اِس حدیث شریف کا یہ مطلب رکھا کہ روبہ قبلہ ہوکر نماز کی سی حالت پر آپ اتنی ہی دیر ٹھہرتے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منہ کر کے دُعا کرنے کی نفی اِس سے نہیں ہوتی۔ ہمارے شیخ اِمام ابن قیم نے کہا نماز سے سلام

---

۳۱ ابن ماجہ ص ۲۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۲۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، الادب المفرد ص ۲۷، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۶۰، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵-۳۲ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۷، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳۔

پھیرنے کے بعد قبلہ ہی کی طرف منہ کئے ہوئے دُعا کرنا کسی صحیح حدیث سے یا حسن حدیث سے ثابت نہیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ سے یہ منقول ہے، نہ خلفائے راشدین سے۔ حافظ نے کہا ابنِ قیم کا یہ قول صحیح نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد یہ کہتے رہو:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ [۳۳]

اور ترمذی نے لکھا ہے کہ ہر نماز کے پیچھے یہ دُعا کیا کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ [۳۴] اور سعد اور زید بن ارقم اور حبیب سے بھی اِس باب میں روایتیں منقول ہیں اور ترمذی نے ابو اِمامہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دُعا زیادہ مقبول ہے جو رات کو اور فرض نماز کے بعد ہو اور طبری نے اِمام جعفر صادق سے نکالا کہ فرض نماز کے بعد دُعا افضل ہے اُس دُعا سے جو نفل نماز کے بعد ہو"۔ (تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳ من وعن)۔

ہر نماز کے بعد تسبیح، تکبیر اور تحمید:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: "دو خصلتیں ایسی ہیں جو مسلمان اُن کی حفاظت کرے وہ جنت میں جائے گا اور وہ دونوں آسان ہیں لیکن اُن پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں"۔

"ہر نماز کے بعد دس مرتبہ **سبحان اللہ** کہے دس بار **اللہ اکبر** دس بار **الحمدللہ**، میں نے دیکھا رسولِ کریم ﷺ اِن کا شمار اپنے نورانی ہاتھ مبارک سے کرتے تھے تو فرمایا یہ زبان سے ایک سو پچاس کلمے ہوئے (کیونکہ ہر نماز کے بعد تیس

---

[۳۳] بخاری جلد ۲ ص ۹۳۷، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۴، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰، کتاب الاذکار ص ۶۰، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۶۰، کتاب السنی ص ۴۶، کنز العمال جلد ۲ ص ۲۸، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۳۵-۲۳۴ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۹۰، ۲۸۳، مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴، ۴۲، ۳۹، ۳۶، کتاب الاذکار ص ۶۰، کتاب السنی ص ۴۴، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۳۳، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۵۱، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳۔

کلمے اور دن رات میں پانچ نمازوں کے بعد ڈیڑھ سو ہوئے) اور اَعمال کے ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے"۔ ۳۵

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں "جو فرض نمازوں کے بعد ۱۰۰ مرتبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه، سو ۱۰۰ بار سُبْحَانَ اللّٰـهِ، ۱۰۰ دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور سو بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے تو اُس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ ۳۶

گناہوں کی بخشش:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی ہر نماز کے بعد تین مرتبہ کہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۳۷ "میں بخشش چاہتا ہوں اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے وہ ذات جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ حَیُّ قیوم ہے اور میں اُسی کی طرف رجوع لاتا ہوں"۔ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے اگرچہ وہ میدان جہاد سے بھی بھاگا ہو۔

نوٹ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے جو دُعائیں منقول ہیں وہ محض تعلیم امت کے لئے ہیں کیونکہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام ہر قسم کی خطا سے معصوم ہیں۔ اِن کے استغفار فرمانے پر کوئی غلط تصور نہ کرے۔

---

۳۵ ابن ماجہ ص ۶۶، ترمذی حدیث نمبر ۴۱۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۳۳، حدیث نمبر ۳۱۸۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۱۳-۳۶ مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۳۶ حدیث نمبر ۳۱۹۴-
۳۷ مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۳۶، کتاب السنی ص ۵۳-

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تصنیف کردہ کتب

نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ	نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ
1	ایصال ثواب	40روپے	19	رمضان المبارک کے فضائل ومسائل	40روپے
2	حدیث قسطنطنیہ	30روپے	20	علاماتِ قیامت	20روپے
3	حقوق زوجین (حصہ اوّل)	120روپے	21	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	30روپے
4	قُل شریف کیا ہے؟	30روپے	22	لیلۃ القدر عید الفطر اور مسائل فطر	20روپے
5	عظیم قرآنی دُعائیں	70روپے	23	مقدس دُعائیں	40روپے
6	مسجد اور امامت	20روپے	24	والدین واولاد کے حقوق	80روپے
7	مسائل قربانی	30روپے	25	حج وعمرہ زیارت	60روپے
8	عید میلاد النبی ﷺ	40روپے	26	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!	120روپے
9	آخری چہار شنبہ	20روپے	27	چالیسواں کیا ہے؟	40روپے
10	نکاح نصف دین ہے	40روپے	28	یوسف مصر محبت	150روپے
11	ہمسایوں کے حقوق	40روپے	29	استغفر اللہ	30روپے
12	ختم کے معانی	30روپے	30	دعوت وتبلیغ	10روپے
13	مجھے نماز سے پیار ہے	40روپے	31	تاریخ وضو اور مسائل	60روپے
14	تحفۂ معراج شریف	20روپے	32	شفاء بوسیلہ قرآنی مجید ومنزل	20روپے
15	سجدۂ تعظیمی حرام ہے	20روپے	33	آدابِ دُعا واوقات قبولیت	80روپے
16	نماز مترجم	40روپے	34	گیارہویں شریف کیا ہے؟	50روپے
17	داتا کون کون؟	70روپے	35	شعبان المعظم کی فضیلت	50روپے
18	غسلِ میت	20روپے	36	کفنِ میّت	20روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 'بلاک بی III' گجر پورہ سکیم لاہور۔6823128